

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پینتیس واں اجلاس

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 07 نومبر 2016ء بروز سوموار برطانیق 06 صفر المظفر 1438 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	وقفہ سوالات۔	2
08	رخصت کی درخواستیں۔	3
09	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	4
21	مورخہ 02 نومبر 2016ء کی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 1 پر عام بحث۔	5

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب ظہور احمد  
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔ جناب عبدالرحمن  
چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 07 نومبر 2016ء بروز سوموار بمطابق 06 صفر المظفر 1438 ہجری، بوقت سہ پہر 3 بجکر 25 منٹ پریزیدار میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ

بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥٦﴾

اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِينَ

كَفَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الطَّاغُوتُ لَا يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۗ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾

﴿پارہ نمبر ۳ سُورۃ البقرہ آیات نمبر ۲۵۶ اور ۲۵۷﴾

ترجمہ: زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں بیشک جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے اب جو کوئی نہ مانے گمراہ کرنے والوں کو اور یقین لاوے اللہ پر تو اس نے پکڑ لیا حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق شیطان نکالتے ہیں ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ۔

میڈم اسپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جی زمرک خان!

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گیٹ کے سامنے بلوچستان کے ڈسٹرکٹ کونسل کے اور ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں اور چیئرمین بھی ہے، اُن کے کچھ مطالبات ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ CM آئینگے ان سے ہم اپنے مطالبات یا یہاں جو کابینہ کے ممبر بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے سامنے پیش کریں گے اور یہ بھی اُنہوں نے کہا جب تک کوئی آئے گا نہیں ہم ادھر ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو میں کہہ رہا ہوں کہ ٹریڈری پنجز سے کوئی تین چار جو ممبرز ہوں یا منسٹرز ہوں جو بھی ہوں اُن کے پاس جائیں اُن کی بات سن لیں اور پھر آگے جو بھی طریقہ ہو۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! اس میں آپ اگر کسی کو بتادیں۔ اگر ایک دو ممبرز چلے جائیں۔ منظور کا کڑ صاحب اور زمرک خان آپ بھی اگر چلے جائیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے آپ ممبر تو ہیں۔ ٹھیک ہے چلیں آپ لوگ مشورہ کریں جو بھی ہوں۔ سردار صاحب! چیئرمین جو آپ کے کونسلرز کے جو ہیں۔ پرنس علی آپ تشریف رکھیں تین ہو گئے بس۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وقفہ سوالات، محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ! آپ اپنا سوال 299 دریافت فرمائیں۔ شاہدہ رؤف صاحبہ بھی تشریف نہیں لائی ہیں۔ اور منسٹر ہیلتھ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ چونکہ تمام سوالات منسٹر ہیلتھ کے لیے ہیں۔ تو سوال نمبر 299, 300, 301 اگلے سیشن کے لیے defer کئے جاتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھتیران صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 307 دریافت فرمائیں

سردار عبدالرحمن کھتیران: سوال نمبر 307۔

میڈم اسپیکر: منسٹر ہیلتھ نہیں ہیں سردار صاحب! تو یہ تینوں سوال next session کے لیے defer کرتے ہیں، ٹھیک ہے؟ سردار عبدالرحمن صاحب کے سوال نمبر 307-308-309 وہ defer کئے جاتے ہیں۔ لیکن رحیم زیارتوال صاحب میں یہ کہوں گی کہ ہمارے جو منسٹرز ہیں وہ جس دن اگر وہ حاضر نہیں ہیں تو کم از کم کسی کو nominate کر دیں کہ اُن کی behalf پر جواب دیدیا کریں۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھتیران: یہاں میری حاضری سب سے زیادہ ہے سو فیصد ہے اور آپ ان کی ڈیٹ دیکھ لیں۔ اب شاہدہ کے 30 مارچ کے ہیں اور میرے 14 مئی کے ہیں۔ پورے چھ مہینے ہو رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! منسٹر ہیلتھ صاحب کی کارکردگی ہیلتھ کا تو ویسے ہی کباڑہ ہو چکا ہے تو ادھر سوالوں کی حد تو یہ حالت ہے

کہ چھ سات مہینے تکلیف ہی نہیں کرتا ہے کہ یہاں آ کر کے جواب دے دیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔ ظہور صاحب، سیکرٹری صاحب! آپ ایک letter تمام منسٹرز کو جن کے نہیں ہوتے ہیں اور وہ اگر حاضر نہیں ہو رہے ہیں تو kindly اپنے behalf پر کسی اور نامزد کریں۔ جی زیارتوال صاحب! جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (وزیر تعلیم): میڈم اسپیکر! سردار کھیتز ان صاحب جو بات کر رہے ہیں questions کے حوالے سے۔ آپ نے پہلے سے رولنگ دیدی ہیں۔ اور اُس میں گورنمنٹ کے طور پر ہم تیار ہیں اگر متعلقہ منسٹر کسی بھی وجہ سے یہاں نہیں ہیں تو یہ آپ کی طرف سے تمام ڈیپارٹمنٹس کو letter جائینگے۔ کہ وہ ڈیپارٹمنٹ جس کو بھی depute کرے اُس میں اُس کو depute کرنا ہوگا اور questions hours کے دوران ہم گورنمنٹ کی جانب سے جو بھی depute ہوگا وہ آدمی اُنکے سوالات کا جواب دے دیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جوابات ویسے نہیں ہوں گے جیسے کہ متعلقہ وزیر ہوگا۔ لیکن کم از کم یہ کارروائی کس طریقے سے التوا کا شکار ناں بنے۔ یہ ہمارے جمہوری عمل کے لیے بھی اچھا شگون نہیں ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے دوست، اپوزیشن سے question ڈال دیتے ہیں اور وہ بھی نہیں آتے ہیں۔ یہ بھی اچھا عمل نہیں ہے۔ جس کا سوال ہے وہ بھی اپنے دوستوں کو انفارم کر دیں جس کی بھی ڈیوٹی لگائیں جس کو ذمہ داری سونپیں تحریری طور پر آپ کے پاس آ جانا چاہیے۔ ہمیں اپنی چیزوں کو smooth طریقے سے آگے لے جانا چاہیے تو آپ کے پاس وہ آ جائیں گے وہ ممبر اُن کی طرف سے depute ہوگا وہ question کریں گے اور یہاں سے اُن کے پاس جواب چلا جائے گا۔ تو یہ جو طریقہ کار ہے اس کو اپنانا ہوگا یہ جو چھ مہینے آٹھ آٹھ مہینے دس دس مہینے وہی سوالات آتے رہتے ہیں اور اُن کا بھی جواب نہیں ملتا۔ اور ابھی جو question میں پڑھ رہا ہوں اب اُس میں وہ لوگ اب اُس ڈیپارٹمنٹ میں نہیں ہیں۔ سرکاری ملازم ہیں، اُس کا transfer ہو جاتا ہے اور جو یہاں پڑا ہوا ہے۔ تو اُس سوال کا ابھی معنی ہی نہیں ہے۔ تو ہم جمہوری لوگ ہیں۔ اور جمہوریت کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور جمہوری اصولوں کو کبھی پامال نہیں ہونے دینگے۔ اور جتنا ہم سے ہو سکے ہم جمہوریت اور اُس کے اصولوں کی پاسداری کریں گے۔ اس کو مضبوط کریں گے اس کو آگے لے جائیں گے۔ تو آپ کی رولنگ بجا ہے اور اُس رولنگ میں یہ letter تمام ڈیپارٹمنٹ کو جائے کہ اگر اُن کا متعلقہ منسٹر محکمہ کا جن کے questions ہیں وہ نہیں ہیں تو پھر اُس کو اس طریقے سے چلنا چاہئے یہ طریقہ اپنانا چاہیے اور یہ عذر قطعاً کسی کے لئے بھی قابل قبول نہیں ہے۔ جس ڈیپارٹمنٹ کا ہے اُس دن ممبر کو depute کر کے اُس کا جواب دیں۔ تیسری بات پھر یہ ہے کہ ہمارے سیکرٹریز صاحبان وہ بھی حاضر نہیں ہوتے ہیں۔ بار بار آپ

نے بھی یہ کہا ہے۔ میں بھی یہ کہتا ہوں کہ آپ کی جانب سے اُن کو ایک letter جانا چاہئے کہ تمام سیکرٹری صاحبان یہاں حاضر ہوں گے، as a custodian of house آپ کی یہ ذمہ داری ہے۔ وہ بھی یہاں حاضر ہوں۔ اور جن کے بارے میں سوالات کیئے جاتے ہیں۔ یہ اسمبلی ہے یہاں جو بدہی کا ایک سسٹم ہے۔ جو بھی سوالات جو بھی پوائنٹ آف آرڈر ہوگا اُس میں کم از کم متعلقہ محکمے کے وزیر کو ایک معنی میں راہنمائی کرنے یا اُن کو معلومات فراہم کرنا سیکرٹری کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ تو as a custodian آپ کی یہ ذمہ داری ہے اور آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اُن کو لکھیں کہ آپ سے پوچھے بغیر اسمبلی کو مطلع کئے بغیر اگر سیکرٹری نہیں ہے تو ایڈیشنل سیکرٹری ہو، کوئی بھی نمائندہ ہو جو کم از کم ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے جو بھی پوچھا جائے گا وہ یہاں حاضر ہوں تو اس طرح سے آپ کا system smooth ہو جائیگا۔ thanl you

میڈم اسپیکر: thank you میرے خیال میں اس بات کو ابھی ختم کر دیں کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھمتران: میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں رحیم زیا تو ال کی اس پیشکش کو appreciate کرنا چاہتا ہوں۔ ہم پہلی دفعہ نہیں آئے ہیں ہمارے باپ دادا اسی اسمبلی میں آئے ہیں۔ اور past practise یہی ہے میڈم اسپیکر! کہ اسپیکر رونگ دے دیتی ہے۔ جو سوال پوچھنے والے ہیں اگر میں غیر حاضر ہوں تو میری جگہ میرا colleague کوئی پوچھ لے آپ اس کو allow کر دیں اور جو ٹریڈری پنچر ہوتی ہیں اُن کی طرف سے اگر متعلقہ منسٹر نہیں ہے تو یہ This is the duty of the concerned Secretary کہ وہ prepare کرتا ہے کسی بھی منسٹر کو یا ٹریڈری پنچ کے کسی کو، ہوتا تو یہ ہے کہ منسٹر جو بھی ہیں، وہ اُس کو prepare کرتا ہے اور وہ اُس پر سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ اس میں میڈم اسپیکر! اس معزز اسمبلی کا وقت بھی ضائع ہو رہا ہے اسٹیشنری بھی ضائع ہو رہی ہے اور بار بار وہی سوالات، ابھی ایک سال سے دہرائے جا رہے ہیں۔ یہ ایک بات۔ دوسری میڈم اسپیکر! پتہ نہیں، میں آج رات کو سوچوں گا اور اگلے اجلاس میں پتہ نہیں کس طریقے سے۔ سیکرٹری صاحبان بالکل ہی نہیں ہیں وہ رحیم جان کے علم میں لانا چاہتا ہوں شاید اُن کو پتہ نہیں ہے کہ آج ہائی کورٹ میں انکے سیکرٹری صاحب پیش تھے اور وہاں کیا کیا باتیں ہوئیں ناں میں رحیم صاحب کو بعد میں بتاؤں گا۔ آپ نے رونگ دی، ایوان نے، میں نے پچاس دفعہ نشاندہی کی ہے کوئی تکلیف نہیں کرتا ہے ایک ہی شوکت صاحب اللہ انکو زندگی دے باقی خیر خیریت ہے جیسے رحیم جان نے کہا کہ مطلب یہ کیا، وہی یہ چیف منسٹر صاحب کو شکل دکھانے کے لئے آجاتے ہیں اور آپ کی رونگ ہمارا ایوان اس کو

تو، مطلب۔

میڈم اسپیکر: نواب صاحب آئیگیں تو ہم اُن سے بھی اس بارے میں بات کریں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نواب صاحب نہیں میڈم اسپیکر You are the Custodian of

the House. You have the powers.

میڈم اسپیکر: نہیں میں نے کہا ہم اُن سے بھی کہیں گے۔ اب منسٹر کو تو زبردستی نہیں لاسکتے ناں۔

We will send him a letter.

سردار عبدالرحیم کھیتراں: آپ ہمیں direct کریں ہم تحریک استحقاق پیش کریں گے۔ آج ابھی

ہیلٹھ کا ہے وہ نہیں ہے بی ڈی اے کا ہے وہ کا نہیں ہے یہ تو کوئی 'تک نہیں بنتا ہے اور پولیس کا اسی طریقے سے

ہوم کا جو concerned ہے لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے آج میڈم اسپیکر!۔۔۔ (مداخلت)

میڈم اسپیکر: بگٹی صاحب! please! کھڑے ہو کر بات کریں، بیٹھ کر نہیں۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! ابھی پوزیشن یہ ہے ہوم منسٹر کی والدہ بیمار تھیں، اللہ تعالیٰ اُن کو شفا

دے وہ پھر بھی تشریف لائے ہیں۔ والدہ کا سایہ بہت بڑی چیز ہوتا ہے۔ اللہ شتعالیٰ ہر انسان پر اُس کی والدہ کا

سایہ برقرار رکھے۔ میڈم اسپیکر! میرے بچے آج بارکھان جا رہے تھے۔ صبح سوا 8 بجے یہاں سے میں نے

نکالے اور پاکستان اور چائنا کے president یہ دونوں تشریف لارہے تھے ڈوب سے آج صبح روانہ ہوئے

ہیں، 44 کنٹینرز روم میں۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے مطلب میری پوتی ہے کوئی تین چار مہینے کی۔ 5 گھنٹے وہ

مسلم باغ اور نیسی اور یہ اس area میں رُل گئے۔ جیسے چائنا اور پاکستان کے president آتے ہیں اس

طریقے سے رُوٹ لگے ہوئے تھے تین تین رُوٹ لگے ہوئے تھے پانچ گھنٹے تک لوگ ذلیل ہو گئے روڈ پر۔ یہ

کنٹینرز گوادر سے تشریف لارہے ہیں گوادر تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو آج یہ خالی لوہے کے کنٹینرز جا رہے ہیں

یہ حالت ہے تو پتہ نہیں جب یہ سے چائینز گزریں گے اور یہ ہوگا تو پھر کیا ہوگا۔ تو یہ حالت ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے سردار صاحب آپ کا point آگیا۔ مورخہ 4 نومبر 2016 کے اجلاس

کے۔۔۔۔ جی شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میڈم اسپیکر! sorry! میں تھوڑا late ہو گئی۔ ایک تو مجھے اعتراض اس بات پر ہے کہ

سیشن کا time آپ نے جو رکھا ہوا ہے 4 بجے بہت مناسب time تھا اگر 4 بجے start ہو جائے۔ جن کے

بچے اسکول جاتے ہیں اور اُن کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ اور آج زیارتوال صاحب کو موقع یہ ملا کہ اپوزیشن

question لیکر آتی ہے اور پھر وہ یہاں ہوتے نہیں ہیں۔ زیارتوال صاحب کی انفارمیشن کے لیے کہ مجھے یہاں سے اسمبلی سے فون چلا گیا تھا کہ ہیلتھ منسٹر نہیں ہیں جس کی وجہ سے میں اپنے کام نمٹا کر آئی ہوں۔ میڈم اسپیکر: نہیں انہوں نے آپ کے لیے نہیں کہا بہت سارے ممبر ایسے ہیں کہ جو continuously سوال پوچھتے ہیں اور خود نہیں آتے۔ جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: لیکن میرے خیال کہ اپوزیشن سے کوئی سوال لیکر آئے اور وہ نہ ہو دوسری بات یہ ہے کہ منسٹر کا یہاں نہ ہونا یہ چیز matter کرتی ہے۔ اگر ہم لوگ کوئی questions لیکر آئے ہیں اور ہم لوگ نہیں ہیں تو وہ اس لیے، میں نے خود اس لئے اپنی اپوزیشن کلیئر کر رہی ہوں کہ مجھ تک یہ انفارمیشن پہنچ گئی تھی کہ آج منسٹر صاحب نہیں ہیں وہ پنجگور میں ہیں جس کی وجہ سے میں late ہوئی ہوں۔

میڈم اسپیکر: ok۔ مورخہ 4 نومبر 2016ء کے اجلاس میں محکمہ BDA اور منصوبہ بندی و ترقیات کے مورخہ شدہ سوالات۔ ویسے تو منسٹر بھی تشریف نہیں لائے اور انہوں نے inform کر دیا ہے وہ نہیں آئی گے آج۔ تو انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب باہر گئے ہوئے ہیں ان کو ماننے کے لیے جو ہمارے چیئرمین ہیں۔ تو ان کا سوال 277, 324, 282, 325 اور 326 یہ تمام سوالات next session کے لیے defer کئے جاتے ہیں۔ اور next کے لئے ڈاکٹر صاحب سے کہیں کہ وہ اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔

وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب ظہور احمد (سیکرٹری اسمبلی): ڈاکٹر حامد خان اچکزئی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف الینک کی میٹنگ کے سلسلے میں اسلام آباد جانے کی بنا آج کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کراچی جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر خان ڈوکی نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر عبدالملک بلوچ صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف ناسازی

طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست گزار ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف جھل مگسی میں ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف کراچی میں ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست گزار ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب امان اللہ نوتیزی اپنے علاقے کے دورے پر ہونے کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

چیئر پرسن مجلس قائمہ برحکمہ سماجی بہبود و ترقی نسواں، زکوٰۃ و عشر حج و اوقاف، اقلیتی امور اور امور نوجوانان! بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میں ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ کو جو صحت یابی پرواپس تشریف لائی ہیں ہماری سب کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ please آپ بعد میں بات کریں۔

سر دار عبدالرحمن کھیتراں: ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ کا آپریشن پچھلے دنوں کراچی میں ہوا ہے میں انکو واپس ایوان میں آنے پر welcome کہتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے اور ان کا سایہ ان کے بچوں پر قائم رکھے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے۔

میڈم اسپیکر: آئین۔ جی ڈاکٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: آپ کا بھی بہت شکریہ میڈم اسپیکر! کیونکہ جب بڑوں کا ہاتھ سر پر ہوتا ہے تو یہ میں سمجھتی ہوں بیماریاں کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہم ان بیماریوں کو اگر شکست نہیں دینگے تو ہم آنے والے لوگوں کو کیا بتائینگے کہ ہم آج یہاں کھڑے ہیں اور اتنی بڑی بیماریوں کو لیکر بھی ہم ان سے لڑ رہے ہیں۔ تو اکتوبر کے ہر مہینے

میں میں ہر ہسپتال میں جا کر انہیں بتاتی ہوں کہ یہ بیماریاں کچھ نہیں ہیں۔ جب تک will-power انسان کا مضبوط ہو تو ہم ان کو شکست دے سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ بہادر خاتون ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: thank you so much میں چیئر پرسن مجلس قائمہ بر محکمہ سماجی بہبود و ترقی نسواں، زکوٰۃ و عشرج و اوقاف، اقلیتی امور، اور امور نوجوانان تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 نومبر 2016ء تک توسیع کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 نومبر 2016ء تک توسیع کی منظوری دی جائے؟ جی تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کی بابت رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 نومبر 2016ء تک توسیع کی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئر پرسن مجلس قائمہ بر محکمہ سماجی بہبود و ترقی نسواں، زکوٰۃ و عشرج و اوقاف، اقلیتی امور نوجوانان! بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کی بابت کمیٹی رپورٹ پیش کریں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میں چیئر پرسن مجلس قائمہ بر محکمہ سماجی بہبود و ترقی نسواں، زکوٰۃ و عشرج و اوقاف، اقلیتی امور نوجوانان، بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کی بابت کمیٹی رپورٹ پیش کرتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: مجلس قائمہ بر محکمہ سماجی بہبود و ترقی نسواں، زکوٰۃ و عشرج و اوقاف، اقلیتی امور نوجوانان، بلوچستان بچوں کے تحفظ سے متعلق رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر سماجی بہبود! بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کے متعلق تحریک پیش کریں۔

سی ایم صاحب ابھی تک نہیں آئے تو سردار صاحب! میرے خیال میں آپ نواب صاحب کے behalf پر تحریک پیش کریں۔

سردار رضا محمد بیچ (مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور): میں مشیر برائے وزیر اعلیٰ قانون

و پارلیمانی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان بچوں کا تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ بلوچستان بچوں کا تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ جی آپ لوگوں سے پوچھ رہی ہوں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان بچوں کا تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر سماجی بہبود! بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور: میں مشیر برائے وزیر اعلیٰ قانون و پارلیمانی امور۔ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟

تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان بچوں کے تحفظ کا مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2015ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔ یہ ایک آپ لوگوں نے بہت بڑا مسودہ منظور کیا ہے کم از کم آپ لوگ اسکو appreciate تو کریں۔۔۔ (ڈیمک بجائے گئے) میں ڈاکٹر صاحبہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور ان کی پوری کمیٹی کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور جن جن نے اس رپورٹ میں ان کے ساتھ مدد کی ہے ان تمام محکموں کا شکریہ ادا کرتی ہوں، کہ یہ بہت اچھا بل تھا جو بچوں کے حوالے سے تھا اور انہوں نے اس پر بہت محنت کی ہے۔ جی ڈاکٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: شکریہ میڈم اسپیکر۔ میڈم اسپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا کیونکہ آپ کا اگر تعاون نہ ہوتا تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بل منظور نہیں ہو پاتا۔ کیونکہ ہم جب یہاں اسمبلی میں آئے تو آپ نے ہمیں طریقہ کار بتایا۔ اور طریقہ کار بتانے کے ساتھ ہی آپ نے یہ بتایا کہ جب تک آپ لوگ اس قسم کے بل لے کے نہیں آئیں گے یہ وہ بل ہے میرے خیال میں کہ جو ہمارے بڑوں کی نسلوں نے بھی بچوں کو کچرا چننے ہوئے دیکھا ہے۔ تو سب سے پہلے میں آپ کا اور پھر اپنے معزز اراکین کمیٹی جس میں محترمہ اسپونژ مٹی اچکزئی، محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ

محترمہ معصومہ حیات، محترمہ حسن بانو، جناب ولیم برکت، اور گھنٹام داس ان کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے نہایت جان فشانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلوچستان بچوں کے تحفظ کے اس بل کے خدوخال کو بہتر بنانے کے لیے انتھک کوشش کی۔ اس کے علاوہ محکمہ سماجی بہبود کے سیکرٹری اور دیگر سیکرٹریز اور محکموں کے آفیسران ہمارے ساتھ اس بل کو مؤثر بنانے میں ہماری بڑی راہنمائی کی۔ اور خصوصاً UNICEF کے آفیسران محترمہ سارا کولنگ، chief child protection UNICEF جناب رانا صاحب اور child protection کی مالی معاونت اور ماہرانہ مشوروں کو بھی ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جنہوں نے ہمارے ساتھ اس بل کو بنانے میں بڑی مدد کی۔ اور اس کے بعد میں اپنے اسمبلی کے اسٹاف جس میں جناب شمس الدین صاحب ایڈیشنل سیکرٹری، مقبول احمد شاہوانی چیف رپورٹر، طاہر شاہ کاکڑ، ڈپٹی سیکرٹری کمیٹی، اعظم بلوچ انڈر سیکرٹری مجالس کا بھی بے حد مشکور ہوں جن کی انتھک محنت اور لگن سے آج ہم اس مقام تک پہنچے ہیں کہ یہ بل اسمبلی میں پیش کرنے کے قابل ہوئے۔ آخر میں جناب شوکت علی ملک، ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ قانون کے بھی ماہرین کہ ہم نے ان کی خدمات حاصل کیں اور ان کو بھی میں قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہوں۔ اور آخر میں کہ جو ہمارے میڈیا نے ہمارا ساتھ دیا ان کی بھی میں بے حد مشکور ہوں۔ thank you میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی آپ سب کو ایک دفعہ پھر بہت مبارک ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ تمام کمیٹی اسی طرح محنت سے کام کریں گی۔ خاص طور پر وومن اور بچوں کا بڑا ایک sensitive یہ پوتھ کا حصہ ہوتے ہیں تو ان پر توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ تو یقیناً انشاء اللہ جس طرح کی performance آپ لوگوں نے دی ہے مجھے امید ہے کہ مستقبل میں بھی انشاء اللہ آپ لوگ دینگے۔

مجلس قائمہ بر محکمہ تعلیم، خواندگی وغیر خواندگی وغیر رسمی تعلیم، اعلیٰ کوالٹی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام (سی ڈی ڈبلیو اے)، سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی کی رپورٹ ایوان میں پیش کیا جانا۔  
چیئر پرسن مجلس قائمہ بر محکمہ تعلیم، خواندگی وغیر خواندگی وغیر رسمی تعلیم، اعلیٰ کوالٹی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام (سی ڈی ڈبلیو اے)، سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی محکمہ تعلیم کے NTS test میں بے ضابطگیوں کی رپورٹ کی بابت تحریک پیش کریں۔

محترمہ شمیمہ خان: میں چیئر پرسن مجلس قائمہ بر محکمہ تعلیم، خواندگی وغیر خواندگی وغیر رسمی تعلیم، اعلیٰ کوالٹی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام (سی ڈی ڈبلیو اے)، سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی تحریک پیش کرتی ہوں کہ محکمہ تعلیم کے NTS Test میں بے ضابطگیوں کی بابت رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 نومبر 2016ء

تک توسیع کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی سوال یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کے NTS Test میں بے جا بٹگیوں کی بابت رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 نومبر 2016ء تک توسیع کی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ محکمہ تعلیم کے NTS Test میں بے جا بٹگیوں کی بابت رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 7 نومبر 2016ء تک توسیع کی منظوری دی جاتی ہے۔ چیئر پرسن مجلس قائمہ بر محکمہ تعلیم، خواندگی وغیر خواندگیو غیر رسمی تعلیم، اعلیٰ کوالٹی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام (سی ڈی ڈبلیو اے)، سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی محکمہ تعلیم کے NTS Test میں بے جا بٹگیوں کی بابت رپورٹ پیش کریں۔

محترمہ شمیمہ خان: میں چیئر پرسن مجلس قائمہ بر محکمہ تعلیم، خواندگی وغیر خواندگیو غیر رسمی تعلیم، اعلیٰ کوالٹی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام (سی ڈی ڈبلیو اے)، سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی محکمہ تعلیم کے NTS Test میں بے جا بٹگیوں کی بابت رپورٹ پیش کرتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: مجلس قائمہ بر محکمہ تعلیم، خواندگی وغیر خواندگیو غیر رسمی تعلیم، اعلیٰ کوالٹی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام (سی ڈی ڈبلیو اے)، سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی، محکمہ تعلیم کے NTS Test میں بے جا بٹگیوں کی بابت رپورٹ پیش ہوئی۔ ایوان کی جو باقی کارروائی ہے اُس میں قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے باب دوازدهم کے بعد نیا باب دوازدهم (الف) کا اضافہ کرنا ہے۔

مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان برائے قانون و پارلیمانی امور! قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ 233 کے تحت باب دوازدهم کے بعد نیا باب دوازدهم (الف)، (zero hour) میں اضافہ کی بابت ترمیمی مسودہ کی بابت تحریک پیش کریں۔

مشیر وزیر اعلیٰ برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات: میں مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور! قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ 233 کے تحت باب دوازدهم یعنی بارہویں کے بعد نیا باب دوازدهم (الف) (zero) hour میں اضافہ کی بابت (ترمیمی) مسودہ کی بابت تحریک پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ مذکورہ (ترمیمی) مسودہ بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 135 کے تحت متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

محترمہ شاہد رؤف: point of order

میڈم اسپیکر: point of order ابھی میں اس کے بعد لوگنی جو بحث ہو جائے گی۔ بحث اب میں شروع کر رہی ہوں، اُسکے بعد میں آپکا point of order لوگنی نہیں میں point of order جو ہماری routine کی کارروائی ہے اُس کے بعد میں سب کے لوگنی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! مجھے تھوڑا سا بخار میں آپ کی دفتر میں کافی پینا تھا۔

میڈم اسپیکر: آپ نے تو ابھی بحث میں بھی حصہ لینا ہے۔ جی ہاں وہ آپ لے کر کے تو وہ ہم دے دینگے۔ چلیں کشور جنگ صاحبہ آپ بتائیں کیا مسئلہ ہے۔

محترمہ کشور احمد جنگ: جی میڈم شکر یہ آپ کا کہ آپ نے مجھے موقع دیا point of order پر بات کرنے کا۔ سب سے پہلے تو میں ڈاکٹر شمع کو مبارکباد پیش کرتی ہوں بل پیش کرنے پر، کہ اُنکی کامیابی سے اور پورے اسٹاف کی اور colleagues کی کامیابی سے یہ بل منظور ہوا۔ اُس کے علاوہ میں بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ میڈم! میں پچھلے سیشن میں بھی میں نے بات آپ سے کی تھی کہ یہ squad کے مسئلے پر لیکن اُس سلسلے میں ابھی بھی مزید کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اگر اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا یہ تیسرا ماہ ہے اُنکے گھر کے چولہے بند ہیں وہ بیچارے پریشان حال ہیں اُن کا مطلب کوئی بھی حال و احوال نہیں کر رہے ہیں، جہاں بھی وہ جا رہے ہیں اُن میں تنخواہ کا مسئلہ ہو رہا ہے۔ اگر اس سلسلے میں مزید کوئی کارروائی نہ کی گئی تو ظاہر ہے squads ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ پھر چاہے ہمیں کوئی مارتا ہے یا نہیں مارے یا جو بھی ہم اللہ کے آسرے پر ایوان میں یا جہاں کہی ہم جائیں لیکن اس سلسلے میں میں نے آپ سے سچھلی دفعہ بھی درخواست کی تھی کہ آپ اس سلسلے میں کوئی کارروائی کریں یا کوئی اقدام اُٹھائیں تاکہ اُن کا جلد از جلد مسئلہ حل ہو جائے۔

میڈم اسپیکر: اس پر کارروائی ہو چکی ہے آپ چیئرمین تشریف لائیں گی تو میں آپ کو بتا دوں گی۔ ٹھیک ہے۔ شکر یہ۔ جی دمڑ صاحب! please آپ تشریف رکھیں ذرا دمڑ صاحب سے میں ابھی آپ سے پوچھتی ہوں، زمرک خان صاحب! please! دمڑ صاحب میں آپکو موقع دیتی ہوں۔ یہ صرف چیئرمین کی ذرا رپورٹ دے دیں پھر میں آپکو موقع دیتی ہوں۔ یہ ابھی باہر سے ہو کے آئے ہیں۔ دمڑ صاحب آپ تشریف رکھیں ایک منٹ صرف بتادیں کہ باہر کیا کارروائی۔ میں ابھی دیتی ہوں آپ کو صرف وہ رپورٹ دے رہے ہیں کہ باہر کیا بات ہوئی ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! آپ کے احکامات کے رو سے ہم لوگ سردار اسلم صاحب، جعفر خان صاحب، منظور کٹر صاحب جو چیئرمین بیٹھے ہوئے تھے باہر، ہم لوگ گئے اُن سے مذاکرات کیے۔ تو

فیصلہ یہ ہوا کہ جب سی ایم صاحب آئیگی تو ان کی دس رکنی کمیٹی ہوگی پھر ان سے مذاکرات کریں گے جو بھی مناسب حل ہوگا اسکے لیے قانون کے مطابق جو جائز مطالبات ہونگے وہ ان پر بات کرینگے اور حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ سی ایم کے آنے تک وہ انتظار کریں گے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you جی دمر صاحب please

جناب گل محمد دمر: میڈم اسپیکر صاحبہ! سی ایم صاحب تو یہاں موجود نہیں ہیں اور وزیر داخلہ صاحب بھی یہاں تشریف فرما تھے باہر چلے گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کوئٹہ میں چار مدرسے ہیں جو تین چار مہینوں سے بند پڑے ہیں پولیس نے تالے لگوائے ہیں۔ نہ وہ دہشتگردوں کے مدرسے ہیں نہ دہشتگرد وہاں پڑھتے ہیں۔ تو ابھی ہماری جمعیت علماء اسلام نے احتجاج اور دھرنے کی کال دی ہے۔ تو اُس سے میرے خیال میں بہتر یہ ہوگا کہ پہلے یہ مسئلہ حل کر دیں اور مدرسوں کو کھول دیں۔ تو آپ کے توسط سے میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ یقین دہانی کروائیں ورنہ 11 تاریخ کو پھر دھرنا ہوگا اور احتجاج بھی ہوگا۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! میں point of order پر بولوں یا تحریک التوا پر۔

میڈم اسپیکر: جی میں ابھی تحریک پر شروع کر رہا ہوں جی تحریک التوا پر۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: ان دونوں کو time دیا۔

میڈم اسپیکر: اس لیے دیا کہ وہ بہت ہی کم اٹھتے ہیں اور بڑی ضروری تھا۔ انشاء اللہ آپ کو detail میں ساری ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں میں بھی بہت تھوڑا بولوں گا میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! آپ بہت زیادہ time لیتے ہیں۔ آپ کا وہی ہیلتھ کے حوالے سے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں نہیں ایجوکیشن کے حوالے سے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ایجوکیشن کے حوالے سے ٹھیک ہے۔ please!

سردار عبدالرحمن کھیتراں: مجھے فلور دے رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی آپ کو فلور دے رہا ہوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: thank you very much میڈم اسپیکر! پچھلے سیشن میں میں نے

گزارش کی تھی، ابھی رحیم زیار تو ال صاحب سے بھی میری بات ہوئی ہے۔ کچھ دوست ناراض ہو جاتے ہیں

حالانکہ اس میں ناراضگی کی بات نہیں ہے۔ یہ میں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں ایک document ہے۔

ایجوکیشن کی جتنی اصلاحات ہوئی ہیں، میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کروں گا کہ باقی مجھے پتہ نہیں ہے کہ کیا صورتحال ہے۔ ایک گورنمنٹ بنی جو اس نعرے پر کہ جی ہیلتھ اور ایجوکیشن بنیادی چیزیں ہیں دونوں۔ ہیلتھ پر آج تو منسٹر صاحب نہیں ہیں اگلے سیشن میں آپ نے ہمارے question ڈیفنڈ کر دیئے۔ منسٹر صاحب سے حال و احوال کریں گے کہ انہوں نے جو جوابات دیے ہیں ان میں کتنی میرٹ ہے؟ ہیلتھ کتنی اُوپر گئی ہے یا خراب ہوئی ہے؟ میڈم اسپیکر! ایک اسکول ہے گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول، وڈیرہ کرم خان ایشیائی بارکھان کا ہے۔ ان کا میں تعریف کروادوں کہ یہ نیشنل پارٹی کے ضلعی جو صدر صاحب ہیں جس میں پچھلے دنوں ان کے بھائی صاحب وفات پا گئے اُس میں ڈاکٹر مالک حاصل بزنس وغیرہ وغیرہ سارے یہ اُدھر چالیسویں پر، فاتحہ پر اور سارا، یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کے آئے ہیں۔ اب میڈم اسپیکر! پہلے تو میں اُس اسکول کی strength آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں بلکہ یہ پیپر میں آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ یہ اسپیکر صاحبہ! کو دے دینا۔ یہ پرائمری اسکول تھا 2013ء میں جب نیشنل پارٹی کا چیف منسٹر بنا یہ مڈل ہوا، پھر ہائی ہو گیا۔ اب اسکی پوزیشن یہ ہے میڈم! یہ جو ہیڈ ماسٹر لکھ کر دے رہی ہے، جو وہاں ڈیوٹی کر رہی ہے۔ پہلی جماعت میں 11 بچیاں ہیں، دوسری جماعت میں دو بچیاں ہیں، تیسری میں دو ہیں، چوتھی، پانچویں میں کچھ بھی نہیں ہے یہ تو پرائمری سیکشن کو چھوڑ دیں۔ اب جو مڈل ہوا ہے اور ہائی ہوا ہے یہ میرٹ دیکھے اور ایجوکیشن کی ترقی دیکھیں۔ 15 بچیوں پر یہ مڈل بن گیا۔ 15 پرائمری کی جو وہ بھی وہاں پر شاید نہ پڑھتی ہوں اگر انکوڑی ہوگی تو یہ سارا دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوگا۔ اسکو 15 بچیوں پر مڈل بنا دیا۔ جب مڈل بنا تو ششم میں 4، ہفتم میں 2۔ یہ 6 بچیاں۔ چھ بچیوں پر میرٹ والی سرکار نے اس کو ہائی کر دیا۔ اور ہائی کی پوزیشن یہ ہے کہ ہم میں 1 بچی ہے باقی اللہ اللہ خیر سلا۔ اب وہاں ایک بچی پر ہائی اسکول چل رہا ہے۔ وہ ایک سوشل میڈیا میں دیکھا تھا میڈم اسپیکر! کہ کوئی باہر کا ایک ملک تھا جہاں وہ پتہ نہیں مجھے اُس کا نام نہیں یاد چائنا کا ہے یا پتہ نہیں کہاں کا ہے وہ اتنی height پر ہے کوئی ساڑھے تیرا ہزار فٹ یا بارہ ہزار فٹ پر ایک student جاتا ہے تو اُسکے لیے اسپیشل ٹرین چل رہی ہے۔ تو ہماری ترقی ایجوکیشن کی اتنی ہے کہ ہم نے اُس کو بھی مات دے دی۔ وہ برفانی hill station تھا یہاں تو میدانی hill station میں ایک بچی پر ہائی ہو گیا۔ اب یہاں اُسٹانیوں کی پوزیشن دیکھیں میڈم اسپیکر! ٹوٹل پرائمری سے لے کر، آپ کے سامنے ہے کاغذ پرائمری سے لے کر ہائی تک 22 بچیاں ہیں وہ so called اب اُس میں 11 ٹیچرز پڑھا رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر! اُس میں پہلے نمبر پر ہے ہیڈ ماسٹر لیس زریزہ صاحبہ ہیں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! اس کو brief کر دیں وہ تو آ گیا میرے پاس آپ point لے آئیں

کہ point کیا ہے پلیز۔ point of order آپ اس پر وہ تحریک التوا لے آتے کیوں کہ اس میں یہ ہے کہ آپ point of order پر اتنی لمبی تقریر نہیں کر سکتے please آپ اس کو conclude کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: ابھی ت میں نے پانچ منٹ بھی نہیں لیے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی please, please میں یہی کہہ رہی ہوں کہ جلدی conclude کر لیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: بس میں یہ پڑھ کے آپ کو بتا دیتا ہوں کہ یہ حالت ہے۔ اچھا یہ زرینہ صاحبہ

ہیں اُس کے ساتھ ایک ماریہ رفیق اُن کی بھانجی ہے حسن بانو ہے اُن کی بھانجی ہے کوثر ناز ہے یہ بچی یہاں ایم فل

کر رہی ہے کوئٹہ میں۔ اور اُس کی والدہ صاحبہ اُس کے ہمارے لیوڑ میں ہوتے ہیں بازگیر والدہ صاحبہ کبھی کبھی

چلی جاتی ہیں۔ ایک اور ہے تنیم اختر یہ اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ اچھا سیریل نمبر 6 سے لے کر گیارہ تک یہ ایک

ہی گھر کے مطلب بہن، بھانجی، پوتی، بہو، بہن مطلب یہ سارے اُسی مہر گل صاحب جو ایجوکیشن میں تھے یونین

کے اور کریم صاحب کی۔ اچھا! اسمیں ایک اس کی بیگم صاحبہ بھی ہیں مراد خاتون۔ میڈم اسپیکر! میں فلور آف دی

ہاؤس پر چیلنج کر رہا ہوں کہ ایجوکیشن کا منسٹرن رہا ہے یہاں سے ladies کوئی عملہ چلی جائے، یہ ”الف“ سے

لے کر ”ی“ تک لکھ دے اور ”A“ سے لے کر ”Z“ تک لکھ دے۔ مجھے جو fine ہوتا تھا میں دینے کو تیار ہوں

اب ایجوکیشن کا یہ حال ہے پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایجوکیشن کو آسمان پر پہنچایا۔ اچھا یہاں ایک بچی ہے زبیدہ بی بی

سیریل نمبر 7 پر ہے میڈم! یہ آج سے کوئی 5,6 سال پہلے گھر سے بھاگی ہے کسی کے ساتھ پنجاب چلی گئی ہے اس

پر قتل ہوئے ہیں۔ یہ آج تک اس نے اسکول کی شکل نہیں دیکھی باضابطہ اس کی تنخواہ draw ہو رہی ہے۔ تو

میڈم اسپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے ایجوکیشن منسٹرس سے میری گزارش ہے کہ اس کی انکوائری کرائیں یہاں سے

غیر جانبدار ٹیم بھیجیں کہ میرے ڈسٹرکٹ میں ایجوکیشن کا حشر سیاسی بنیادوں پر، اچھا! میڈم اسپیکر! مزے کی بات

یہ ہے کہ اس دفعہ کی PSDP میں اُسکے لیے ہیڈ منسٹریس کے لیے کوئی میرا خیال ہے ساتھ یا آٹھ ملین کا بنگلہ بھی

رکھا گیا ہے۔ اور چار دیواری اُس پر قائم ہوئی پورے کے پورے گاؤں کو چار دیواری دے دی ہے وہ سارے

اسکول اور وغیرہ وغیرہ سارے اُسکے بیچ میں آگئے۔ تو میری گزارش ہے سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں

منسٹر ایجوکیشن بیٹھا ہے کہ اس پر غیر جانبدار انکوائری conduct کرائیں۔ یہاں کوئٹہ سے بھیجیں، پشین سے

بھیجیں کہیں سے بھیجیں خواتین کی ہو یا male۔ میں نے سیکرٹری ایجوکیشن کو بھی یہ point out کیا تھا۔

لیکن اُس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی انہوں نے کہا کہ ہم کر رہے ہیں لیکن کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ تو kindly اس

کی انکوائری کرائیں۔ thank you very much۔

میڈم اسپیکر: point has been taken جی زمر خان اچکزئی صاحب!

انجینئر زمر خان اچکزئی: میرا بھی ایجوکیشن کے بارے سوال ہے، پھر ایک جگہ جواب دے دیں تو اچھا ہوگا۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں ایک دفعہ یہ شروع ہو جائے پوائنٹ آف آرڈر پھر آرام سے لے لیتے ہیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میرا بھی point of order ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں point of order پہلے نہ لیں میں نے پہلے بھی کہا کیونکہ وہ بھی اصرار

کر رہے تھے میں نے کہا چلیں بعد میں، ایک دفعہ ایجنڈا کو ہم complete کریں پھر میں آپ کو موقع دیتی

ہوں۔ جی زیارتو! صاحب! آپ اکٹھے ہی جواب دے دیجئے گا بعد میں ان دونوں کے یہ اس سوال کا جواب

دے رہے ہیں۔ بعد میں دے دیجئے گا کیونکہ ابھی اکٹھا وہ زمر خان اچکزئی صاحب کا اسکے بعد ہم لے لینگے

بحث کے بعد۔ مورخہ 02 نومبر 2016ء کی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 1 پر عام بحث۔ جو بھی ممبر

اس سلسلہ میں بحث کرنا چاہتے ہیں وہ kindly اپنے نام مجھے بھجوادیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: point of order میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: point of order میں چھوڑ نہیں رہی ناں اس وقت۔ میں نے کہا کہ اس وقت بحث کا

آغاز ہو گیا ہے، اُن کو بھی نہیں چھوڑا۔ جی چلیں آپ بتائیں کیا بات ہے؟

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: بہت ضروری بات ہے میڈم! ہمارے صوبے کے کچھ لڑکے کوئی بیس، بچپیس

لڑکے اور اب اُن کے ساتھی، وہ میرے آفس آئے تھے انہوں نے ایک بات کہی کہ بات یہ ہے کہ MA کے

امتحان 17 نومبر سے 14 دسمبر تک ہو رہے ہیں۔ اسمیں ہائی کورٹ کی رولنگ یہ آئی ہے، کہ اسکو آپ جاری رکھیں

جاوید اقبال صاحب سے کہا ہے جو وائس چانسلر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے، جو یہ کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے،

PCS کے امتحان اور اُنکے انٹرویو بھی 19 نومبر سے 10 دسمبر تک رکھیں گئے ہیں یہ شاید آپ کو بھی معلوم ہوگا۔

میڈم اسپیکر: یہ پہلے بھی آچکا ہے۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! میں اسمیں کچھ کہنا چاہتا ہوں ایک letter جو ministry of

religious affairs ایک دفعہ پہلے issue ہوا ہے اسلام آباد سے پبلک سروس کمیشن کو۔ انہوں نے اس

letter میں دو بندوں کا ذکر کیا ہے، کہ وہ حج پر ہے ابھی اس کو reschedule کر دیں۔ پھر کیا ہوا ہے یہ جو

ہے مولانا ترابی کا nephew ہے، اُس کا نام بھی ہے، letter بھی ہے۔ پھر یہ یکم اگست سے کینسل ہو کر کے

15 اکتوبر کر دیا گیا ہے۔ اب دونوں exam یہ اسٹوڈنٹس کیسے دے سکتے ہیں؟ اور ان کی تیاری کیا

ہوگی؟ میڈم اسپیکر! یہ سارے letter ثبوت کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں۔ ابھی بات یہ ہے کہ جب تک یہ ہائی کورٹ کی رولنگ آچکی ہے کہ انکو امتحان کے لیے آپ چھوڑ دیں۔ یونیورسٹی کے exam کر لیں، اور پبلک سروس کمیشن اسکو reschedule کر دے اس کے بعد رکھ لے۔

میڈم اسپیکر: یہ point of order جمعہ کے دن بھی آیا تھا، اور زیارتوال صاحب نے کہا تھا کہ میں اسے take up کروں گا، اور زیارتوال صاحب نے کیا کہا ہے ہم اس سے پوچھ لیتے ہیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں صرف اتنا کہوں گا، نہیں نہیں میری humble request ہے صرف پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین کو بلا لیں، آپ بلا لیں اور اس سے کہہ دیں کہ schedule کو change کر دے، یہ دونوں تیاری کے بغیر نہیں کر سکتے۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب نے اسکو take up کیا تھا، اور انہوں نے جمعہ کے دن کہا تھا کہ ہم اس کو رکھوائیں گے۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: انہوں نے رول نمبر سلپ بھی issue کر دیے ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔  
میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے، آپ کا point دوبارہ آگیا۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: اس میں آسان سی بات ہے، یہی letter میں ابھی گورنر ہاؤس بھی لے گیا تھا۔ گورنر صاحب میٹنگ میں تھے، ان کو یہ دیکھنا تھا کہ یہ ہو رہا ہے، اسکو reschedule کرنا ہے، ہم نے یہ پبلک سروس کمیشن کو ایک مہینہ 15 دسمبر کے بعد آپ رکھ لیں، آتمیں ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ لڑکیاں یہ بچے اپنے exam، اپنی یونیورسٹی میں دے دیں گے، بعد میں PSC تاریخ کے ساتھ وہاں چلے جائیں گے۔  
میڈم اسپیکر: جی مذکورہ منسٹر نے نوٹ کر لیا ہے، اس پر رولنگ سے زیادہ انہوں چونکہ وہ۔۔۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: آپ رولنگ دیدیں please

میڈم اسپیکر: ان کے under آرہے ہیں ماسٹر اور وہ سب کچھ اسمیں وہ دیکھیں گے۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں منظور صاحب کہہ رہے ہیں کہ چیف سیکرٹری نے کہا ہے یہ ضرور ہوگا ایک تو exam سے چیف سیکرٹری کا کیا تعلق؟ باقی چیزیں بھی مجھے معلوم ہیں وہ بھی پیش کروں گا، exam پیچھے خواخواہ کرنا؟ نہیں اس پر آپ simple رولنگ دیدیں۔ یہ مطلب بہت سے خاندانوں نے محنت کی ہے، بہت محنت سے ان بچوں کو پڑھایا ہے schedule چنچ کر دیں رولنگ دیں۔ simple سی بات ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔ زیارتوال صاحب! لہڑی صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ یہ

point تین دفعہ آچکا ہے میں چاہ رہی ہوں کہ مذکورہ منسٹری پہلے ہمیں اس پر brief کر دے کہ کیا ہے تو نواب صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں قائد ایوان صاحب وہ بھی بتادیں گے۔ اس پر مشاورت کر کے بتادیں گے زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم! simple ایک بات ہے پبلک سروس کمیشن کے ٹیسٹ اور انٹرویوز 15 دسمبر کے بعد رکھیں as simple as that

میڈم اسپیکر: وہ دے رہے ہیں اچکزئی صاحب! آپ تھوڑا time تو دیں ایک رول کے مطابق ہر چیز ہوتی ہے۔ جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: آپ میرے خیال سے رولنگ نہیں دے سکتی ہیں، اس لیے آپ کی رولنگ میں کوئی مسئلہ ہے۔ آپ نے ایک رولنگ دی تھی اگر آپ کو یاد ہو بلوچستان ہاؤس کے حوالے سے۔ اس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ یہ رولنگ بھی آپ دیدیں کوئی مسئلہ نہیں تاریخ پیچھے کر دیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں دیکھیں آپ لوگ تو اس طرح کہتے ہیں ایک دم سے رولنگ دیدیں۔ پہلے مذکورہ منسٹر کا point of view تو آنے دیں۔ جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (وزیر تعلیم): میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: جی۔

وزیر تعلیم: بنیادی طور پر جو بات کر رہے ہیں اور صوبے کے graduate candidate پبلک سروس کمیشن کے exam میں بھی appear ہو سکتے ہیں اور MA اور MSc کے exam بھی وہ دے سکتے ہیں۔ مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جب exam reschedule ہوا ہے۔ پبلک سروس کمیشن کا exam وہ بالکل غیر قانونی اور غیر آئینی طور پر ہوا ہے۔ رولز کے بھی برخلاف ہے۔ ایسے کئی واقعات ہیں جس میں پبلک سروس کمیشن کے exam میں appear ہونے والے بچے، امیدوار کسی بھی واقعہ کی وجہ سے appear نہیں ہو سکتے۔ کسی بھی مسئلہ کی وجہ سے امتحان کو reschedule کرنا ٹھیک نہیں تھا۔ اب جو مسئلہ ہے وہ بنیادی طور پر اس دن مولانا واسع صاحب بھی اٹھا چکے ہیں۔ آج پھر ایوان کے سامنے ہے۔ اسی طریقے سے اور اسمیں جو مطالبہ کر رہے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اپریل میں، ہم اپریل میں نہیں جا سکتے۔ ہم یہی exam لیں گے 10 دسمبر کے بعد، ان کا امتحان ختم ہو جاتا ہے یونیورسٹی کے جو پیپر 3 نومبر سے شروع ہوئے ہیں یہ 10 دسمبر تک چلیں گے۔ 10 دسمبر کے بعد نواب صاحب بیٹھے ہیں پبلک سروس کمیشن سے کہنا یہ ہوگا کہ

10 ستمبر کے بعد کوئی تاریخ وہ رکھنا چاہتے ہیں اُن کے لیے وہ suitable ہے وہ تاریخ رکھیں تاکہ ہمارے جو لڑکے ہیں وہ امتحان میں حصہ لے سکیں۔ مجید خان جس طریقے سے وہ کر رہے ہیں تو اُس میں کوئی وہ نہیں ہے اُس دن بھی میں نے کہا تھا کہ پبلک سروس کمیشن کو اپنا ڈیٹ شیٹ reschedule کرنا ہوگا۔ چونکہ already امتحان شروع ہو چکے ہیں۔

میڈم اسپیکر: تو اس پر آپ یقین دہانی کر رہے ہیں زیارتوال صاحب! کہ 10 دسمبر کے بعد exam ہوں گے۔

وزیر تعلیم: میں نے آپ سب نے اُسکو یہ کرنا ہے کہ یہ امتحان وہ reschedule کروائے۔ آپ کی طرف سے letter جائے ہماری طرف سے نواب صاحب کی جانب سے اُنکو بلا کے چیئرمین کو کرنا یہ ہوگا کہ یہ جو تاریخ ہے یونیورسٹی کے exam جاری ہیں اور آپ کے جو گریجویٹ ہیں، کوئی بھی گریجویٹ پبلک سروس کمیشن کے امتحان کے لیے eligible ہے اب MA اور MSc کے امتحان جاری ہیں، وہ گریجویٹیشن کر چکے ہیں۔ وہاں بھی وہ داخلہ بھجوا سکتے ہیں اور یہاں بھی انہوں نے امتحان دینا ہے۔ تو اس صورتحال میں ہمارے پاس کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ جب یہ 19 نومبر سے شروع ہونگے تو اس کے معنی یہ ہے کہ وہ جو امتحان چل رہے ہیں MA اور MSc کے وہ 10 دسمبر تک جائیں گے میں نے جو پوچھا ہے۔ ہاں تو بنیادی طور پر یہ ہے تو اُس میں نواب صاحب اور میں نے بھی ٹھیک ہے مہربانی۔

میڈم اسپیکر: تو ٹھیک ہے اس پر وہ جس طرح سے suggestion بھی دی ہیں منسٹرا بھجوا سکتے ہیں، چونکہ یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ گورنمنٹ ان کاموں کو کرے۔ تو یہاں سے letter بھی چلا جائے گا۔ لیکن basically یہ حکومت بلوچستان کا کام ہے کہ وہ کیونکہ اُسکے under آتے ہیں۔ اُنکو ہدایت کریں کہ 15 دسمبر کے بعد یا 15 دسمبر تک اس کو reshedule کیا جائے۔

مورخہ 02 نومبر 2016ء کی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 1 پر عام بحث۔ جی مولانا عبدالواسع صاحب۔ چلیں جی زمرک خان صاحب! آپ شروع کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ میڈم اسپیکر۔ 24 اکتوبر کو جو واقعہ ہوا تھا PTC میں اسمیں جو ہمارے پولیس جوان شہید ہوئے تھے۔ اس واقعہ پر ہماری اپوزیشن کی طرف سے ممبران کی طرف سے ایک requisition جمع کروایا گیا کہ اجلاس بلا یا جائے اور اس اہم مسئلہ پر بحث ہو سکے۔ صرف اس لیے نہیں کہ صرف PTC کے جوان شہید ہوئے ہیں بلکہ صوبے کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر مکمل بحث کی

جائے اور اُس کا کوئی حل نکالا جائے۔ لیکن آپ کی طرف سے ہمیں جواب ملا کہ یہ 17 ممبرز پر بلایا جاسکتا ہے لیکن آپ کی تعداد کم ہے۔ جب اسمبلی اجلاس شروع ہوا تو ہماری اپوزیشن کی طرف سے مولانا صاحب کی قیادت میں ہمارا فیصلہ ہوا کہ ہم تحریک التوا پیش کریں گے۔ تو اس تحریک التوا پر آج بحث ہو رہی ہے۔ اُس پر میں یہاں سے کروں گا کہ ہماری جو گورنمنٹ بنی ہوئی ہے، چوتھا سال جو چل رہا ہے اسمیں ایسے واقعات ہوئے ہیں ہمارے صوبے میں جو میرے خیال سے پہلے کبھی نہیں ہوئے ہیں۔ اگر آپ دیکھ لیں پچھلا پانچ سالہ دور گزر گیا ہم بلاسٹ ہوتے تھے اسمیں sectarian بنیاد پر ہمارے بہت سے بھائی شہید ہوئے ہیں۔ ہزارہ برادری کے شہید ہوئے ہیں۔ لیکن یہ سلسلہ چلتا رہا جب یہ گورنمنٹ بنی تو اس میں نہ ہمارے بچے محفوظ ہیں، نہ ہمارے وکلاء محفوظ ہیں نہ ہمارے ڈاکٹرز، نہ انجینئرز، کوئی بھی ایسا طبقہ جو اپنے آپ کو یہ سمجھے کہ جی میں اس صوبے میں محفوظ ہوں۔ اور ہمارے ساتھ امن کی بات کی جائے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ 8 اگست کو جو واقعہ ہوا تھا جس میں ہمارے وکلاء شہید ہوئے۔ اس پر ہم سب نے بحث بھی کی ہمارے اجلاس بھی بلائیں گے ہماری مذمتی قرارداد بھی اسمبلی میں پیش ہوئی۔ اُس کا کوئی حل آج تک نہیں نکلا نہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ کس نے کیا اور کیسے ہوئے کیا ہوا اُس کے باوجود یہ ہمیں بتایا گیا کہ جی اور خود کش صوبے میں آرہے ہیں حالات خراب ہو رہے ہیں۔ ہمارا سوال چیف سیکرٹری سے ہے، نا IG پولیس سے ہے، ہمارا یہ سوال چیف منسٹر سے ہے، اگر وہ سن رہے ہیں کیونکہ اُنکی توجہ ہمارے طرف ہے ہی نہیں، ہوم منسٹر صاحب بھی اپنی گپ شپ میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمیں پتہ بھی نہیں کہ کس سے ہم کہہ رہے ہیں۔ کم از کم ہماری باتوں کو سن لیں کل پھر یہ کہیں گے ہمارا سوال صرف گورنمنٹ آف بلوچستان سے ہے ہمارے حکمرانوں سے ہے، ہماری law enforcement agencies وہ بھی گورنمنٹ کے under کام کرتی ہیں۔ ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ آیا کیا ہو رہا ہے ہمارے صوبے میں ہمارے صوبے میں یہاں تک دہشتگردی پھیل گئی ہے۔ میڈم اسپیکر! پرسوں ہمارے گاؤں کے ہیڈ ماسٹرز آئے تھے مجھ سے کہہ رہے تھے کہ جی DC نے ہمیں بلایا بٹھایا اور کہہ رہا تھا کہ جی آپ ایک کام کریں آپ لوگوں کو بھی threat ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ جو ہمارے چھوٹے چھوٹے اسکول گاؤں میں جس میں بچے پچیاں پڑھتی ہیں اور انہوں نے order یہ دیا کہ جی ہمارے گاؤں کے سکولوں میں خود کش داخل ہونگے۔ ابھی کہتے ہیں PTI جو کہ اُستاد ہے اُن سے کہہ رہے تھے کہ آپ کلاشکوف اُٹھا کر یہاں بیٹھ جائیں۔ اُن کی چوکیداری کیلئے کہہ رہے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم رات کو بہت اچھے طریقے سے سفر کر سکتے ہیں۔ ہم تو اپنے گھروں اسکولز، ہسپتالوں میں محفوظ نہیں ہیں کہ جی آپ کراچی تک بہت اچھے سفر کر سکتے ہیں۔ آپ چن تک بہت اچھے سفر کر سکتے ہیں۔

ہم یہ دعوے کرتے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ حقیقت کہہ رہا ہوں کہ میں خود پریشان ہوں۔ یہ ایک ایسے گاؤں سے آیا تھا جسکا انکو پتہ ہے ہمارے جو ممبرز ہیں۔ وہاں 20 گھر ہیں یہ threat وہاں پہنچی ہوئی ہے۔ اُس گاؤں میں پرائمری سکول ہے مڈل بھی نہیں ہے۔ ہماری پارٹی کا جلسہ ہو رہا تھا جیسے مولانا صاحب نے کہا عوامی نیشنل پارٹی کا جلسہ 26 تاریخ کو ہو رہا ہے۔ ہماری میٹنگ ہو رہی تھی۔ جو آپ کی بیورو کریسی ہے حساس اداروں کے لوگوں سے، کہ ایک دن پہلے threat ہے۔ کس کس کو threat ہے، political gathering، زائرین اور پولیس کو threat ہے۔ ہمیں order ملا ہے کہ آپ نے اس جلسے کی اجازت نہیں دینی ہے۔ ہم نے کہا کہ باقی سب جلسے کر رہے ہیں صرف ہمیں threat ہے۔ ہم نے ہر صورت میں جلسہ کرنا ہے چاہے میں خود شہید ہو جاؤں۔ کوئی اور شہید ہو جائے۔ بہت سے شہداء ہم نے دیئے۔ ہمیں شہداء سے کوئی ڈر نہیں بلکہ یہ ایک اعزاز ہے اسلام میں شہادت کا بہت بڑا رتبہ ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے جلسہ کرنا ہے۔ بیٹھے ہوئے اُن کا نام نہیں لینا یہاں اچھی بات نہیں۔ کہتا ہے پھر ٹھیک ہے ہم سیکورٹی بڑھاتے ہیں۔ یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ یہ ہماری میٹنگ ایک دن پہلے اُس سے ہوئی۔ اگلی شام کو پھر ہمیں بلایا گیا۔ پھر ہم ایک آفس میں بیٹھے۔ کہتے ہیں کہ جی بہت serious threat ہے۔ ٹھیک ہے threat میں مانتا ہوں میں اس سے انکار نہیں کرتا میں نے کہا پھر کیا کرنا ہے، دہشتگرد اُس وقت 9 بجے یہ داخل ہو رہے ہیں PTC میں۔ اور اطلاع بھی دیکھیں کتنی confirm اطلاع ملی ہے میں اس کا ثبوت بھی دے سکتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کہ آپ سے cooperation کریں گے ہمیں FC دے دو۔ تین جگہ پر چیک پوسٹیں walk through gate لگائیں گے۔ میں گھر پہنچا تو 2 گھنٹے بات پتہ چلا کہ وہ داخل ہو گئے۔ جب وہ خود کہتا ہے کہ threat ہے۔ پولیس خود کہتی ہے کہ ہمیں threat ہے۔ ہمیں یہ پتہ بھی پتہ نہیں کہ پولیس کا بھی ایک کالج ہے۔ اطلاع یہ ملی ہوئی ہے کہ کالج پر حملہ ہوگا۔ اور اُس کا شروعات میں on floor بتا رہا ہوں کہ اُس کالج کا جو شروع ہے اُس کالج کا وہ "گا" سے ہوگا۔ ہمیں یہ پتہ بھی پتہ نہیں کہ پولیس کا کالج گا ہی خان چوک کے ساتھ ایک کلو میٹر یا ڈیڑھ کلو میٹر پر ہے۔ اتنا بھی اُنکو پتہ ہے۔ پھر خود کہتے ہیں کہ مجھے threat ہے۔ اور اُسکی حفاظت نہیں کر سکتے ہوں۔ اور 600 اہلکاروں کو بٹھا کر بغیر نوٹیفکیشن کے اور وہ بندہ جس نے اُنکو بلوایا ہے وہ کدھر ہے۔ اُس سے پوچھو کوئی چوہدری صاحب ایڈیشنل آئی جی ہیں، جو بھی ہے۔ اُن کی انکو آری ہونی چاہئے اُن سے پوچھنا چاہئے کہ کس بنیاد پر انکو ادھر بلوایا؟ اور پھر ایک بندہ یا دو بندے کی وہاں ڈیوٹی تھی اور یہ بھی آپ کو بتا دوں ایک اُن میں ابھی تک زندہ ہے، زخمی ہے۔ وہ بھی ہمارا بھائی ہے لیکن وہ بھی ایک فائر کر کے ایک برسٹ مار کر کے اندر چھپ گیا۔ اور وہاں لڑے کون

ہیں۔ میں بتاتا ہوں۔ ایک ATF والا جو پہلے لڑا اسکے بعد فوج آئی۔ باقی کوئی نہیں تھا ہماری enforcement agencies کوئی اندر جا نہیں سکتا تھا۔ اُس کیپٹن نے جام شہادت نوش کیا، حقیقت میں اس کو ہم سلام پیش کرتے ہیں۔ کہ اُس نے جا کر ایک خودکش کو مارا ایک خودکش پہلے مارا گیا تھا۔ وہ جرأت مندانہ طریقے سے لڑے اور انہوں 50,60 لوگوں کو بچایا۔ یہ ہماری حالت ہے۔ ہمارے سی ایم صاحب اور ہوم منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بتادیں اگر اسمیں کوئی چیز غلط ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ جی threat ہے۔ کیا کرتے ہم لوگ؟ کس طرح ہم یہاں رہیں گے؟ کس طرح زندگی گزاریں گے؟ نہ بچوں کو چھوڑ رہے ہیں نہ جوانوں کو، جن کے پاس ڈگریاں ہیں اُن کو بھی نہیں چھوڑتے۔ ہم اسمبلی میں کیا کر رہے ہیں ہماری کیا ذمہ داری ہے۔ ہم نے کس بنیاد پر ووٹ لیا ہوا ہے۔ ہم اس بنیاد پر آئے ہیں کہ ہم نالیاں بنائیں یا روڈ بنائیں۔ ہمیشہ ہمارا یہی جھگڑا ہوتا ہے۔ کہ جی امجیکیشن میں کیا ہو رہا ہے ہیلتھ میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ کس کا کام ہے قانون سازی ہم نے کتنی کی ہے ہم نے اس قوم کو کیا تحفہ دیا ہے؟ ہم منتخب ہو کر یہاں پہنچے ہیں اور ایک اچھی سی زندگی اپنے عوام کو دے سکیں۔ روز بروز ہماری حالت اتنی بدتر ہو رہی ہے کہ میں کہتا ہوں ابھی پرائمری سکول تک پہنچ گئے ہیں۔ ابھی آپ گھر سے نکل نہیں سکیں گے۔ ہم نے کیا strategy بنائی ہے؟ ہمیں ملکہ، ہم ان کے ساتھ ملتے ہیں۔ یہ بھی سُننے میں آیا کہ ہوم منسٹر ایک سپاہی کو transfer نہیں کر سکتا۔ ہمارے علم میں یہ بات لائی گئی۔ اختیارات کس کے پاس ہیں یہ بتانا چاہئے۔ اگر نہیں کر سکتے ہیں تو کم از کم اتنا تو کہہ دیں کہ گورنمنٹ، جو ممبرز آتے ہیں۔ ممبرز کی ذمہ داری یہی ہے کہ یہاں جو گورنمنٹ بنتی ہے اُس کی ذمہ داری ہے۔ چیف منسٹر، چاہے گورنر ہو چاہے اُن کی کاہنہ ہو۔ وہ اس بنیاد پر ووٹ لیتے ہیں میڈیم اسپیکر! کہ عوام کو تحفظ دے سکیں۔ امن دے سکیں، محبت اور خوشحالی دے سکیں، اچھی تعلیم اور صحت دے سکیں۔ سب سے پہلے امن ہے۔ اگر وہ امن نہیں دے سکتے تو اُن کو گورنمنٹ کرنے کا کوئی حق ہی نہیں کیا حق بنتا ہے ہم لوگوں یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم دعوے کر رہے ہیں۔ ہم نے یہ کرنا ہے وہ کرنا ہے نہیں کر سکتے ہیں۔ یہی حالت کہ جب کمیشن بنتا ہے اگر وہ کمیشن گورنمنٹ کے خلاف جاتا ہے۔ ہم نے مطالبہ یہی کیا میڈیم اسپیکر! اگر آپ سن لیں۔ ہم نے یہاں مطالبہ کیا تھا کہ وہ اُس سپریم کورٹ کے تحت جو 8 اگست کے شہداء کی انکوائری کر رہا ہے PTC کا بھی، اُس سے ہونا چاہئے۔ کیونکہ بلوچستان گورنمنٹ اُسکے خلاف جاتی ہے ڈر ہے کہ بڑے بڑے لوگ اس میں ملوث ہیں اُن کو بچنے کا موقع نہیں ملے وہ اس میں پھنس جائینگے۔ ایک جج جو سپریم کورٹ میں بیٹھا ہوا ہے ایک ایماندار جج ہے یہاں چیف جسٹس کی ایک بہت اچھی کارکردگی ہے۔ پھر بھی اُن کو نہیں مانا جا رہا ہے۔ کیوں؟ ہم خلاف گئے

بلوچستان گورنمنٹ اُن کے۔ یہ غلط ہے۔ اس PTC کی انکوائری بھی اُسی جج سے ہونی چاہئے سپریم کورٹ کی جو کمیشن بنا ہے اُسی کے through ہونی چاہئے۔ ہم یہاں فرق بھی کرتے ہیں۔ وکلاء کو ایک ایک کروڑ روپے دیتے ہیں اور دوسرے جو اس حادثے میں شہید ہوئے اُن کو دس دس لاکھ روپے دیتے ہیں۔ وہ بھی ہمارے بھائی یہ بھی ہمارے بھائی۔ گورنمنٹ کو پہلے سوچنا چاہئے کہ آپ نے وکلاء کو کس بنیاد پر ایک ایک کروڑ روپے دیئے کیا ان کو خاموش کرنے کیلئے؟ یا اُن کے خاندانوں سے ہمدردی show کرنے کیلئے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ جو پولیس سپاہی شہید ہوئے ہیں۔ اُن کو بھی ایک ایک کروڑ روپے دینا چاہئے۔ مطالبات میں میں یہ بھی اضافہ کروں کہ اُنکی تنخواہیں شاید ہوم منسٹر نے اسکا اعلان کیا ہے کہ اُن کی تنخواہیں ان کو ملنی چاہئیں جب تک اُن کی ریٹائرڈ منٹ آتی ہے۔ جو بھی ہوتا قانون کے مطابق۔ لیکن گھر میں سے ایک فرد اُنکے بھائی کو نوکری دینی چاہئے۔ یہ چار مطالبات تو ہمارے اسمیں ہیں کہ معاوضہ پورے کا پورا دینا چاہئے انکوائری سپریم کورٹ کمیشن کے through ہونی چاہئے اور یہ جو نوکریاں اور تنخواہیں ہیں، یہ بھی دینی چاہئیں۔ آخر میں میڈم اسپیکر! میری گزارش ہے اس گورنمنٹ سے کہ وہ کم از کم یہ اپنے دورے چھوڑ دیں یا اُس کو چھوڑ دیں جدھر بھی جاتے ہیں نئے ضلع بناتے ہیں۔ اور کبھی کبھی جو فنڈز لاتے ہیں وہ بھی lapse ہو جاتے ہیں خرچ نہیں ہوتے کم از کم یہ بیٹھ جائیں کہ کیا کرنا ہے ہم نے اس صوبے کو کس طرح امن دینا ہے۔ ہم اس کو بٹھکوا اور اسکے آس پاس پشتون، بلوچ، سیٹلرز، ہزارہ اور دوسری برادری کو اس دہشتگردی سے کیسے بچا سکتے ہیں۔ سب سے بہترین طریقہ یہی ہوگا ہم نے پہلے بھی کہا کہ ہمیں ملتے ہیں نہیں ملتے اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں، وہ کس بنیاد پر انکو دیتے ہو۔ کم از کم اسکی تفصیل ہمیں اس اسمبلی میں بتایا جائے۔ ہوم منسٹر صاحب سے ہماری درخواست ہے کہ آپ کے جو فنڈز law and order پر کہاں کہاں خرچ ہوتے ہیں۔ وہ کس بنیاد پر کہاں کہاں خرچ ہوتے ہیں۔ پولیس کو کتنے دیتے ہیں ATF کو کتنے دے رہے ہیں، FC کو کتنے دے رہے ہیں۔ اور اس مقصد کیلئے خرچ ہوتے ہیں کیا اُن کا کوئی فائدہ ہے ہمیں بتایا جائے۔ ہم نے فائدہ دیکھا نہیں کیونکہ روز بروز دہشتگردی بڑھ رہی ہے، اغوا برائے تاوان بڑھ رہے ہیں۔ ہمارے منسٹر یا رتوال صاحب نے کہا کہ اس فقرہ کو ہٹایا جائے۔ اُسی دن چمن میں ایک آدمی کو اغوا کرتے ہوئے اختر محمد، 8 بندوں کو، 7 بندوں کو اغواء کا کو اُسی دن، یہ اُسی دن کا واقعہ ہے جس دن مولانا صاحب نے تحریک التوا پیش کی وہ پکڑے گئے۔ پھر ایسے لوگ بھی پکڑے گئے مجھے بتایا گیا کہ چمن میں ایک بندہ پکڑا گیا اُس پر 18 قتل کے کیسز ہیں۔ اور یہ force کیا جا رہا ہے کہ اُس کو چھوڑ دیا جائے۔ اور شاید آپ کے نالج میں بھی یہ آجائے کہ کچھ دنوں کے بعد اُس کو چھوڑ دیا جائے گا۔ کس طرح یہ کنٹرول

ہوں گے؟ کس کے لوگ یہاں پر لڑتے ہیں؟ کس کے لوگ ہیں جو قتل و غارت کرتے ہیں؟ کون لوگ ہیں جو دہشتگردی کرتے ہیں؟ ہم تو نہیں جانتے۔ باہر کے لوگ آتے ہیں۔ ”را“ کے آتے ہیں انڈیا کے آتے ہیں وہ پاکستان کے دشمن ہیں۔ کم از کم اس ملک کو حفاظت دینا کس کا کام ہے حکمرانوں کا کام ہے۔ میں تو حکمرانوں پر یہ سوال کروں گا، انکو تحفظ دینا اس ملک کو، یہ حکمرانوں کا کام ہے۔ چاہے وفاق ہو چاہے صوبہ ہو۔ یہ مل کے، یہ نہیں کہ وفاق صرف اسلام آباد کیلئے ہے۔ صرف اسلام آباد کا کام ہے کہ اُن کو تحفظ دینا ہے۔ اُن کا بھی کام ہے کہ صوبہ کو تحفظ دے اور سب سے بڑا کام صوبے کا ہے یہاں صوبے کے حکمران، گورنر اور وزیر اعلیٰ صاحب کو چاہئے، نہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ان کی ناکامی ہے اور صوبائی حکومت اسکو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے، تو براہ مہربانی اپنا استعفیٰ دیں۔

میڈم اسپیکر: جی مولانا صاحب! آپ کریں گے نہیں تحریک کے جو محرک ہے پہلے وہ۔ جی اکبر صاحب! میر محمد اکبر آسکانی: میڈم اسپیکر! میں ایم پی اے ہوں گیٹ پر ایک بندہ نے مجھ سے کہا کہ اپنا کارڈ دکھاؤ، بدتمیزی کی، لڑ پڑا۔ مجھے بہت افسوس ہوا۔ ایسا بندہ آپ گیٹ پر بٹھاتے ہیں جو ایم پی اے کو نہیں پہچانتے ہیں۔ نواب صاحب! کارڈ میرے پاس تھا میں ایم پی اے ہوں میں بار بار آتا ہوں میں نے پوچھا نواب صاحب وہ مجھے پہچانتے ہیں کہ میں ایم پی اے ہوں۔ میں بائیکاٹ کرتا ہوں، دیکھو! میں پھر اسمبلی سے بائیکاٹ کرتا ہوں مجھے اس لڑکے نے بے عزت کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: اکبر صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں اس کو چیمر میں بلا کر اسکا پتہ کرتی ہوں، پلیز آپ تشریف رکھیں۔ جی شاہدہ رؤف صاحبہ، جی جعفر مندوخیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میڈم اسپیکر! sorry to say ہمارے سب ممبروں کے ساتھ مجھ سمیت اگر کوئی، بدتمیزی تو ٹھیک نہیں ہے، اسکی بالکل انکو آڑی کرائیں۔ لیکن سیکورٹی جس level کا threat ہے اُس level پر ہمیں cooperate کرنا پڑے گا۔ اگر کدھری ہم لوگوں کو اُترنا بھی پڑا تو اُترنا پڑے گا۔ میں خود دو تین گیٹ تبدیل کر کے آیا ہوں۔ بیشک انکے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔ لیکن overall اس پر ممبروں سے request ہے کہ تعاون کریں۔

میڈم اسپیکر: thank you very much جعفر صاحب۔ جی شاہدہ رؤف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: thank you اسپیکر صاحبہ۔ یہ تحریک التوا جو ہم لے آئے تھے PTC کے سلسلے میں، actually جب یہ واقعہ ہوا، ہم لوگوں نے ریکورڈیشن کیلئے بھی apply کی تھی۔ لیکن

unfortunately ممبرز کم ہونے کی وجہ سے سیشن اُس وقت نہیں بلایا جاسکا۔ اور سی ایم صاحب کا بہت شکر یہ کہ انہوں نے اسکورولز کے against جاتے ہوئے تھوڑا اُسکو delay کیا گیا کہ جب تک میں نہیں ہوں اس پر بحث نہیں کی جائے۔ سب سے پہلے آپ کا بہت شکر یہ اور ہوم منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ یقیناً ان لوگوں کی positive approach ہے اور میں بھی کوشش یہ کروں گی۔ اس کو بحث برائے بحث تک نہ رکھوں۔ کچھ ایسی چیزیں جو حقیقت ہیں اُنکو بیان کروں۔ گورنمنٹ کا point of view بھی لینا چاہوں گی۔ اور اُن کی توجہ بھی مبذول کرانا چاہوں گی۔ دیکھیں میں نے law and order پر جب بھی بحث ہوئی ہے، میں نے محسوس یہ کیا ہے کسی بھی ہم نے اُس پر بحث کی ہے، چاہے وہ ایجوکیشن ہے، ہیلتھ ہے، یا law and order ہے۔ میں نے personally اس بات کو محسوس کیا ہے کہ اس کا نتیجہ کبھی بھی کچھ نہیں نکلا۔ گورنمنٹ اسکو سمجھتی ہے، کہ یہ face saving ہے ہم نے ایک دن بحث کی اُس کے بعد فارغ کیا ہوا اُس کا نتیجہ میں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ دوسرا اُٹھا، اُس نے بولا اور اُسکے بعد ایجوکیشن پر آج تک ہم جتنا بولے ہیں اُن ساڑھے 3 سالوں میں آج تک بھی کسی قسم کی بھی کوئی بھی ایسی چیز نظر نہیں آئی۔ جس کو میں کہہ سکوں کہ ہاں بولی ہوں۔ اور اُس کے اوپر گورنمنٹ نے کسی بھی قسم کا implement کیا ہے۔ یہی حال law and order کا ہے۔ ہمیشہ میں نے اُٹھ کے یہ کہا کہ بلوچستان کی حد تک، کوئٹہ کی حد تک، تمام باقی اضلاع کی حد تک، مجھے ہمیشہ یہ نظر آیا ہے۔ حکومت کی ایک ہی پالیسی رہی ہے، واقعہ ہو جائے، اُسکے بعد اقدامات کئے جائیں۔ وہ جو جرائم سے پہلے اقدامات اٹھانے چاہئیں وہ کہیں پر کسی کو نظر نہیں آتے۔ ایک واقعہ ہوا، کس کی غفلت سے ہوا، کون سے محرکات تھے اُس کے؟ آج تک اُس کا پتہ نہیں لگا یا جاسکا۔ جب آپ اتنی دیدہ دلیر بنادیں گے اپنے دشمن کو۔ اور اُس کا mindset یہ بنادیں گے کہ آپ جو کچھ بھی کر جائیں آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ یا ہم اتنی اطلاعات کے باوجود بھی آپ کو پکڑ نہیں سکیں گے۔ تو مجھے یہ بتائیں کہ ہم کر لیں گے اسمیں؟ پے در پے ایسے واقعات کا بلوچستان میں ہونا یقیناً حکومت کی کارکردگی پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ 8 اگست کا واقعہ ہوا۔ میرے بہت سے بھائی اس پورے بلوچستان کی cream ہم سے چلی گئی۔ اور ہم نے کیا کیا۔ کچھ بھی نہیں۔ unfortunately میرے اپنے شوہر بھی آج تک اس قابل ہو سکا کہ وہ اکیلا چل سکے۔ یہ صرف وہ ہے، جس کو میں suffer کر رہی ہوں۔ میں نے محسوس کیا کہ جو آگ میرے گھر تک لگی ہے، وہ صرف میرے تک لگی ہے۔ باقی کیا ہے ہم محفوظ ہیں اللہ اللہ خیر سلا۔ تو یہ attitude جب تک رہیگا یہ سوچ جب تک رہے گی یقین مانیں ہم نہیں کچھ کر سکیں گے۔ ہم بلوچستان کے اندر امن نہیں لاسکیں گے۔ اس کے بعد

PTC کا واقعہ ہوتا ہے۔ تو میری نظر سے اخبار میں بیان گزرا۔ شاہ سے شاہ کے وفادار کچھ لوگ ہوتے ہیں۔ اب وہ کون صاحب تھے مجھے پتہ نہیں لیکن مجھے بیان ضرور یاد ہے اُنکا کہنا یہ تھا کہ مغلیہ دور نہیں ہے کہ رات بھر میں دیوار کی تعمیر ہو جائے۔ مجھے واقعی یاد نہیں ہے کہ یہ کس بندے کا بیان تھا لیکن یہ آپ کی cabinet میں سے کسی کا بیان تھا۔ میں تو آج تک اس خوش فہمی میں رہی کہ ہم مغلیہ دور سے ترقی کر کے بڑے آگے تک چلے آئے ہیں۔ تو یہ statement مجھے سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ اس سے اچھا تو مغلیہ دور تھا کہ جہاں راتوں رات دیوار تو تعمیر ہو جاتی تھی۔ سی ایم صاحب! آپ کی توجہ میں اس حوالے سے اس طرف متوجہ کرتی ہوں کہ کئی چیزیں ایسی ہیں جن کے احکامات آپ جاری کرتے ہیں۔ لیکن نیچے کیا کچھ ہو رہا ہے آپکو knelt-down کرنے کیلئے، خدا کا واسطہ ہے اسکو ضرور دیکھیں۔ میں ضرور point out کرونگی پی ایس ڈی پی کے حوالے سے۔ آپ کے نالج میں لایا، آپکو cooperate کیا، ACS صاحب کو بلایا، مسئلہ حل۔ آپ کے نزدیک وہ مسئلہ حل ہو گیا۔ میں آپ کو بتاتی ہوں، پانچ مہینے گزرنے کے باوجود وہ مسئلہ جوں کا توں ہے۔ پھر آپ کا کوئی منسٹر اٹھ کے اگر یہ کہتا ہے کہ یہ مغلیہ دور نہیں ہے کہ ہم راتوں رات اس کو دیں۔ ایک پی ایس ڈی پی کی genuine اسکیم کیلئے مجھے اگر ذلیل ہونا پڑتا ہے سیکرٹریٹ میں دھکے کھانے پڑتے ہیں تو میں اس کے اوپر کیا کہوں۔ ACS صاحب کو آپ نے بلایا لیڈیز روم میں، پی ایس ڈی پی میں ہماری اسکیمیں تھیں، جن کو cut down کیا گیا۔ ACS صاحب نے آپ کے سامنے یقین دہانی کرائی کہ اسکو کیا جائیگا۔ رمضان کے آخری عشرے کی بات ہے کہ عید کے فوراً بعد ہم آپ لوگوں سے coordinate کریں گے اور یہ کریں گے۔ لیکن وہ آج تک ویسے ہی ہے۔ مجھے اسکیموں سے کوئی غرض نہیں مجھے کسی چیز سے کوئی غرض نہیں۔ لیکن میں آپ کی توجہ اس لئے مبذول کر رہی ہوں کہ آپ احکامات جاری کرتے ہیں۔ کیا وہ proceed ہو رہے ہیں۔ کیا وہ انجام تک پہنچ رہے ہیں؟۔ تو میں آپکو بتاتی ہوں کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ آپ اپنے طور پر بڑے صاف ہو کے بیٹھے ہوئے ہیں کہ میں نے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ نیچے بیورو کر لسی کیا کر رہی ہے؟ نیچے اس کو عملی جامع پہنانے والے کیا کر رہے ہیں for God sake اُس پر نظر رکھیں۔ کل پرسوں سے ایک اور اطلاع 18, 19 سال کی ایک خاتون دو مردوں کے ساتھ داخل ہو چکی۔ اتنی proper، اتنی accurate ہمیں اطلاعات ملتی ہیں کہ اس پر تو میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ ہماری اینجنسز کیا کر رہی ہیں۔ آپ کو بروقت اطلاع ملنے کے باوجود وہ تمام حفاظتی اقدامات نہ کرنا، پھر میں اسکو کیا کہوں کہ یہ حکومت کی ناکامی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ آپ کے اداروں کی ناکامی نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ ہم اتنی اتنی لاشیں اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہ آپ کی وہ غلط حکمت عملی ہے جس کا خمیازہ اس وقت

بلوچستان بھگت رہا ہے۔ اور ابھی جو latest threat ہے ہمارے اسکولز کو۔ ابھی دشمن ہمارا اتنا چالاک ہے، آپ کی توجہ وہ ایک طرف کرواتا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ ابھی آپ اور صرف ایجوکیشنل انسٹیٹیوٹس کو focus کر رہے ہونگے۔ اور کارروائی کہیں اور کر جائیگا۔ آپ کے شاپنگ مالز آپ کے جتنے بھی ایسے area ہیں جہاں پبلک زیادہ ہوتی ہے وہ اسکے target ہونگے۔ تو خدارا! جو بھی آپکو بروقت اطلاعات مل جاتی ہیں، بالکل I appreciate the efforts of schools. جیسے ہی وہ گردش کیا ہے WhatsApp پر letter بھی اور وہ news بھی آئی ہے اس کے بعد میں نے بھی اسکو ticker کیا ہے۔ اس کے بعد بعض اسکول نے واقعی ہی اس کے بارے میں اچھے اقدامات کیے ہیں۔ مجھ تک پہنچے ہیں۔ لیکن مجھے یہ بتائیں کہ پرائیویٹ سکول کس کی responsibility ہونگے؟ گورنمنٹ سکول کس کی responsibility ہونگے؟ کیا سی ای مصاحب نے کوئی ایسی ٹیم بنائی ہے کہ وہ جا کے ان کے حفاظتی اقدامات کا جائزہ لے سکے؟ پھر ہم یہ کہیں گے دو یا چار دنوں بعد خدانہ کرے کوئی ایسا حادثہ ہو جائے پھر ہم روتے پیٹتے رہ جائیں گے کہ ”آپ فلاں کے بچے کو اتنے دیدو“۔ میں کہتی ہوں مالی امداد کبھی بھی کسی جان کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ وہ ان سے پوچھیں جن کے گھروں سے چلے جاتے ہیں وہ ان سے پوچھیں جو لاشیں اٹھاتے ہیں آپ کا چاہے ایک کروڑ ہو چاہے دس کروڑ ہو وہ ایک شخص کی کمی کو کبھی بھی پورا نہیں کر سکتے۔ میں صرف اس وقت اتنی سی بات کہوں گی اور آپ کے نوٹس میں لاتے ہوئے، دیکھیں! ہم ابھی بھی جیسے اکبر اسکانی صاحب کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ انہوں نے کہا کہ جی انہوں نے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ میری جیسی برقعہ پوش خاتون آجائے اُسکو تو پہچاننے سے آپ انکار کریں کہ آپ نے پردے کے پیچھے کیا چھپایا ہوا ہے۔ آسکانی تو صاف منہ کے آ رہا ہے، اُسکے ساتھ اس قسم کا حادثہ نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن ہماری تمام کی تمام کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ گورنمنٹ اگر اس بارے میں کوئی steps لیتی ہے تو ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس کا ساتھ دیں کیونکہ اس وقت واقعی ہی ہم دہشتگردی کی آگ میں بری طرح لپٹے ہوئے ہیں۔ میں بڑے واضح پیغام دینا چاہتی ہوں اپنے دشمن کو بھی اور ان کمزور لوگوں کو بھی جو چھپ کے حملہ کرتے ہیں کہ دہشتگردی کا topic ہو، law and order کا topic ہو، گورنمنٹ کو criticize بھی کریں گے۔ لیکن جس حد تک ہمارے ساتھ ہوا ہم اسکا ساتھ بھی دیں گے۔ کیونکہ ہم نے اپنے ملک کو بچانا ہے۔ یہ صرف، نہ میں حکومت کی ذمہ داری سمجھتی ہوں۔ لیکن اپنی ذمہ داری اس حد تک ضرور سمجھتی ہوں کہ جہاں حکومت کے faults دیکھوں اُسکو ضرور آگاہ کروں۔ تو ہمارا دشمن یہ سن لیں کہ اس topic پر چاہے اپوزیشن ہے، چاہے گورنمنٹ ہے، ہم ایک page پر ہیں۔ ہم نے اپنے بچوں کو بھی

بچانا ہے۔ ہم نے اپنے لوگوں کو بھی بچانا ہے اور انشاء اللہ ہم ضرور ایسے اقدامات کریں گے کہ اپنے دشمن کو نیست و نابود کریں گے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی جان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: میڈم اسپیکر! شکریہ۔ وہ برقعہ پوش خاتون خودکش کا ذکر ہو رہا تھا۔ تو پچھلے ادوار میں نیشنل اسمبلی میں برقعہ پوش خاتون چلی گئی تھی ایم این اے کی جگہ۔ اور بعد میں stranger in the House کا مسئلہ ہوا تھا۔ شکر ہے کہ وہ صرف غلطی سے چلی گئی تھی اسکو واپس recover کرایا۔ بعد میں تحقیق، arrest ہوئی، نیشنل اسمبلی کے سیکورٹی اسٹاف پر سختی آگئی۔ اس وقت تک security threat اس level پر نہیں پہنچ سکا تھا، جو آج ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کئی سال پہلے ایرانی مجلس کے اندر دھماکہ ہوا تھا اُنکے 60 سے زیادہ مجلس کے اراکین بھی شہید ہو گئے تھے اُنکے نائب صدر بھی بیٹھے تھے، وہ بھی شہید ہو گئے۔ مجاہدین خلق پر پھر اُس وقت یہ الزام لگایا گیا تھا۔ تو If I am wrong then please correct me Raza Sahib آپ ان چیزوں کو follow کرتے ہیں۔ اُس وقت 2013ء کے بعد situation بہت ہی تبدیل ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر عبدالملک ابھی نئے نئے وزیر اعلیٰ بنے تھے تو بہادر خان یونیورسٹی میں واقعہ ہوا۔ وومن یونیورسٹی میں ہماری بچیاں شہید ہو گئیں۔ تو بولان میڈیکل کالج میں اسکا tension ہو گیا، سارے معاملے پر۔ یہ اتنا پرانا واقعہ نہیں ہے، اُس میں ہمارا DCI بھی شہید ہو گیا۔ ابھی دن گزرتے گئے، بیچ میں بہت سے واقعے ہو گئے۔ جس میں زائرین کو شہید کیا گیا کونٹے میں، ساتھ ساتھ پولیس پر بھی حملے ہوتے رہے۔ اُس کا تدارک کیا گیا۔ پھر یہ سارے واقعات ہوتے آ رہے ہیں، اس دور میں، 2013ء کے بعد۔ پھر اس وقت ہمارے وکلاء کا سول ہسپتال میں ہوا، وہ ایک بہت بڑا سانحہ ہمارے ساتھ ہوا، ہمارا پڑھا لکھا طبقہ، ہماری ایک نسل ہمارے سے جدا ہو گئی۔ اور حالت یہ ہے جناب ثناء اللہ صاحب! ابھی ہم غریب آدمی کو وکیل نہیں ملتا وہ afford نہیں کر سکتا لاہور سے وکیل کرنے کیلئے۔ اور کراچی سے پیشی پر پیشیاں عدالتوں میں ہو رہی ہیں۔ ابھی اس چیز کا ہمیں غم کھایا جا رہا تھا تو PTC کا ہو گیا۔ ایک PTC، police training centre، trained force وردی والی force ان کے SOPs ہوتے ہیں۔ یہ سانحہ کیوں ہوا؟ جب آپ اس مرحلے سے گزر رہے ہیں اور سارا دن کہتے ہیں جی conflict zone میں ہے، سی پیک کی وجہ سے ہم target ہو رہے ہیں۔ سی پیک پر کام تو ابھی بہت سست ہے western route پر زیادہ کام ہو رہے ہیں۔ لیکن واقعات زیادہ western route پر ہو رہے ہیں۔ پچھلے دنوں تو خواتین کو بھی شہید کر دیا

بس کے اندر ہزارہ ٹاون اگر میں غلط نہ ہوں۔ اس بات پر سوچیں میں وزیر داخلہ سے پوچھتا ہوں آپ کی ڈیوٹی ہے کہ سانحہ کے بعد صرف پولیس کا نفرنس کرنے کے آپ کے اختیارات کیا ہیں بتائیں، آپ ایکشن لے سکتے ہیں، پالیسی بنائی ہے، کوئی تدارک کا آپ نے سوچا ہے؟ یہ ہر جگہ ہم نے سیکھا تو بہت کچھ ہے، ہمارا ساتھ تعاون بھی کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ دیتے ہیں، کمانڈر سدرن کمانڈ کی ضرورت ہمیں پڑ جاتی ہے، آئی جی ایف کی ضرورت کیا ہمارے ادارے ختم ہو چکے ہیں۔ کیا ہماری پولیس اتنی demoralize ہوتی ہے۔ اور پولیس کا علاقہ کونسا ہے۔ کوئٹہ، جعفر آباد، نصیر آباد اور شہری علاقے۔ میرے ہاں تو 1961ء میں پولیس آگئی تھی، ایوب کے ہم مخالف تھے۔ تو ون یونٹ بن چکا تھا۔ تو انہوں نے جلدی سے لیویز کو ختم کر کے پولیس بھیجی۔ میرے بزرگ میر جعفر خان جمالی کی سیاسی طاقت کو دھچکا پہنچانے کیلئے۔ لیکن یہ واقعہ جو ہوا ہے right under the nose of the police جہاں maximum گاڑیاں ہیں۔ maximum لوگ employed ہیں۔ maximum اخراجات آپ لوگ کرتے ہیں۔ یہ تو عجیب لگتا ہے ساری پولیس فورس چھاؤنی میں رہتی ہے آپ کے آفیسرز، اپنے اداروں میں نہیں ہیں ان کے گھر، باہر یہ لوگ نہیں رہتے ہیں۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے SHOs پورے شہر کو چلا رہے۔ یہ چیزیں آپ کو درست کرنی پڑے گی۔ فورس کو بیٹھنا ہے۔ کمانڈرز کو اپنے troops کے ساتھ بیٹھنا پڑتا ہے۔ پولیس تھانوں کے اندر ڈی ایس پی کے گھر ہوتے ہیں۔ SHOs کے گھر ہوتے ہیں۔ وہ بھی پھر انکو احساس ہوتا ہے۔ بس پولیس کا کام ہے کہ گاڑیاں cross کرادو۔ ڈیزل کی گاڑی ہے، cross کر دو۔ اور دوسرے کرتے ہیں، نہیں ہے بھی، وہ بھی ہمارا چھوٹا سا صوبہ ہے۔ سب واقفیت ہے آنا جانا ہے، تعلق داری ہے ہماری۔ تو مجھے یہ بتائیں پہلے آئی جی صاحب اس وقت ادھر نہیں بیٹھے ہیں، سیکرٹری ہوم ہے۔ سن لیں کہ آپ نے کیا ادھر کیا اپنے فورس کیلئے، آپ کے IGs چھاؤنی میں رہتے ہیں۔ آپ کے سی سی پی او کے offices چھاؤنی میں ہیں، شہر کوئٹہ میں کیوں نہیں ہیں۔ اس سے پیغام چلا جاتا ہے کہ you are under weak wicket آپ demoralized ہیں۔ ساری intelligence agencies آپ کو support کرتی ہیں۔ in-time-threats بتاتی ہیں۔ where do we wrong? تو کب تک کریں گے؟ میڈم شاہدہ رؤف تھوڑا volume کم کر لیں آپ بھی جوش میں تھیں۔ تو please ان چیزوں کا تدارک کریں کہ آپ کرنا کیا چاہتے ہیں اور ہوم منسٹر اگر آپ کو اختیار نہیں ہے تو آپ بیٹھے کیوں ہیں؟ صرف پولیس کا نفرنس کرنے کیلئے واقعہ کے بعد۔ ساٹھ، ستر شہید ہو جائیں اس کے بعد آ کے بیٹھتے ہیں۔ یہ ہمارے صوبے میں ہمارے ملک میں کوئی رواج نہیں ہے،

سو آدمی اگر کسی سانحہ میں مر جاتے ہیں تو ہندوستان میں وزیر استعفیٰ دے کر کے اسی وقت چلا جاتا ہے۔ جمہوریت کی بات کرتا ہوں۔ ادھر تو ہمیں ایس ایچ اور انسپکٹر کو بھی suspend کرنا پڑتا ہے۔ چلو سسٹم اُنکا وہی ہے۔ ذمہ دار کون ہے؟ اس طرح یہ نہیں چلے گا threats آتی رہیں گی۔ انہی حالات میں ہم نے کام کرنا ہے، چونکہ ہو کر رہنا ہے۔ اگر مجھے کوئی چیک کریگا۔ اکبر کو ایک سپاہی نے چیک کر لیا۔ تو اصول یہ تھا اکبر چلا گیا۔ اپنا ID card دکھاتا ہے۔ کہتا ہے یہ پڑھنا آتا ہے تو آپ پڑھ لیں، آرام سے کہہ دیتا۔ کیونکہ threat ہے آپ لوگوں کو، وہ بھی آپ کو کرنا پڑیگا۔ لیکن میں، نواب صاحب! ہمیں پتہ ہے کہ پولیس والوں نے کیوں سارے چھاؤنی میں جا کے بیٹھے ہیں؟ کیوں نہیں اپنے اسٹیشن پر رہتے ہیں؟ کیوں نہیں شہر کے اندر انکے systems ہیں؟۔ پھر جا کے force میں high moral ہوتا ہے۔ نہیں تو demoralize ہوگی۔ اس طرح کام نہیں چلے گا اس سے زیادہ میں کہنا بھی چاہتا افسوس بھی ہوتا ہے دل بھی دکھتا اور میرے مستقبل بلوچستان کے بچوں کا سوال ہے اور تعلیمی اداروں کی بات ہوئی ہے۔ ہسپتال میں ہو چکے ہیں آپ کے ٹریننگ سینٹرز میں سانحے ہو چکے ہیں۔ کسی وقت بھی incidence ہوتے رہیں گے۔ یہ تو گیم ہے۔ انٹرنیشنل گیم میں یہ ہوتی رہیں گی۔ ہمیں تیاری کر کے رہنا ہے اُس level اُس pitch پر۔ سیالہ میں اگر پنجاب کا ٹریننگ سینٹر ہے، یہ میں جعفر خان سے بات کر رہا تھا۔ گیارہ سو کانسٹیبل ٹرین ہو رہے ہیں بارہ سو گارڈز لگائے ہوئے ہیں۔ بم پروف وال بنا کے۔ اور تین سو سے لیکر چار سو ایلینٹ فورس لگائی ہوئی ہیں کہ کوئی انکو آ کے attack نہ کریں۔ کیونکہ ٹریننگ کچھ اور مقصد کیلئے ہے۔ اور افسوس تو یہ ہوا یہ ٹرینڈ لوگ تھے ان کے پاس ہتھیار نہیں تھے۔ یہ تو شرم کی بات ہے کہ ہتھیار نہیں ہیں آپ کے پاس۔ آپ ٹرینڈ فورس ہیں، اپنی پکٹ لگائیں گارڈز لگائیں، وہ بھی نہیں تھا اور اندر جو واقعات ہوئے ہیں مجھے دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا ہڑ افسوس ہوا۔ بہت مہربانی آپ کی۔ بہت شکریہ۔

میڈم اسپیکر: منظور کا کڑ صاحب!

جناب منظور احمد خان کا کڑ: thank you Madam Speaker مشترکہ تحریک التوا نمبر 1، جو 2 تاریخ کو پیش ہوئی تھی، یہ 24 اکتوبر کا واقعہ صوبے میں رونما ہوا۔ اس کی ہم جتنی بھی مذمت کریں بہت کم ہے۔ صوبائی سطح پر ہو یا قومی سطح ہو یا انٹرنیشنل سطح پر ہو میڈم اسپیکر! تمام دوستوں نے بہت تفصیلاً بات کی جمہوریت کی خوبصورتی بھی یہی ہے، چاہے وہ ٹریڈری پنچر ہوں یا اپوزیشن ہو، اگر ایسا واقعہ رونما ہو جاتا ہے تو جو لوگ حقین ہیں ان کے غم میں ہم برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ اور ہم اپنے آپ کو شریک کرتے ہیں میڈم اسپیکر! شروع یہاں سے کرونگا کہ تین چار سال کی جو حکومت گزری ہے اُس میں کوئی شک نہیں کہ بہت مشکل حالات تھے، بہت

تکالیف تھیں لیکن اس گورنمنٹ نے جو کرنا تھا جتنا کرنا تھا achievement ہوتی ہے، وہ سب کے سامنے ہے۔ دن گزرتے گئے مہینے گزرتے گئے سال گزرتے گئے بہت اچھی پرفارمنس تھی بہت اچھی گورنمنٹ جاری تھی لیکن سات، آٹھ مہینے سال سے واپس ایسے واقعات رونما ہوئے جیسے دوستوں نے اس پر روشنی ڈالی دہشتگردی تمام دنیا میں ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور خاص کر خودکش کا آج تک کسی نے کوئی روک تھام بھی دنیا میں نہیں نکالی۔ خاص کر ہم اس کی زیادہ لپیٹ میں ہیں سب کو پتہ ہے یہ حکومت بھی کچھلی حکومت بھی ہمارے سامنے ہے۔ میڈم اسپیکر! واقعہ اگر ہم 8 اگست کی بات کریں ان شہداء کی کہ ہم وہ نہیں بھولے تھے پھر ایک اور اس سے بڑا سانحہ ہمارے سامنے آیا۔ جو ہمارے لکھے پڑھے طبقے کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اگر ہم ملک کی بات کرتے ہیں تو اس سے بہت بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے ہیں ایسے واقعات جو جی ایچ کیو سے لیکے تمام صوبوں میں جتنے بھی اہم ادارے تھے وہاں ہوئے ہیں۔ لیکن یہاں مسلسل ہوتا جا رہا ہے۔ ہماری weakness کہاں پر ہے؟ ہماری کمزوریاں کہاں پر ہیں؟ ایک تو یہ کہ 8 اگست کا واقعہ ہونا اس کے بعد دس پندرہ دن تو ہم بہت چوکنارہتے ہیں اپنے کام بہت سوچ سمجھ کے کرتے ہیں لیکن اس کے بعد ہم دوبارہ اپنی جو ذمہ داریاں ہیں ان کو ہم بھولنا شروع کر دیتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوا ہے کوئی واقعہ ہوتا ہے تو 20، 15 دن ہم بڑے اُس کے حوالے سے یہاں سیکورٹی وہاں سیکورٹی، جب ایک مہینہ دو مہینے گزر جاتے ہیں تو اس کے بعد کچھ بھی نہیں ہوتا اور پھر جو سامنے دشمن ہے جو چھپا ہوا دشمن ہے وہ پھر آ کے ہمارے بچ ایسا واقعہ کر دیتا ہے۔ اب PTC کا واقعہ جیسے دوستوں نے کہا کہ ایک trained force جہاں ٹریننگ دی جاتی ہے اور یہ بچے جو 18 سے 22 سال کے تھے، یہ ہمارا مستقبل تھے، یہ کسی کا لخت جگر تھا یہ کسی کا بیٹا تھا ایسے گھر بھی تھے جہاں ایک یہی ان کا بیٹا تھا۔ یہی ایک لخت جگر تھا جو ظالموں نے ان سے چھین لیا۔ اب اُس گھر پر کیا گزر رہی ہے سب کو پتہ ہے اگر اُس کے بارے میں ہم نہ سوچیں اگر ہم اُس کے بارے میں بولیں تو میرے خیال سے یہ زیادتی ہوگی انہی کے ووٹ سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہی کی مدد سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم دن رات ان کے دروازے پر جاتے تھے کہ ہمیں ووٹ دو ہم آپ کو تحفظ دیں گے آپ کی جو بنیادی ضروریات ہیں وہ ہم آپ کو دینگے لیکن اگر ہم آج بھی چپ رہے تو میرے خیال سے یہ زیادتی ہوگی اُنکے ساتھ۔ میڈم اسپیکر! PTC training آج سے نہیں 20، 25، 30 سال سے وجود میں ہے لیکن اتنا فنڈ اتنے پیسے آتے ہیں، اُس کی باؤنڈری وال آج تک نہیں بنی۔ یہ سیکورٹی فورسز ہمارے محافظ ہیں یہ صوبے کے محافظ ہیں عوام کے محافظ ہیں میڈم اسپیکر! اگر محافظ اپنے ہی ان کا یہ حال ہوگا تو عوام کیا سوچیں گے۔ عوام کیا واقعات رکھیں گے عوام کس کے درکس کے دروازے

پر جائینگے میڈم اسپیکر! آج تک وہ باؤنڈری وال نہیں بن پائی یہ پہلا واقعہ نہیں PTC کا اس سے پہلے بھی ہوا تھا لیکن ہم لوگوں نے اس کو serious نہیں لیا۔ میڈم اسپیکر! ہم نے اس کو serious لینا چاہیے تھا اگر ہم اس کی باؤنڈری بنا دیتے اس کے اوپر ان کے لئے گارڈز کے حوالے جہاں کمرے بنتے ہیں وہ بنا دیتے اس کی lights ہوتیں وہاں اب جب رات کو جاتے ہو تو آپ کو یہ لگتا ہی نہیں کہ میں کونٹریڈکٹ میں ہوں آپ کو یہ لگتا ہے کہ میں انٹیریور بلوچستان میں ہوں اگر اس طرح ہمارے جو محافظ ہیں ان کی حفاظت نہیں ہو پائے گی تو ہم لوگ یا میں یا آپ یا دوسرے یا یہ شہری یا یہ عوام کس کے در پر جائینگے کس کے پاس جائینگے۔ میڈم اسپیکر! آیا ان کے پاس وہ ریکارڈ ہے جب کوئی ڈیوٹی ہوتی ہے تو کوئی ہتھیار تو ضرور ہوگا کہ آج میں نے اتنے گارڈز وہاں پر لگائے ہیں کچھ بھی سامنے آ رہا ہے کچھ بھی ایسی چیز نہیں ہے یہاں بات ہوئی کہ دوبارہ بلا یا گیا کس نے بلا یا کیوں بلا یا کہاں بھیجنا تھا ان کو پھر آپ وہاں رکھتے کم سے کم ایک تیس چالیس گارڈز تو ہونے چاہئیں ان کی رکھوالی کے لئے یہ تو ایسا تھا کہ جیسے کوئی شکار گاہ ہوتی ہے شکار گاہ میں آپ کسی شکاری کو چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دل کھول کے ان کو مار دو اور ایسا ہی ہو ہمارے جوانوں کے ساتھ ہمارے مستقبل کے ساتھ ظالموں نے تین گھنٹے تک اُنکو ایسا مارا جیسے جانوروں اور پرندوں کو انسان نہیں مار سکتا۔ یہ ریاست ہے؟ یہ اسٹیٹ ہے؟ ریاست اس طرح ہوتی ہے؟ میڈم اسپیکر! میرے خیال سے ایسا کہیں بھی نہیں ہوتا۔ کیا وہ جو شہید ہوئے ان کا کبھی پھر دوبارہ ہم نے پوچھا آج تک ان کا compensation announce نہیں، وکیل برادری تو ضرور تھی آپ نے تو announce کر دیا ان کا آج تک نہیں ہوا افسوس کی بات ہے یہ بھی فورس ہے آیا اگر ہم اپنی فورس کے ساتھ یہ رویہ رکھیں گے تو future میں ہمارا کیا ہوگا ہماری پولیس ہے کسی اور کی پولیس نہیں صوبہ ہمارا ہے اسی پولیس نے اسی ایف سی نے اسی ایف ٹی ایف کو سنبھالنا ہوگا کوئی اور نہیں آئیگا ہمارے بیچ ہمیں یہاں تحفظ دینے کے لئے لیکن ہماری پولیس جتنی بھی ہے یہاں جب سے میں ہوش سنبھالا ہے اے ایس آئی سے لیکے ایس ایچ او تک جتنے بھی آج ڈی آئی جی کے rank پر بیٹھے ہوئے ہیں، سب کو پتہ ہے کہ کس علاقے میں کون چور ہے کون سائیکل چور ہے کون موبائل چور ہے کون ڈکیت ہے کون لینڈ مافیا ہے، یہ سب کو پتہ ہے۔ میڈم اسپیکر! ہم نہیں کرتے ہم بالکل نہیں کرتے ہم وہاں اپنا کام کرتے ہیں جہاں اُنکو کوئی income ملتی ہو لینڈ مافیا کا میں نے بار بار یہاں ذکر کیا لیکن یہی سرپرستی میں تمام ڈیپارٹمنٹ کو blame نہیں کرتا میں تمام پولیس آفیسران کو blame نہیں کرتا یہ ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں لینڈ مافیا کے ساتھ یہ لوگ ملے ہوئے ہیں۔ اگر اس طرح ہم چپ رہے ہماری جتنی فورسز ہیں وہ چپ رہیں تو یہ آہستہ آہستہ بڑھتا جائیگا۔ اور اس طرح کے واقعات

رونما ہونگے۔ میڈم اسپیکر! اگر ہم پولیس کی بات کرتے ہیں یا ہم انکوائری کی بات کرتے ہیں انکوائری جو ڈیشل کمیشن جو یہاں 8 اگست کے حوالے سے ہے اس کا بھی یہی ہونا چاہیے بالکل ہونا چاہیے اس میں کوئی شک نہیں میڈم اسپیکر! سب کو انصاف چاہیے سب چاہتے ہیں کہ یہ واقعہ جو ہوا ہے اس کے پس پردہ جو چیزیں ہیں وہ سامنے آجائیں لیکن کیا ایک ایس ایچ او کو معطل کرنے سے ایک ڈی ایس پی کو معطل کرنے سے یہ چیزیں حل ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہمیں سوچنا ہوگا جہاں ہے جو بڑے ہمارے بیٹھے ہوئے ہیں ان کی طرف بھی ہمیں دیکھنا چاہیے۔ آئی جی صاحب ہیں سی سی پی او صاحب ہیں تمام بیٹھے ہوئے ہیں ان کی کیا ذمہ داری ہے؟ اپنے ارد گرد تو انہوں نے اتنی بڑی دیواریں بنائی ہوئی ہیں کہ ہم جیسے لوگ بھی بیس، پچیس منٹ آدھ گھنٹہ باہر کھڑا ہونا پڑتا ہے کہ ہم اندر جائیں کہ نہیں جائیں۔ یہ تو غریب سپاہی تھے یہ تو کسی کا بیٹا تھا کسی سے اُدھار لیا ہوگا اپنے آپ کو بھرتی کرنے کے لئے یا کوئی اپنی محنت سے بھرتی ہو گیا ہوگا۔ لیکن میڈم اسپیکر! انکو بھی سوچنا چاہیے جیسے دوستوں نے کہا کہ انکو بھی ہمارے بیچ میں ہونا چاہیے ہوم منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ تو بالکل اختیارات ان کے پاس نہیں ہیں۔ ہم جب بھی ان سے بات کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ آئی جی صاحب سے بات کر لیں یا چیف سیکرٹری صاحب سے بات کر لیں میرے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ جب ہوم منسٹر صاحب یہ کہتے ہیں کہ میرے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں، ایسا واقعہ ہوتا ہے تو یہ جس کے پاس کوئی اختیارات نہ ہوں ہوم منسٹر لازمی بات ہے صرف پولیس کانسٹیبل ہی کریگا اور موقع پر ہی موجود ہوگا ہم تمام جو powers ہیں ہمیں دینے چاہیے ہمارے ہوم منسٹر صاحب ہیں ان کو power دینی چاہیے پھر یہ جو اب وہ ہوگا ہم ان سے پوچھیں گے عوام ان سے پوچھیں گے تمام لوگ ان سے پوچھیں گے اب ہم جب ان سے بات کرتے ہیں کہتا ہے میرے پاس powers ہی نہیں ہیں تو اگر یہ سلسلہ چلتا رہا ہے تو یہ عوام ہم سے کیا تو اوقات رکھیں گے چاہے اپوزیشن ہو چاہے ٹریڈری پنجر ہوں ہم تمام نے اس صوبے کو امن و امان دینا ہوگا۔ یہ ہمارے فرائض میں شامل ہیں۔ ہم نے ضرور ان کو دینا ہوگا لیکن اگر ہم اس میں ناکام ہوتے ہیں یا ہم اس میں مطلب اپنے فرائض سرانجام نہیں دیتے ہیں تو میرے خیال سے میڈم اسپیکر! پھر جو حالات خیبر پختونخوا یا وزیرستان کے تھے اس سے برتر ہونگے اللہ ناکرے لیکن انشاء اللہ ہم ایک بیج پر ہیں ہم متحد ہیں چاہے ہماری ایف سی ہو چاہے ہماری فوج ہو جو compensation کچھ بھی ملی تھی وہ میرے خیال ہے فورس کی طرف سے پانچ لاکھ، پانچ لاکھ روپے ان کے گھروں تک گئے ہیں ہماری طرف

سے کچھ بھی نہیں ہے، thank you Madam Speaker،

میڈم اسپیکر: آغا رضا صاحب۔

سید محمد رضا: میڈم اسپیکر! میں اپنی پارٹی کی طرف سے ایک چھوٹی سی گزارش یہاں کرنا چاہوں گا کہ ایم ڈبلیو ایم ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہی ہے جس نے پاکستان، پاکستان کے سبز ہلالی پرچم کی بات کی ہے ہمیشہ militancy کے خلاف رہی ہے اور کوئی بھی ایسا ادارہ کوئی بھی ایسا شخص جو کہ militancy کے خلاف برسر پیکار ہے ہم اُن اداروں کے ساتھ اور اُن اشخاص کے ساتھ ہیں۔ لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عجیب ایک منطق اپنائی گئی ہے balance policy کے نام پر کہ جہاں کا لعدم تنظیموں کے لوگوں کو آج تک پکڑا تو نہیں گیا، پورے پاکستان کی میں بات کر رہا ہوں۔ لیکن اُس کے ساتھ ساتھ ہمارے علماء ہمارے لوگوں کے نام فورشیڈول میں ڈال کے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو ہتھکڑیاں ڈال کر کسی مجرم کی طرح گرفتار کر کے لیجا یا گیا ہے کل رات کراچی میں جو واقعات ہوئے ہیں۔ فیصل رضا عابدی نے سیاست چھوڑ دی، سینٹ چھوڑ دی، مختلف ٹی وی ٹاک شو میں صرف پاکستان کی بات کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! آپ اس پر بحث کر رہے ہیں۔

جناب سید محمد رضا: میں آ رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: آپ پہلے بحث کریں پھر اس پر آئیں۔

سید محمد رضا: میں اسی طرف آ رہا ہوں مختلف ٹاک شو میں صرف پاکستان کی بات نیشنل ایکشن پلان کی بات سی پیک کی بات پاکستان کی ترقی کی بات وہ کرتے ہیں اور اس جرم کی انکو یہ سزا دی گئی کہ اُن کو دہشتگردوں کے صف میں لا کر کھڑا کر دیا گیا اور یہی حال ہمارے مختلف لوگوں کے ساتھ ہمارے مختلف علماء کے ساتھ یہی رویہ اپنایا جا رہا ہے، یہاں بلوچستان میں بھی فورشیڈول میں ایسے ایسے علماء کا نام، ایسے ایسے لوگوں کے نام ڈال دیا گیا ہے جن کا ان ساری چیزوں سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا کبھی۔ میں ایک دفعہ پھر یہ بات کہوں گا کہ نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد ہو، کا لعدم تنظیموں کے دہشتگرد جو کہ ہر ذمہ داری ہر واقعے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں چاہے وہ عالمی ہو بربادی ہو جو بھی لشکر ہے اُن کا، اُن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور جو قاتل ہیں ان کو مقتولوں کے ساتھ لا کے ایک ہی صف میں کھڑا کر کے دونوں کے ساتھ ایک طرح کا رویہ اپنایا جا رہا ہے میرے خیال میں militancy کے خلاف zero tolerance ہونی چاہیے۔ اب اگلے ہی دن جس طرح سے پولیس cadets کے ساتھ جو کچھ ہوا جو واقعہ پیش آیا میرے خیال میں مزید جتنی باتیں کی گئی ہیں مزید کچھ کہنے کی گنجائش بھی نہیں رہی۔ ہمیشہ میں یہ بات کہتا تھا کہ اگر یہ فرقہ واریت ہے تو یک طرفہ کیوں ہے؟ آج کل یہ بات سامنے آگئی ہے کہ اگر ہم اس کو فرقہ واریت کا نام دیتے ہیں تو ان معصوم بچوں کا جن کی عمریں 18 سے

25 سال کے درمیان تھیں، ان کو ہم کس خانے میں fit کریں گے؟ اسی طرح سے وکلاء کو مارا گیا ان کا تعلق کس نسل سے کس تنظیم سے کس سیاسی جماعت سے یا کس عقیدے سے تھا یہ آگ پورے پاکستان میں لگی ہوئی ہے۔ ہم پاکستان کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ ہم ضرب عضب کی بات کرتے ہیں ہم بات کرتے نیشنل ایکشن پلان کی ہم بات کرتے ہیں سی پیک کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کی جس کی سزا ہمیں اس صورت میں بھگتنا پڑتی ہے۔ برائے کرم آپ کے توسط سے اس ہاؤس کے توسط سے میں پورے پاکستان کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ فیصل رضا عابدی اور علامہ احمد اقبال کے خلاف اور اسی طرح سے دوسرے جتنے بھی علماء کے خلاف کاروائیاں ہو رہی ہیں، خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ مجبور ہو کر پوری شیعہ قوم روڈ پر نکل آئے اور سراپا احتجاج بن جائے اور زائرین کے حوالے سے میں ہوم سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں گٹی صاحب چلے گئے ایک مبارکباد بھی سب کو میں دوں گا کہ جتنی ہماری توقعات تھیں محرم اور صفر کے مہینے میں، کاروان چلانے کی، اس سے کہیں زیادہ انہوں نے efficiency دکھائی ہے انتہائی smooth طریقے سے جس طرح کی بد نظمیاں پچھلے سال ہوئی تھیں، ان کے برخلاف اس سال انتہائی smooth طریقے سے یہ کاروان جاری و ساری ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اگلے مہینے یعنی صفر کے مہینے میں جب ان زائرین کی واپسی شروع ہوگی۔ تو اسی طرح سے smooth طریقے سے یہ چلائے جاتے رہیں گے۔

thank you very much۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی حسن بانور خشتانی صاحبہ۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: بہت شکریہ میڈم اسپیکر۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ میڈم اسپیکر! سمجھ میں نہیں آتا کہ اس موضوع پر کہاں سے اور کس طرح بات کریں کس بات سے start لیں۔ ”ابھی ایک شور سا اٹھا ہے کہیں، کوئی خاموش ہو گیا ہے کہیں“۔ میڈم اسپیکر! یہ جو ہمارے پاس تحریک التوا اس وقت ہمارے سامنے پڑی ہے، اس پر میرے خیال میں خاموشی اختیار کر لینا زیادہ بہتر ہے۔ تحریکیں لانا قرارداد پیش کرنا اور اس کے بعد جا کہ ہم مذمتیں کرنا اور اس قسم کی چیزوں سے جو شاید ہمارے معاشرے میں بہتری نہیں آرہی ہے، مزید ہم لوگ اس کی طرف چلتے جا رہے ہیں میڈم اسپیکر! جب بھی میں ہمیشہ رات کو جب سونے لگتی ہوں تو ایک دفعہ میں ضرور دیکھتی ہوں کہ آیا دن بھر کی کیا خبریں ہیں۔ تو اس رات کے واقعہ کے دن جب میں نے ٹی وی لگایا سونے سے پہلے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! پلیز آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں، بہت disturbance ہو رہی ہے، پلیز۔

محترمہ حسن بانور خشتانی: تو میڈم اسپیکر! جب میں نے ٹی وی آن کیا اور اس میں خبریں چلنا شروع ہوئیں کہ بھائی سریاب روڈ پر اس قسم کا واقعہ ہو رہا ہے وہاں دہشتگردوں نے حملہ کیا ہے۔ اور وہاں فوراً alertation کا کام شروع ہو گیا ہے تو میڈم اسپیکر! جب مجھے یہ پتہ چلا کہ محض تین بندے جن کی عمر 17 سال سے لیکر 25 سال تک تھی انہوں نے پورے ہم پورے بلوچستان کی فوج کو ایف سی کو ہماری پولیس کو جو انہوں نے اس وقت یعنی ہم سب ان تین دہشتگردوں کے تگنی کا ناچ نچایا۔ مناسب ہوگا کہنا۔ کہ محض تین بندوں نے اور جملہ ٹی وی پر کیا آرہے ہیں جو بالکل عجیب سے لگتے ہیں کہ اب فوراً آپریشن شروع ہو گیا ہے، راستہ کلیئر کر دیا گیا ہے آپریشن جاری ہے۔ کیا ہماری فورس صرف اس مقصد کے لیے رہ گئی ہے کہ ہم صرف تین بندوں کے لیے اپنی فوج کو استعمال کریں؟ کیا ہم صرف تین بندوں کے لیے اپنی تمام فورسز کو استعمال کریں کہ ہماری طاقت صرف اتنی رہ گئی ہے؟ میڈم اسپیکر! 17 سے 25 سال کی عمر کے۔ آج میں اپنے قائد ایوان سے جو اس وقت اٹھ گئے ہیں اپنے تمام لوگوں سے اپنی فورس سے ایف سی سے میں کچھ نہیں کہوں گی آج میں صرف کہوں گی ان دہشتگردوں سے کہوں گی خدا را آپ ہمیں اگلا حملہ کرنے سے پہلے تین مہینے کی مہلت بھی نہیں دیتے کہ ہماری جو خواتین جو بیوہ ہو گئی ہیں ان کی عدت تو پوری ہو سکے۔ ہماری جو خواتین بیوہ ہو گئی ہیں ان کے کفن بھی اب تک انکی قبروں کی مٹی بھی گیلی ہے ابھی تک میڈم اسپیکر! کہ ہمارے اوپر دوسرا وار ہو جاتا ہے۔ میں ان سے گزارش کرتی ہوں ہمیں اتنا ٹائم دیدیں کہ ہم اپنے پرانے زخم بھر سکیں ہماری کندھوں میں اتنی طاقت ہو سکے ہم نئے جنازے اٹھا سکیں۔ میڈم اسپیکر! یہاں میں اس بات کو آگے بڑھانے کے ساتھ ساتھ کہتی ہوں کہ پاکستان، دنیا میں دو ایسے ممالک ہیں جو اسلام کے نام پر بنے ہیں ایک مدینہ منورہ دوسرا پاکستان۔ جب پاکستان بنا ہے ”لا الہ الا اللہ، محمد الرسول اللہ“ کے نام پر تو یہاں امریکہ پالیسوں کے ساتھ اگر ہم چلتے رہیں گے تو ہمارا انجام یہی ہوگا۔ میڈم اسپیکر! یہاں میں یہی کہوں گی کہ یہاں جب فوج اور امریکہ جب ہمارے لوگ امریکی پالیسیوں پر چلتے ہیں تو اس وقت ہم لوگوں کا ڈانٹا لگ کرنا زیادہ ہمارے لیے مناسب ہے جہاں آپ یہ سوچیں کہ ہماری پولیس ایف سی اہلکار ہماری ساری فوج ہماری ساری طاقت صرف تین بندوں کو ہم سنبھال نہیں سکتے آپ یہ سوچیں۔ خدا نخواستہ کبھی انڈیا پر ہم حملہ کرے تو پھر ہمارا کیا انجام ہوگا یا یہاں سے ایران نے شورش اختیار کی یا خدا نخواستہ کبھی افغانستان نے۔ ہم تین بندوں کو نہیں سنبھال سکتے پھر ہم اپنے باقی دشمنوں کو کیسے سنبھالیں گے؟ تو میڈم اسپیکر! یہاں میں یہ بات بھی کہوں گی کہ جہاں وکیلوں کے لیے اعلان کیا گیا تھا۔ اس وقت ہماری پولیس ہمارے بھائی جو یہاں شہید ہوئے ہیں ان کے لیے اس قسم کا کوئی اب تک اعلانات کا وہ نہیں ہوا۔ میں یہ بھی

چاہتی ہوں کہ ان کے وہ وکیلوں سے زیادہ مستحق ہیں وہ وکیلوں سے زیادہ غریب ہیں۔ وہ وکیلوں سے زیادہ وہ نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو لہذا ان کے لیے بھی کوئی اچھا سا اور بہترین package کا اعلان کیا جائے تاکہ ان کے جو پیچھے رہ جانے والے لواحقین ہیں ان کے لیے کوئی اچھی سی اور بہترین سی وہ آگے وہ بڑھ سکیں۔ میڈم اسپیکر! اب ایک نیوز سنا ہے، کہ وہ آ رہے ہیں، وہ ہمارے وزیر داخلہ کی طرف سے ہے کہ کونٹے میں تین دہشتگرد داخل ہو گئے ہیں۔

(اس مرحلہ میں جناب پرنس احمد علی احمد زئی، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت سنبھالی)

جناب چیئرمین: السلام علیکم۔ جی محترمہ حسن بانو صاحبہ۔

محترمہ حسن بانو رخشانی: اب ان دہشتگردوں کے حوالے سے، ان نیوز بریک کا مطلب کیا ہے؟ وہ ہمیں ڈر رہے ہیں، بچوں کو ڈر رہے ہیں یا وہ تین دہشتگردوں کو نہیں پکڑ سکتے تو بریکنگ نیوز چلانے کا مطلب کیا ہے؟ ان تین دہشتگردوں اگر آپ کے علم میں ہے کہ وہ پہنچ گئے ہیں، وہ جگہ جگہ پہنچ گئے ہیں تو پکڑنا انکا تو یہ آپ کا کام ہے۔ میڈیا میں دیکھ کر بچوں اور عورتوں اور لوگوں کو خوف و ہراس پھیلانے کی کیا ضرورت ہے؟ تو یہاں چیئرمین صاحب! میں آپ سے یہی ریکوئیسٹ کرتی ہوں، اپنی تقریر کا اختتام بھی یہیں سے کرتی ہوں کہ یہاں ہماری پالیسیوں کو مضبوط ہونا چاہئے، ہماری فوج کا کام صرف یہ نہیں ہے کہ وہ صرف تین بندوں کے لیے راستہ انہوں نے clear کیا، معذرت کے ساتھ۔ ہمارے فوجیوں نے نہیں۔ راستہ انہوں نے، جنگ انہوں نے ختم کی۔ ہماری ایئر فورسز نے نہیں۔ جب تک وہ چاہتے ایک ایک کر کے وہ ریوڑیوں کی طرح ہمارے بندوں کو مار مار کر ہماری طرف بھیج رہے تھے، جب تک انکا دل چاہا وہ ہمارے بندوں کی جانوں سے کھیل رہے، جہاں انکا دل بھر گیا، وہاں انکا game stop کر کے آگے وہ ہمارے منہ پر طمانچہ مار کے اور وہ روانہ ہو گئے۔ چیئرمین صاحب! یہی میں آپ سے کہتی ہوں کہ ہماری فورسز جو ہیں، ہمارے انٹیلی جنس جو ہیں، ہمارے لوگ، ہمارے ایم این ایز، ہمارے ایم پی ایز، ابھی بھی وقت ہے ہم مل بیٹھ کر امریکی پالیسیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اسلامی اقدار کو اپناتے ہوئے ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم ڈائلاگ اور بات چیت سے اگر مزید جانوں کے نقصان میں کمی ہو سکتی ہے تو اسکو اپنانے میں کوئی بھی بڑی بات نہیں ہے۔ مزید دربدریاں ہونے سے بہتر یہی ہے کہ ہم ڈائلاگ کی طرف آئیں اور اپنے لیے بہترین راستے کا انتخاب کریں۔

thank you

جناب چیئرمین: جی ثمنینہ خان صاحبہ۔

محترمہ شمیمہ خان: شکریہ آئی۔ بلوچستان میں تحریک التوا جو 2 تاریخ کو لائی گئی تھی بہت tragic incident ہوا تھا۔ اور اس incident سے پہلے بھی کافی اسی طرح کے incidents سامنے دیکھے اور یہ اگر آخری ہوتا تو ہم آج سوچتے تو پھر بھی شاید ہم صرف یہاں افسوس کرتے، اُن سے بچتی کا اظہار کرتے، انکے درد و غم میں شریک ہونے کا اظہار کرتے لیکن افسوس کہ اس طرح کے constantly اس طرح کے incidents ہمیں دیکھنے پڑ رہے ہیں اور آگے بھی ہمیں یہی خطرات ہیں۔ تو ان خطرات کو دیکھتے ہوئے چیئر مین صاحب! ہم کیا action لے رہے ہیں؟ کیا strategy لے رہے ہیں؟ یہاں ہوم منسٹر آئے ہوئے ہیں انکو موجود ہونا چاہئے کہ وہ سنیں کہ کیا اُنکے پاس اختیارات ہیں کیا کیا وہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے بچے ڈرے ہوئے ہیں ابھی کل سے کچھ سوشل میڈیا پر ایسی باتیں چل رہی ہیں کہ ہمارے نونہال یہ معصوم بچے جو کل کا ہمارا مستقبل ہے میرے بچے ابھی اسکول سے بھاگے ہوئے خوفزدہ آئے کہ ماما! اس طرح کی خبریں چل رہی ہیں کوئی خاتون آئی ہوئی ہے اور ہمارے اسکولوں میں کوئی high alert پیغامات بھیجے جا رہے ہیں۔ تو یہ کس طرح کے پھر وقت چینل کی نیوز میں ہمارے ہوم منسٹر کے بیانات آ رہے ہیں بریکنگ نیوز میں کہ سیکورٹی high alert ہے اسکولوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ alert ہو جائیں۔ ہمارے ہاں تین دہشتگرد آئے ہیں وہ دہشتگرد افغانستان سے آئے ہیں بھی جب آپ کو اتنی اطلاعات ہیں اور آپ یہ بیانات یہ statement دے رہے ہیں تو اس کی روک تھام کے لیے کیا کر رہے ہیں آپ یہاں بے بسی کا رونا رو رہے ہیں۔ پہلے تو آپ کو یہ شکوہ تھا کہ ڈاکٹر عبدالملک صاحب آپ کو اختیارات نہیں دے رہے ہیں ابھی تو CM آپ کے اپنے ہیں ابھی آپ کے کیا شکوے ہیں یہ تو چھوڑیں جب آپ کے سوالات آج صبح ہم یہی رونا رو رہے تھے سب سے پہلے ڈیک وہ بجا رہے تھے وہ پہلے تو یہ جواب دیں جب انکے سوالات ہوتے ہیں تو آج تک شاید ہی کسی سوال کا جواب دیا ہو یا وہ غائب ہوتے ہیں یا اس کے جواب موصول نہیں ہوئے ہوتے اور پھر جتنی سیکورٹی ان کے پاس ہے ہم اس غریب صوبے کو دیکھیں اور ایک وزیر کی آپ سیکورٹی اور اسکو ڈکو دیکھیں خدا کی قسم اس کی جگہ میں ہوتی میں deny کرتے یہ سیکورٹی۔ کہ میرے عوام مر رہے ہیں میرے جوان مر رہے ہیں اور میں سیکورٹی میں پھر رہا ہوں کہ بس وزیر داخلہ محفوظ ہیں اور باقی سب لوگ مرتے جائیں۔ جس جس Institution پر attack ہوتا ہے وہاں سیکورٹی دیتے ہیں۔ بھی اُس کو تو دہشت گردوں نے تباہ کر دیا آگے کی Institution کو دیکھیں نہیں وہ Institution تو تب ہم زیرِ غور لائیں گے جب وہاں دھماکہ ہو جائیگا۔ تو کس طرح کی ہم strategy بنا رہے ہیں اگر اختیار نہیں ہے تو فیڈرل کے پاس جو اختیار ہے بیٹھیں فیڈرل کے پاس اُن سے ہم ڈائیلاگ

کریں ہم اگر اپنے نیشنلسٹ سے نہیں کر سکتے یہاں ڈیک بجا بجا کر چیخ چیخ کے ان کو دہشتگرد بولتے ہیں ان کو خونخونی اور وحشی درندے بولتے ہیں بیٹھ کر دیکھیں history کیا ہے۔ ایک دم ان باتوں تک نہ جائیں۔ آپ آئیں پہلے ان سے ڈائلاگ مکمل کریں۔ ہمارے لوگ مر رہے ہیں آپ کی انہی بیانات سے ان میں اور خون خواری آرہی ہے اور attacker کون بن رہا ہے ہمارے معصوم عوام بن رہے ہیں ہمارے نوجوان۔ چلیں ان کو تو چھوڑیں کہ جو یہی بیروزگار لوگ ہیں جو دہشتگردی میں involve ہیں، اڑھائی سو کے قریب۔ میں کہتی ہوں کہ ان میں وہ master mind آپ لائیں یہ تو بیروزگار لوگ ہیں ان کو آپ وظیفے دے رہے ہیں آپ ان لوگوں کو لائیں جو master mind ہیں کہ ہم واقعی دہشت گردی کو ختم کریں پھر attacker کون ہوتے ہیں ہمارے Lawyer ہمارے وہ cream بلوچستان کا کہ ہمارے تو ویسے ہی human resources نہیں ہیں۔ ہمارے پاس تو نہ کورکمانڈر اپنا ہوتا ہے نہ چیف سیکرٹری اپنا ہوتا ہے نہ آئی جی پولیس اپنا ہوتا ہے نہ ہمارے پاس کسٹم کا سربراہ اپنا ہوتا ہے ہم وہ human resources کے مارے ہوئے لوگ ہیں۔ ہماری ایک اپنی جو lawyer کی cream تھی وہ بھی تباہ ہوگئی۔ اس کے بعد ان کو جب ہم ٹرینڈ کریں تو ایسے لوگوں کو ہم ٹارگٹ کریں۔ یا تو ہم اپنے statement کو اپنے narration کو change کریں یا پھر جتنے اختیارات ہیں ان کا صحیح استعمال کریں۔ یا پھر عوام کے سامنے آ کر کہہ دیں کہ ہم بے اختیار ہیں۔ تو پھر یہ سہولتیں کیوں لے رہے ہیں؟ ان کو بھی چھوڑ دیں۔

شکریہ چیئر مین صاحب۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی عبدالحمید خان اچکزئی صاحب۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! آج بحث کیلے جو دو گھنٹے رکھے گئے ہیں، اسمبلی پولیس ٹریننگ سینٹر میں واقعہ کے حوالے سے، بہت سے ساتھی بولے ہیں اسمبلی بہت نقصان ہوا ہے 62 کے قریب ہمارے جوان شہید ہوئے ہر علاقے میں ہر گاؤں میں جنازہ پہنچا اور 100 کے قریب زخمی ہوئے ہیں۔ مگر جو ہم اسمبلی میں بول رہے ہیں واقعہ کیا ہے میں اُس طرف جاتا ہوں واقعہ ہوا کیسے ہوا؟ میرے سامنے ایک letter پڑا ہوا ہے اس کو میں پڑھتا ہوں انشاء اللہ اپنی سپیچ کے بعد یہ سارے ممبران میں تقسیم کروں گا۔ most immediate by facts ابھی اس پر آپ دیکھ لیں۔ واپسی یہ کانٹینبل فلاں فلاں 1-3-2016 سے انکی ٹریننگ شروع ہوئی ہے۔ recruitment کر دیا گیا ہے اور یہ ساری date ہیں اُس کے اوپر 16 ستمبر کو یہ انکا پاسنگ آؤٹ پریڈ ہوا اور یہ سارے اسمبلی CRT centre میں یہ سارے cadets فارغ ہو گئے۔

پھر ایک ضلع جعفر آباد کی پولیس کو انہوں نے رکھا، محرم کے لیے اور باقی سب کو فارغ کر دیا گیا، 13 تاریخ کو سب کو فارغ کیا گیا۔ اور سب اپنے اپنے ضلعوں میں چلے گئے۔ جو واقعہ ہے، واقعہ کیا ہے؟، واقعہ یہ ہے ابھی میں پڑھ کر سناتا ہوں اسمیں سب کچھ موجود ہیں آپ سب کو مل جائیگا۔ جناب ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس، بلوچستان کوئٹہ نے زبانی حکم صادر فرمایا ہے کہ فارغ کردہ تمام recruits کو lady recruits کے علاوہ فوری طور پر دوبارہ رپورٹ کرنے کو کہا گیا ہے۔ یہ رپورٹ جو recruit رپورٹ نہیں کریگا اُسے محکمہ پولیس سے discharge کیا جائیگا۔ ابھی آپ آگے دیکھیں۔ اس میں وہ کہتا ہے کہ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل پولیس کے ٹیلیفون کے اوپر یہ اُس نے آرڈر دیا ہے جو پروف ہے اور یہ letter اجمل خان کاسی ڈی ایس پی کمانڈنٹ پولیس ٹریننگ کالج کوئٹہ کا ہے یہ اپنے اپنے ضلعوں میں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر ذریعہ سے آپ نے فوراً پہنچنا ہے۔ آپ 13 تاریخ کو cadets کو فارغ کرتے ہیں۔ اور آپ اُسکو فوراً پھر بلاتے ہیں دسویں دن اور پھر 23 اکتوبر کو 10 بجکر 45 منٹ پر یہ واقعہ ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے، آپ نے جب پولیس کو فارغ کیا، اپنے اپنے ضلعوں میں جائیں، یہ خط کیسے گیا ہے اُنکو بلایا کیوں ہے؟ اُن کو قتل کروانے کے لیے بلایا گیا ہے۔ قتل کون کس نے کروایا؟ پولیس ڈیپارٹمنٹ نے کیا ہے یہ کام۔ ابھی تک انکوائری میں ابھی جو ہم دیکھ رہے ہیں میرا خیال میں میں جانتا نہیں ہوں۔ ایوب قریشی، ایڈیشنل آئی جی پولیس ہے۔ ابھی یہ بات جیسے انجینئر صاحب نے کہی تھی کہ جو انکوائری ہو رہی ہے، یہ انکوائری میں اس letter سے شروع کر دیا جائے۔ بات کو ہمیں واضح کرنا چاہئے۔ آپ 13 تاریخ کو بھیجتے ہیں، فارغ کرتے ہیں۔ اور بعد میں ٹی وی چینل پر میں نے سنا ہے، کچھ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ اُنکے سو، سو فائررہ گئے یہ کوئی بات نہیں تھی۔ یہ ایک ایماندار پولیس آفیسر نے مجھے رات کو پہنچایا۔ اُس نے کہا کہ ہمارے ساتھ یہ ظلم ہوا ہے۔ سرفراز صاحب کو بھی کاپی مل جائیگی۔ basic بات یہ ہے کہ اجمل خان کاسی ڈی ایس پی کمانڈنٹ ہے پولیس ٹریننگ کالج سریاب روڈ کا۔ اچھا ابھی مزے کی بات اور دیکھیں۔ کاپی برائے انسپکٹر جنرل آف پولیس بلوچستان، ایڈیشنل آئی جی پولیس، ایڈیشنل انسپکٹر آف پولیس، ڈپٹی انسپکٹر آف پولیس اور بھی بہت سے پولیس کے آفیسران کو کاپی گئی ہے۔ یہ بالکل ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اُن جوانوں کو شہید کیا گیا۔ اور یہ کام اسٹیٹ نے خود کیا۔ 13 تاریخ کو آپ فارغ کرتے ہیں ٹریننگ مکمل ہوتی ہے۔ پاسنگ آؤٹ پریڈ ہوتا ہے اور 23 کو آپ اُنکو لاتے ہیں۔ مطلب 7 سو بندے تھے اُس وقت اس centre میں ایک گن مین تھا۔ ایک سادہ سی بات ہے پولیس کا بندہ تو اپنی بندوق اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے، ammunition تو لے جاسکتا ہے۔ ہمارے جو گارڈز جو گورنمنٹ نے دیے ہیں اُن کیساتھ تو اُن کا

ammunition ہے بالکل پرندوں کی طرح اُن کو بلایا گیا اور اُن سے یہ کارروائی کروائی کی گئی۔ ابھی کوئی کہتا ہے کہ ہم اُس طرف چلے جائیں کوئی کہتا ہے ہم اِس طرف چلے جائیں۔ دوسری بات جناب اسپیکر! اس سال بھی ہم نے 30 ارب روپے law and order کے لیے رکھے ہیں، یہ تو میں منگولوں کا ہوم ڈیپارٹمنٹ سے PAC as چیرمین۔ میرے خیال میں پچھلے ساڑھے تین سال میں ڈیڑھ سو ارب روپیہ خرچ ہوا ہے یہ پیسے کہاں گئے؟ آپ کے 11 ہزار BC کے سپاہی کیا کر رہے ہیں؟ کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ وہ ریٹائرڈ پولیس افسران کے گھروں میں کھانا پکاتے ہیں؟ یا گھروں میں بیٹھ کر کمانڈنٹ سے آدھی آدھی تنخواہ لیکر کے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ آپ کے پاس 11 ہزار فورس ہے اس کو functional نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے نہیں کر رہے ہیں کہ کمانڈنٹ صاحب کو monthly ملتی ہے IG پولیس کو monthly ملتی ہے فلاں کو monthly ملتی ہے بات یہاں ہے۔ آپ یہ ہوم منسٹر صاحب بتادیں کہ FC جو ہمارے شہر میں ہے جو FC کا ہمارے ساتھ سلوک ہو رہا ہے کیا اُسکی تعداد کتنی ہوگی roughly بتادیں 7 سولوگ ہوں گے ہزار ہوں گے۔ ہزار بندے اور ہمارے 11 ہزار بندے گھروں میں کھانا پکا رہے ہیں یا گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا وہ پولیس کے سپاہی نہیں ہیں؟ کیا اُن میں DSPs اور اُن میں inspectors نہیں ہیں؟ کیا یہ ڈیوٹی نہیں کر سکتے؟ جتنے بھی واقعات ہو رہے ہیں یہ A areas میں ہو رہے ہیں۔ B areas جو لیویز کے پاس ہیں، اُس میں تعداد آپ دیکھ لیں crime rate کیا ہے؟ اور یہ پچھلی گورنمنٹ ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں B کو A میں ضم کیا گیا sorry to say that مولانا صاحب اُس گورنمنٹ میں تھے میں نے اُن سے کہا بھی تھا کہ یہ غلط ہو رہا ہے۔ پولیس کرپشن کی جڑ ہے اور یہ ثابت ہو گیا ہے اس letter سے کہ ان 62 بچوں کو کیسے بلایا گیا۔ اور زبانی آرڈر کس نے کیا۔ جناب اسپیکر! چوہدری نثار 8 اگست کے واقعے میں نہیں آئے، اس واقعے پر آئے ہیں۔ آپ اُن ڈاکٹروں سے پوچھیں کہ ہسپتال میں اُس دن اُن کا کیا حشر تھا؟ کانپ رہے تھے۔ کیا چوہدری نثار کے انڈر 24 ایجنسیز کام نہیں کر رہی ہیں؟ ایجنسیز کی کیا رپورٹ تھی وہ نہیں کرنا چاہتے ہیں یہ کیونکہ پنجاب میں نہیں ہو رہا ہے ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر لاہور میں ہوتا تو وہ اُسی دن لوگ پکڑے جاتے۔ خود کشوں کے کارخانے کدھر ہیں یہ بھی بتادیں۔ آخر یہ، ابھی جو اس اسمبلی کا سیشن اسٹارٹ ہوا ہے ابھی یہ بات سامنے آرہی ہے کہ threat ہے یہ threat کا زریعہ کون ہے؟ یہ اُن کو کس طرح پتہ چل جاتا ہے؟ یہ تو معلوم ہے ہماری ایجنسیز کو ان کارخانوں کا پتہ ہے۔ میں اور زیارتوال صاحب اسلام آباد گئے تھے۔ مصطفیٰ خان کے بیٹے کے کیس میں چوہدری نثار صاحب سے ہماری میٹنگ ہوئی۔ ہم کسی مدرسے کا نام لیتے تھے جہاں سے ٹیلیفون آتے تھے۔ تو

وہ اُس مدرسے کے مفتی کا نام لیتا تھا۔ یعنی کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ اُسکو پتہ نہ ہوں۔ ابھی دوسری بات یہ ہے کمشنر کوئٹہ ذمتی صاحب جو چلے گئے ہیں، اس سلسلے میں انہوں نے کہا کہ مجھے معلومات چاہئیں۔ میری اپنی مینٹنگ اُسکے ساتھ ہوئی exact معلومات ہم نے اُنکو دی ہیں۔ ہم نے یہ بھی کہا کہ کچلاک میں یہ لوگ ہیں قلات میں ہیں، خضدار میں ہیں، کراچی میں ہیں حب میں ہیں۔ یہ اُس کے الفاظ ہیں کہ ہاں میں سب کچھ جانتا ہوں۔ وہی واقعہ انوار برائے تاوان ہو رہے ہیں صوبے میں۔ پہلا مڈل مین جس نے پیسے دیئے ہیں جو آخری انوار ہوا ہے وہی آدمی ابھی بھی زندہ ہے۔ میں نواب صاحب! سے یہ کہہ رہا ہوں کہ پہلا بندہ جو انوار ہوا ہے BRSP کے جوڑ کے انوار ہوئے تھے۔ جن میں سے دو قتل کیا گیا اُس کے بعد جو باقی انوار ہوئے ہیں، اُس کے ذریعے پیسے دیئے گئے۔ یہ آپکے ہوم منسٹر صاحب آپکو بتادیں گے کہ وہ کیسے بازیاب ہوئے۔ وہی لوگ چن میں، وہی لوگ گلستان میں، وہی لوگ پشین میں۔ مگر کالے شیشے والی گاڑیاں بھی ہیں اُن کے پاس راہداریاں بھی ہیں۔ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا ہے اس صوبے میں لوگوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنے والے، انوار برائے تاوان میں ملوث لوگ، سارے یہی ہیں۔ اب آپ دیکھ لیں کہ ڈیڑھ سو ارب روپے خرچ کرنے سے ہمارا سارا ڈیولپمنٹ کا بجٹ 71 ارب روپے تھا اس سال۔ صرف 30 ارب روپے ہم نے سیکورٹی کے لیے رکھے ہیں۔ حشر تو ہم نے دیکھ لیا آٹھ اگست کا اور اسکا۔ جناب اسپیکر! سپریم کورٹ میں جو کیس چل رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قاضی عیسیٰ صاحب چلا رہے ہیں اسکو۔ مگر ایک بات جس پر شک ہو رہا ہے، وہ یہ ہے، کہ سارا کیس 8 اگست کا 9:35 بجے کے بعد کا شروع ہے۔ سپریم کورٹ کو چاہئے یہ تھا کہ وہ 9:35 بجے سے پہلے کا پوچھ لیتے۔ ڈاکٹر حاضر نہیں تھا خون کی کمی تھی بجلی نہیں تھی فلاں نہیں تھا۔ بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے ہمارے 8 اگست کے شہیدوں کا کرنا تھا اُس دن اس نے MI اور ISI کو سپریم کورٹ میں بلانا تھا۔ اُس سے پوچھنا تھا کہ یہ واقعہ کیسے ہوا۔ ابھی بھی وہی قصہ چل رہا ہے۔ 9:35 بجے کے بعد کا واقعہ چل رہا ہے۔ اس میں سب سے آسان کام ہے یہ پولیس والا یہ تو پروف کے ساتھ پڑا ہوا ہے۔ قریشی صاحب کا letter، وہ خود جواب دیں اور میری سی ایم صاحب سے گورنمنٹ سے یہ درخواست ہے کہ۔۔۔ (مداخلت) پتہ نہیں میں گورنمنٹ میں ہوں کہ نہیں، یہ بھی پتہ نہیں چل رہا ہے۔۔۔ (مداخلت) ٹھیک ہے میں گورنمنٹ میں ہوں۔ یہ جنگلات والا کیا کر رہا ہے یہاں، پتہ نہیں کاٹنے کا وزیر ہے یا اگانے کا۔ یہ میں سی ایم صاحب سے request کرتا ہوں کہ ایوب قریشی ایڈیشنل آئی جی کو فوری طور پر معطل کیا جائے۔ اور یہ انکو آری کرانی جائے start آپ اس letter سے لے لیں۔ ابھی اس چیز پر کوئی بھی نہیں بول رہا ہے کہ threat آرہے ہیں۔ اس threat کی معلومات کس کے پاس ہیں؟ یہ

کارخانے کدھر ہیں اُن کو تو پتہ ہے کہ یہ کس کارخانے سے آرہے ہیں۔ یہ اُس طرف نہیں جارہے ہیں threat آرہا ہے۔ اسمبلی میں تماشہ یونیورسٹی کو بند کر دیا ہے لالچوں کو بند کر دیا ہے اسکولز کو بند کر دیا ہے جیسے انجینئر نے کہا کہ وہ کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ، نواب صاحب! میں اسکی وضاحت کرتا ہوں۔ نہیں میں پوچھتا ہوں جب آپ اسکول کے پرنسپل کو letter لکھیں گے کہ آپکو threat ہے، وہ ہمیں فون کرتے ہیں کہ اپنے بچوں کو مت بھیجیو یہ بند ہے۔ اور کیا ہے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: ٹھیک ہے۔ مجھے اگر اجازت دے دیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں یہ ختم کر دوں بگٹی صاحب ایک منٹ پھر آپ بولیں۔ جناب اسپیکر! یہ اتنی بڑی فورس اور اتنا بڑا اسٹم جو ہم چلا رہے ہیں۔ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ پولیس کا کوئی افسر سریاب روڈ پر ڈیوٹی کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔ اور 5 بجے سے پہلے سب بھاگے آجاتے ہیں۔ رات کے 12 بجے کے بعد اگر آپ سریاب میں گھومیں تو آپکو نہ گاڑی نظر آئیگی نہ بندہ نظر آئے گا نہ آپ کو کوئی پولیس والا نظر آئے گا۔ البتہ FC کے بندے دُور بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں، ہتی سے گاڑی گلیر کرتے ہیں اور اشارہ کرتے ہیں کہ آگے چلے جائیں۔ جناب اسپیکر! یہ صوبہ ہم نے چلانا ہے اور اسٹیٹ کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے عوام کو امن دینا ہے۔

thank you۔

جناب چیئرمین: جی بگٹی صاحب! آپ اس سلسلے میں کچھ بولیں گے؟

میرسر فراز احمد بگٹی (وزیر داخلہ و قبائلی امور و جیل خانہ جات): جناب اسپیکر! شکر یہ میں صرف ایک چھوٹے سے point کی وضاحت کر دوں۔ دیکھیں threats ضرور ہیں اور بڑے serious threats ہیں اور انٹیلیجنس ایجنسیز اتنا ہی کر سکتی ہیں کہ وہ ہمیں inform کرتی ہیں۔ اور آپ کو پتہ ہے بلکہ اس ایوان کو بھی پتہ ہے اور اب بلوچستان کے بچے بچے کو پتہ ہے کہ neighbouring countries میں جو ہو رہی ہیں terrorism کی اور وہ کس طرح جو hostile intelligence agencies ہیں وہ ہمارے لوگ کو استعمال کر رہی ہیں۔ تو اس طرح ہم نے officially کسی کو نہیں لکھا ہے گورنمنٹ کے نالچ میں نہیں ہے کہ ہمارا کوئی institute بند ہو۔ چاہے وہ بلوچستان یونیورسٹی ہو، چاہے وہ کوئی اسکول ہے، unofficially اگر کسی نے کوئی اسکول بند کیا ہے اُس threat کو سامنے رکھ کے۔ یہ تو دہشتگرد یہی چاہتے ہیں ہم اپنے بچوں کو ناں پڑھائیں۔ دہشتگرد یہی چاہتا ہے کہ اپنے اسکول بند کر دیں۔ یہ ہم قطعاً نہیں ہونے دینگے اور باقی جو واقعہ ہوا ہے اُس کی تفصیل جو بھی ہے مجھے موقع ملا تو میں ضرور شیئر کروں گا۔ شکر یہ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! واقعہ تو اس طرح ہے کہ ناں یہ ایک جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، ناں کوئی سیاسی، ناں کوئی اپوزیشن اور حکومت سے کہ خدا نخواستہ کہ یہ اپوزیشن کے لوگ ہیں اور حکومت کے لوگ نہیں ہیں۔ میرے خیال میں PTC کا جو واقعہ ہے وہ ہمارے پورے بلوچستان کے بچوں، جہاں جہاں، ثروٹ سے لیکر گوادریک اور خاص کر تربت، چنگو اور نوشکی یہ علاقے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ اور قلعہ عبداللہ وغیرہ یہاں بھی دوسرے نمبر پر ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی میں بحث کرنے کی جو روایات ہوتی ہیں کہ اس پر بحث ہو جائے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ نہیں ہوتا ہے جناب اسپیکر! کہ اس پر فلاں نے اتنی زوردار بات کی اور فلاں نے کمزور بات کی۔ اس میں بنیادی طور پر یہ ہے کہ یہ معزز ایوان پورا اسمبلی کا ایک نمائندہ ایوان ہے۔ اور اُس میں اس طرح کے واقعات کے تدارک کے لیے تجاویز بھی ہوتی ہیں اور تجاویز پر عملدرآمد بھی ہوتا ہے اور خالصتاً یہ نہیں ہوتا ہے کہ حکومت اس کی تردید کر کے اور دفاع میں پڑ جائے اور اپوزیشن تنقید برائے تنقید کرے۔ جناب اسپیکر! اب تک جو ہمارا طریقہ کار چلا آ رہا ہے میرے خیال میں اس معزز ایوان اس اسمبلی کا تین یا ساڑھے تین سال پورے ہو رہے ہیں۔ تو بار بار ہمارے ساتھ یہی وعدہ ہو رہا ہے کہ ہم in-camera session کریں گے۔ اور آپ کو law and order کے حوالے سے تمام تفصیلات بتا دیں گے۔ حکومتی مشکلات بھی بتا دیں گے۔ لیکن جناب اسپیکر! اب تک معزز ہاؤس کو ابھی تک وہ in-camera session نہیں ہوا۔ اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! اب ہم جب حکومت کے لوگ ہوتے ہیں یا اپوزیشن ہے۔ صوبے کے لوگ ہیں۔ ہمارے جو ایک دوسرے کے خلاف متضاد بیانات آرہے ہیں۔ تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ہم اپنے صوبے کے بارے میں ہمارے نمائندے کوئی علم نہیں رکھتے کوئی معلومات انکے پاس نہیں ہوتیں۔ ہمارے ذمہ دار لوگوں کی طرف سے اس قسم کے بیانات یک دم آجاتے ہیں اس دہشتگردی میں ہمارے بچے جو شہید ہو رہے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ اسمیں ”را“ ملوٹ ہے۔ کبھی کہتے ہیں ”داعش“ ملوٹ ہے۔ اور اُن کے بنیادی اسباب سی پیک بتا رہے ہیں کہ سی پیک ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جناب اسپیکر! کہ اب ہم کس طرح یہ بات مان لیں اور اس بہانے کیلئے ہم کس طرح تیار ہو جائیں۔ ہمارے جتنے بھی اراکین

اسمبلی جو ادھر تشریف فرما ہیں مجھے بتادیں کہ بلوچستان اور بلوچستان کے لوگوں کا سی پیک سے کیا واسطہ ہے؟ سی پیک وہ جو ہمارے دشمن ہیں، جو ملک پاکستان کے دشمن ہیں، اگر وہ سی پیک کو ناکام بنانا چاہتے ہیں جو کہ ہے، اس قسم کے دشمن ہمارے ہیں۔ لیکن کیا سی پیک ہمارے وکلاء کے خون سے رُک جاتا ہے؟ ہمارے وکلاء کے خون کو کسی کو وہاں، اُن لوگوں کو جہاں سے سی پیک گزرتا ہے اُن لوگوں کو سرے سے ہمارے وکلاء کا 70 یا 80 شہید ہوئے، اگر 8 ہزار شہید ہو جاتے ہیں تو وہاں کوئی پتہ نہیں چلتا ہے۔ ہمارے یہ بچوں جو ہم نے دہشتگردی کی روک تھام کیلئے تیار کیا ہوا تھا، یہ نوجوان یہ نوجیز بچوں کے جو ہمارے نوجوان تھے ان سے سی پیک رُک سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ذہنوں میں ہمارے لوگوں کے، اب تک یہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ ہمارے ساتھ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ جب تک انکے اسباب و عوامل ہمیں معلوم نہ ہو جائیں اور انکے اسباب اور عوامل کو ختم کرنے کیلئے منصوبہ نہ کر لیں، ہم اپنی سیکورٹی اور اپنے ادارے منظم نہ کر لیں تو اُس وقت تک ہمارے بولنے سے کیا فائدہ ہے۔ ابھی مجید خان نے جو بات کی، مجید خان کی بات میری بات سے زیادہ اس حوالے سے تھی، اپوزیشن سے زیادہ حکومت کے اراکین اس پر بولتے ہیں اور اُنکے دل میں یہی درد ہے۔ لیکن اب انکے اسباب و عوامل نہ اُنکو سمجھ آتے ہیں اور نہ مجھے سمجھ آتے نہ ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کس گناہ کی پاداش میں ہمیں قتل کر دیتے ہیں، مقتول ہوتے ہیں اور وہ سوال کرتے ہیں کہ مجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کر دیتے ہیں۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے اب سی پیک۔ جناب اسپیکر! اب یہ PTC والا معاملہ اس میں تو خالصتاً ہم ذمہ دار ہیں۔ خالصتاً ہماری صوبائی حکومت اس کو کوئی ادھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے لیکن ذمہ دار ہے، کیوں یہ غفلت ہوگئی؟ اور جب یہ غفلت ہوگئی کیا کوئی ضمانت دے سکتا ہے کہ آئندہ ایسی غفلت نہیں ہوگی۔ کوئی اس طرح غیر ذمہ دار حرکت آئندہ نہیں کریگا؟، یہ ضمانت یا گارنٹی اگر کوئی دے سکتا ہے تو یہ 72 بچے بھی معاف، یہ بھی معاف اور یہ بھی قربان کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی نہیں کر سکتا ہے تو پھر اس نمائندہ ہاؤس آج، صرف باتوں کی حد تک یہ معاملہ نہ چھوڑا جائے، ایک تحریک التوا آئی، کل اخبارات کی زینت بن گئی، اخبارات نے اپنی مرضی کے مطابق یہ بیان لگا دیا پھر آگے جا کر کے کوئی دوسرا اس سے بڑا واقعہ ہو جاتا ہے۔ ابھی یہاں جو قافلہ آ رہا ہے سی پیک کے حوالے سے جو گواہی جارہا ہے۔ لیکن قافلے تو

ہماری سرزمین پر گزرتے ہیں اور ہمیں یہی داعش ابھی پیچھے لگا لیتی ہے۔ لیکن سی پیک وہاں سے گزار رہے ہیں۔ میں اس پر کہ خدا را! میں اپنے حکمرانوں سے، اپنی مقتدر قوتوں سے دست بستہ گزارش کرتا ہوں یا تو خدا کیلئے ہمیں انسانوں کی طرح سمجھیں اور بلوچستان کے لوگ یہ بھی پاکستان، انسان اور یہاں کے رہنے والے سمجھیں، یا ہمارے زخموں پر نمک ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ نہ ہم کوئی سی پیک مانگتے ہیں، کچھ بھی نہیں مانگتے۔ لیکن ہمارا خون نہ بہایا جائے۔ اور اس بہانہ سے ہمارا خون نہ بہایا جائے۔ سی پیک جہاں بھی جاتا ہے کیونکہ ہماری قسمت میں نہیں ہے۔ لیکن جناب اسپیکر! ہمارے لوگ یعنی بلوچستان کے لوگ اب اس بات پر مجبور ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لیں کہ اللہ آپ نے مجھے بلوچستان میں کیوں پیدا کیا؟ اس دولت مند صوبے میں کہ جو دنیا کی خواہش یہ ہوتی ہے، انسانوں کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ یہ دولت سے مالا مال صوبے میں میری پیدائش ہوتی۔ لیکن آج گوادر ہمارے اندر ہے، گیس ہمارے صوبے کے اندر ہے، معدنیات ہمارے صوبے کے اندر ہیں لیکن خون میں لت پت ہم ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ ہماری حفاظت اور ہمارے اُس پر کوئی آنسو بہانے والا نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارے ادارے، میں آج چیف سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں، ہوم سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں، سی ایم صاحب ہیں، حکومت ہے، اس معاملے میں جو آج یہ پولیس والا واقعہ ہوا ہے اگر اس قسم کے واقعات دوبارہ رونما ہوئے، پہلے معلومات نہیں تھیں، اُس معاملے میں وکلاء برادری کے معاملے میں شاید ہمیں کوئی رپورٹ نہیں ملی تھی، لیکن جب ہمیں رپورٹ مل بھی جاتی اور اسکے بعد ہو جاتا ہے پھر ہم کدھر جائیں، کس کے دروازے ہم کھٹکائیں کہ آپ ذمہ دار ہیں، کوئی ذمہ دار تو قرار دیا جائے اور اسکو سزا دی جائے۔ اور اگر اسکوبھی نہ کر دیا جاتے تو پھر لوگوں کو۔ اور آج لوگ اس بات پر مجبور ہو جاتے ہیں تو پھر لوگ اپنی حفاظت کیلئے خود آپ سے کہیں گے کہ ہمیں اجازت دے دیں تاکہ ہم خود اپنی حفاظت کریں۔ ابھی زمر خان اچکزئی صاحب نے جب کہا کہ پرائمری سکول کو اگر threat ہے، اگر یہ گرائمر سکول کو انہوں نے بند کیا ہے، اگر اس قسم کی باتیں آرہی ہیں تو مجھے بتائیں کہ آپ نہ سکول چلا سکتے ہیں نہ ہسپتال چلا سکتے ہیں نہ آپ پولیس کے ٹریننگ سینٹر چلا سکتے ہیں۔ تو آگے جا کر کے آپ کر کیا سکتے ہیں اس صوبے میں؟، اور اگر نہیں کر سکتے ہیں تو پھر اس کے بعد بھی ہم کہتے ہیں کہ حالات تسلی بخش ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس پر غور اور فکر اور حکومت اس کیلئے اقدامات کرے۔ ہم اس معاملے میں امن وامان کے اور بلوچستان کے حوالے سے ہم حکومت جو بھی تعاون اپوزیشن سے چاہتے ہیں، ہم اُنکے ساتھ ہیں۔ لیکن خدا را کوئی اس طرح غفلت نہ برتی جائے کہ پھر کل کوئی باسٹھ تریسٹھ۔ بلکہ میں سرفراز صاحب کا بہت زیادہ احترام کرتا ہوں۔ لیکن اس بیان سے مجھے بہت کیونکہ وہ بد نیتی پر شاید نہیں دیتے ہیں، کہ پھر بھی کم نقصان ہوا، یعنی ہو گیا لیکن پھر بھی کم نقصان ہوا۔ 62 اکی نظر میں کم، اس سے لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ تو اس کے بجائے یہ کرنا چاہیے کہ اس کیلئے انتظامات کیے جائیں، اس کیلئے یہ کہا جائے کہ بھائی یہ ایک بندہ کیوں شہید ہو جاتا ہے، تو دو جوان کیوں شہید ہو جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تاکہ لوگوں کی دل آزاری نہ ہو جائے۔ ابھی حکومت کا کام ہے کہ اگر حکومت نے اس پر قابو پالیا تو ٹھیک ہے، ہم یہاں رو سکتے ہیں، آواز اٹھا سکتے ہیں اور ہمارے بس کچھ بھی نہیں ہے۔ شکر یہ۔

جناب چیئر مین: نواب محمد خان شاہ ہوانی صاحب۔

نواب محمد خان شاہ ہوانی (وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکر یہ محترم چیئر مین صاحب! گزشتہ واقعات کے حوالے سے بہت اہم موضوع پر آج بحث رکھی ہے، امن وامان کے حوالے سے۔ دنیا میں کچھ بھی ہوتا ہے تو اُس کے پیچھے وجوہات ضرور ہوتی ہیں، یہاں جو کچھ حالات ہو رہے ہیں گزشتہ وکلاء کے حوالے سے ہو، یا PTC یعنی ہماری پولیس ٹریننگ کے حوالے سے ہو یا ہمارے مختلف ڈسٹرکٹوں میں قریبی کچھ واقعات ایسے ہوئے تو سب سے پہلے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ اتنے بڑے واقعات، دہشتگردی کے واقعات، اتنے بڑے بڑے پیمانوں پر لوگوں کا مارنا۔ پولیس والوں کو لیویز والوں کو اور مختلف جگہوں پر دہشتگردی کے واقعات۔ ان کے پیچھے ضرور وجوہات ہیں۔ جب کوئی اپنی جان قربان کرنے کیلئے آتا ہے اپنے کو مارنے کیلئے خود کش کرنے کیلئے یہ تو بہت بڑی وجوہات ہوتی ہیں۔ اور ہمارا خطہ اور ہمارا صوبہ اس کے زد میں ہے۔ بین الاقوامی طور پر مختلف طاقتیں، مختلف عناصر یہاں مختلف طریقوں سے ہمیں تکلیف دیتے آرہے ہیں۔ ہمارے لوگوں کو مارتے آرہے ہیں۔ لیکن اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے، بجائے کہ ہم اپنے بہترین انداز گفتگو سے اس معاملے کے رُخ کو کہیں اور لیجانے کی کوشش کریں بہتر ہے کہ ہم اسکو سمجھیں اور اسکو face کریں اور ہمت سے

face کریں۔ انفارمیشن کے حوالے سے ہم سب کو یہی messages اور اخبارات اور یہی سلسلے پڑھتے ہیں اور یہ threat کے حوالے سے جو بھی ہمیں messages ملتے ہیں یا اخبار کے حوالے سے یا کسی اور ذریعے سے تو وہ اشارات کی حد تک ہو سکتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں، ہماری فورسز ہمارے ادارے کسی ذرائع سے کسی ایسے equipments سے اشارات کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے یا ایسے لوگ یا ایسے آدمی دہشتگردی کرنے کے غرض سے اس نیت سے اس شہر میں ہے، یہ ممکن نہیں ہے کہ باقاعدہ طور پر سرفراز بگٹی کو بول دیں کہ سرفراز صاحب ہم ہسپتال میں آرہے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے اور اس رنگ کے کپڑے پہنا ہوا ہے آدمی نے اور وہاں آ کر وہ کریگا یا آئی جی ایف سی کو یا کورکمانڈر کو یا اداروں کو پتہ ہے اور وہ چھپ کر بیٹھے ہیں یا وہ بم کپڑوں پر باندھ کے دن کو دوپہر کے وقت گھومتا ہوا لیاقت بازار سے جائیگا اور وہ سارے سپاہی اُس کو دیکھیں گے اور منہ اپنا سائیڈ پر کرینگے، یہ ممکن نہیں ہے۔ لیکن احتیاطی طور پر ہمارے سب کے بچے انہی سکولوں میں پڑھتے ہیں دہشتگردی کو کوئی یہ نہیں کہتا اس صوبے سے اس علاقے سے کہ مہربانی کر کے آجائیں یہاں دہشت گردی کر لیں یا کسی فورس کا سربراہ یا کسی حکومت کا اہلکار، یہ ممکن نہیں ہے ہماری باتوں کا ہمارے ساتھیوں کی باتوں کا تاثر ایسے جاتا ہے کہ سرفراز بگٹی کو پتہ ہے۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

جناب چیئرمین: جی نواب شاہوانی صاحب!

وزیر ملازمت ہائے عمومی نظم و نسق: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے صوبے میں واقعہ ہو اور ہمیں دکھ نہیں ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہمیں کوئی پروا نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی فورس کو پتہ ہو اتنا بڑا واقعہ ہونے جا رہا ہے۔ لوگوں کو پتہ ہو اور سب چپ ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے حقائق کبھی چھپتے نہیں ہیں۔ تاریخ اسے جو دہشتگرد ہوتے ہیں وہ ہٹا دیتی ہے۔ حقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔ آج نہیں تو کل، کل نہیں پر سوں ضرور 5 سال پہلے کچھ واقعات ہوئے ہونگے۔ لیکن کبھی یہ ثبوت نہیں ہوا ہے کہ کسی ملک میں مسلمان ملک میں ذمہ دار لوگ ہمارے امن امان قائم کرنے والے لوگوں نے خود آ کر ملک اور اپنے لوگوں کو یہ ایسا ممکن نہیں ہے ایسا تاثر نہیں دینا چاہئے۔ ایسا نہیں ہو سکتا مسلمان ملک ہے اس ملک نے ضرور

اسلام کے لیے اپنے طاقت کو استعمال کیا ہوگا۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ ہم اپنے لوگوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کو ہماری فورسز یا ہمارے ادارے کے لیے ایسے تاثر نہیں ہونا چاہئے اُن کے بارے میں۔ ہاں ایک بات میں ضرور کہنا چاہتا ہوں حکومتی اراکین کے ہوتے ہوئے جان بوجھ کر کچھ نہیں ہوا ہے ناں کچھ ہوگا ناں ایسا ممکن ہے کہ جان بوجھ کر اُن کو پتہ تھا اور اُن کو واپس بلا لیا۔ ایسا نہیں ہے ہاں غفلت ہو سکتی ہے کیونکہ غفلت انسان سے ہوتی ہے جان بوجھ کر نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔ یہ میں تسلیم نہیں کرتا ہوں اس ملک میں ہم رہتے ہیں ہمیں ہماری فورسز پر بھرپور بھروسہ ہے۔ کیونکہ اسلامی حوالے سے تاریخی اگر دیکھا جائے حضور پاک ﷺ کے دور میں ایک جنگ ہوئی حضور پاک ﷺ نے خود اپنے ساتھیوں کو ایک ٹیلے پر کھڑا کیا اور انہوں نے فرمایا یہاں سے ہٹنا نہیں ہے لیکن انسان چونکہ انسان ہے انسان سے غفلت ہو سکتی ہے تو کافر جب بھاگنے لگے تو انہوں نے دیکھا کہ ہم نے فتح کر لیا۔ تو انہوں نے جگہ چھوڑ دی تو پیچھے سے خالد بن ولید کھڑا تھا انتظار میں اور وہ وہاں سے آیا اور مار دیا۔ تو یہ تو غفلت ہے کہ اُس پر بھی ہم شک کریں کہ خالد بن ولید نے طے کیا تھا معاملہ آؤ ہم آئیگی تو ماروں۔ ایسا نہیں ہے اور ایسا تاثر نہیں ہونا چاہئے میں مبارک باد دیتا ہوں نواب صاحب کو کہ اُن کی کوششوں سے ڈھائی سو 3 سو فراری آکر ہتھیار ڈالا انہوں نے دہشتگردی کو ختم کرنے کے لئے دہشت گردوں کو پکڑنا، مارنا، اتارنا قومی دھارے میں شامل کرنا اور یہی کوششیں ہو رہی ہے۔ ایک حکومت کا جتنا وس ہے خدانخواستہ ایسا کوئی مشین ایجاد نہیں ہوا ہے کہ وہ ادھر plan دماغ میں بن جائے اور اُن کا دماغ خراب ہے وہ فون کریگا نواب صاحب کو کہ نواب صاحب ہم کو نئے میں آرہے ہیں اس جگہ اور اس time دھماکہ کریں گے۔ پھر بھی میں گزارش کرتا ہوں ہم اپنے جو اعلیٰ افسران ہیں فورسز کے وہ اپنے لوگوں کو جو ڈیوٹی رات کو، دن کو اُن کو بولیں رات کو اگر ڈیوٹی ہے تو مہربانی کریں آنکھیں کھلی رکھیں سوئیں نہیں صرف ڈیوٹی نبھائیں۔ بہت سے معاملات حل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان فطری طور پر اللہ پر بھروسہ کرنے والے لوگ ہیں اللہ مالک ہے یہ چیز جو ہے مسلمان کو نقصان دیتا ہے ہمیشہ باقی لوگ اپنے پر زیادہ بھروسہ کرتے ہیں سسٹم کنٹرول ہے تو اس کے لیے حوالے سے ہم یہی کہتے ہیں کہ ان سے ہم سبق حاصل کریں۔ لیکن ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا ہے ہمیں اس طرح کا ماحول پیدا نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں اس چیز کو سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھوں کو مضبوط کرنا چاہئے

اپنی فورسز کے ہاتھوں کو مضبوط کرنا چاہئے تاکہ اُن میں حوصلہ بڑھے ہمیں ایک بے یقینی اور ایسے شک اور باتیں کرنے سے، اگر کسی بھی فورس پر ثبوت ہو جائے کسی بھی آفیسر پر اُس نے کروایا ہے یہ کا بینہ اسی time استغنیٰ دیدیگی۔ اگر ایسا ثبوت ہو جائے۔ اور انشاء اللہ یہ اس میں طے بات ہے کہ ضرور اُن کو کیفر کردار تک پہنچا جائیگا۔ وہ غلط ہے وہ دہشتگرد ہیں بیگناہ لوگوں کو مار رہے ہیں۔ اور بالکل جس نے بھی غفلت کی ہے جیسے گڈانی والا واقعہ یا یہ واقعہ اُن واقعات میں سختی سے نواب صاحب نے افسران سے کہا ہے کہ باقاعدہ طور پر اسکی انکوائری ہو جس افسر کی غلطی یا کچھ بھی ہو۔ اور ایسا تاثر ناں دیں کہ غلط طریقے سے کہ یہ مجرم اور وہ مجرم ایسا ناں ہو حقائق پر بات کریں۔ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں ایسا ناں کریں حالت کو سمجھیں۔ ہم سب کو مل جل کر چلانا چاہئے ایک حوصلہ پیدا کرنا چاہئے۔ ایک تو یہ ہے کہ پورے ملکی حوالے سے دیکھا جائے تو ہمارے میڈیا کا بہت زیادہ فائدہ مند وہ ہے وجوہات اور اُن کی فائدہ مند چیز ہے۔ ایک چیز یہ بھی ہے کہ کسی بھی مسئلہ پر جتنے زیادہ لوگوں کو بلوایا جائے گا اتنا وہ مسئلہ گونجیل ہوتا جائیگا۔ اتنا زیادہ مسئلوں پر بلایا جائے۔ جس کی ذمہ داری ہے وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہیں۔ بھروسہ رکھنا چاہے پولیس کا کام ہے FC کا کام ہے آرمی کا کام ہے حکومت کا کام ہے وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہیں کا بینہ بیٹھی ہے وہ ذمہ دار ہے سب کچھ کے ذمہ دار ہیں جتنا زیادہ بلا جائے گا میری پارٹی کے چار کے پاس وزارت ہے چار کے پاس نہیں ہے تو ہر ایک کا اپنا سوچ ہے تو یہ بہت سی وجوہات ہیں کوئی حکومت میں ہے کوئی نہیں ہے اور مسئلے میں زیادہ لوگوں کو بلانا نہیں چاہئے۔ سب خیر خواہ ہیں ملک اور سب خیر خواہ ہیں اس زمین کے خدا کی قسم کوئی بھی ایسا بندہ نہیں ہوگا کہ چاہتا ہو کہ یار یہ مسئلہ ہو۔ سب سے زیادہ ہم پریشان ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ پریشانی یہی ہے کہ تکلیف اس میں کوئی شک نہیں ہے ہمارے دوستوں کو تکلیف ہوئی ہے۔ اور یہ ایک اچھی نشانی ہے ایک اچھے انسان ہونے کی تکلیف ہوئی ہے انہوں نے اپنا غصہ ہم پر اور نواب صاحب پر نکال دیا ٹھیک ہے، مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن اس میں حقیقت ہے کہ ہم سب لگے ہوئے ہیں اس مسئلہ کے حل کے لیے لیکن وہ کیا کرتا کیسے ہوتا ہے اُس کے لیے ہمیں ذہنی طور پر تیار ہونا چاہئے۔ ہاں اور بہتری لیں یہی ہم کہیں کہ اس میں اور بہتری لائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جعفر خان مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ آج تحریک التوا پر جو discussion ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت صوبے کو سب سے بڑا مسئلہ law and order کا ہے یہ بروقت ہے اور واقعی کچھ واقعات تو انتہائی تکلیف دہ تھے، جو ہوئے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اگر مولانا صاحب کو غم ہے، ہمارے دوسرے ساتھیوں کو غم ہے ہم کو شاید بحیثیت ذمہ دار اُس سے زیادہ غم ہے۔ چونکہ حکومت چلانے والے ہم ہیں۔ لیکن اگر اس تناظر میں دیکھا جائے definitely جو چیلنج ہمارے سامنے ہیں کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے یہاں اس اسمبلی میں کئی مرتبہ بات ہو چکی ہے کچھ دوست ناراض بھی ہو جاتے ہیں کہ آپ لوگ کس طرح بولتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اس وقت اگر دہشتگردی کا centre کدھری بنا ہے تو وہ پاکستان کو بنایا ہوا ہے۔ پاکستان سے پھر بلوچستان کو focus کیا ہوا ہے وہ صرف ایک تنظیم نہیں ہے ضرب عضب سے جب TTP طالبان وغیرہ distrub ہوئے تو اُن کا زور بھی ادھر بلوچستان کے اوپر آ گیا ہے۔ NDS کا زور بھی ادھر ہی آ گیا ہے اور ”را“ کا زور بھی ادھر ہے اور اس کے پیچھے دوسری قوتیں ہیں سب کو پتہ ہے کیا کیا ہو رہا ہے ان کے لیے کتنی فنڈنگ آرہی ہے کتنی منصوبہ بندی ہو رہی ہے تو اُس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں اُنہوں نے target کیا ہوا ہے اس وقت اگر پچھلے کچھ مہینوں کی حالت دیکھ لیں quetta is the target اُس کو نئے کے لیے definitely اس وقت واقعات definitely ہوتے ہیں۔ اُس میں کچھ کمزوریاں بھی بعد میں سامنے آتی ہیں کچھ ہم لوگوں کو بھی خیال رکھنا چاہئے۔ وکلاء کے معاملے میں یہ تھا کہ کچھ ہمارا قصور تھا اتنے سخت حالات میں اتنے قیمتی لوگ اٹھائے گئے۔ جب ان لوگوں کو پتہ بھی ہے کہ we are red alert یہ threat اُس level کا ہے کہ آپ چار آدمیوں کو نہیں بچا سکتے۔ آپ بلوچستان کی ساری carem کو اٹھا لیتے ہیں۔ تو definitely they ready for it اُنہوں نے اپنا وار کر لیا ہے۔ پولیس ٹریننگ سنٹر ہے اُس میں ہماری بھی میں سمجھتا ہوں کمزوریاں ہیں آج تک ہم دیوار نہیں بنا سکے۔ یہ میرا کزن تھا خان گل جو پرنسپل تھا اُس نے سپاہیوں سے کچا دیوار بنوائی تھی اُس وقت مجھے یاد ہے۔ اسلم رئیسانی صاحب کے زمانے میں تو اُس کے اوپر ہم لوگوں کو کچھ دیکھنا چاہئے اتنے ہم نے قیمتی لوگ رکھے ہوئے ہیں اور جو targeted ہیں already ابھی جان جمالی نے پنجاب کا بتایا واقعی اُنہوں نے 12 سو لوگ اُنہوں نے حفاظت کے لیے

رکھے ہوئے ہیں۔ جس میں تین سے چار سو لوگ ایلٹ فورس کے ہیں جو fully mobilized ہیں plus اُن کے اوپر بکروال ایک قسم کی بنائی ہوئی ہے۔ تو ہم لوگوں کو بھی اُس طرف ابھی جانا پڑے گا کیونکہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ ہم اُن کو کنٹرول کریں۔ یہ ہم نے کئی دفعہ دیکھ لیا ہے کہ ہم جو بھی کرتے ہیں اُن کو یا تو political level پر بڑے لیول پر ملکوں کے درمیان کوئی فیصلہ ہو کوئی حل نکل آئے یہ چیزیں ختم ہو جائیں۔ ورنہ اپنے لوگوں کو protect کرنے کے لیے کوئی extra ordinary measures کرنے پڑینگے۔ موجودہ جو ہم measures لے رہے ہیں وہ اس لوکل پولیس یا کچھ FC فورسز کا کونٹہ کے آپ اسکو نڈ دیکھ لیں کالجز اگر آپ دیکھ لیں آج صبح میں اٹھا، بیٹے ناشتے پر بیٹھے تھے میرے دونوں بیٹے یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں۔ threat آئی ہے یونیورسٹی بند ہے after all university permanent تو بند تو نہیں کر سکتے۔ اور وہ threat letter وغیرہ اور جو messages ہیں میرے خیال میں اخباروں میں بھی آ گیا ہے۔ وہ WhatsApp پر ہر جگہ چل رہا ہے اُس میں میرا اپنا مشورہ یہ ہے کہ یہ چیزیں فی الحال اتنی جلدی وہ لوگ نہیں چھوڑیں گے چاہے ہماری خواہش بھی ہو جائے اور یہ انتہائی غلط سوچ ہے کہ نا ايجنسيز کو فکر ہے ناں حکومت کو فکر ہے جو کوئی آ رہا ہے کر رہا ہے وہ آزاد ہے definilety کمزور point ڈھونڈے ہیں اور کمزور point پر کرتے ہیں۔ quetta is the big city۔ اسمیں تین ملین لوگ ہیں۔ کم از کم آپ کے hundreds کے حساب سے educational institutions ہیں اسی طرح ہسپتالز ہیں آپ کے weak points ہے suft points ہے یہ اسمبلی ہے آج ہم اسمبلی میں آرہے تھے تو اسمبلی میں ہم کو دوسرے راستے سے لایا گیا۔ definilety یہ measures تو ہم کو کرنے پڑینگے۔ وہ پرانے طرز پر ہم اسمبلی کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کہ کوئی آجائے گیٹ کھولے اندر آ کر کے hit کرے اسمبلی بلڈنگ کو کل کچھ بھی ناں ہوں۔ تو definilety اُس کے لیے measures کرنے پڑینگے۔ کونٹہ کے security measures میں سمجھتا ہوں اُس کے لیے extra ordinary efforts کی ضرورت ہے۔ اسمیں ناں صرف ہماری اپنی پولیس FC بھی آرمی بھی ہمیں تمام areas کو ہر ممکن حد تک protect کرنا ہوگا۔ کیونکہ وہ کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے اس وقت target کیا ہوا ہے ایک جگہ ہے وہ

کوئٹہ ہے جو نظر آرہا ہے۔ یہ جو واقعات ہوئے ہیں یہ آگے بھی ہونگے ہاں جس طرح میڈیا اچھالتا ہے ہمیشہ دشمن کمزور جگہ پر اور وار کرتا ہے کہ دشمن کی کمزوری یہ ہے ہم اپنی speech میں تھوڑا سا محتاط رہنا پڑے گا even دشمن کو ہمارا کوئی کمزور point ناں ملے۔ میں کہہ رہا ہوں TTP جب سے dislaunch ہوئی ہے قبائلی علاقوں سے انہوں نے اپنا مرکز یہاں بنایا ہے رہ گئے دوسرے اگر ان سے آج چار چار، پانچ پانچ سو لوگ آکر کے ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ definitely انکو تکلیف تو ہوگی کہ بھٹی ہمارا تو یہ رہی سہی زندگی بھی ختم ہو رہی ہے چلو کوئی اتنا بڑا واقعہ کر دوں تاکہ ان کا کوئی اثر ہی ناں پڑے۔ ایک یہ ان کی failure کی بھی نشانی ہے اس سے ان لوگوں کو بھی دکھ ہوتا ہے وہ کمزور ہوتے ہیں پھر وہ اس طرح بزدلانہ کارروائیوں میں کدھر ہی ہسپتال میں کدھری کو کوئی اس طرح کارروائی کر لیتے ہیں میدان میں لڑنے وہ ابھی نہیں رہے ان کی وہ طاقت نہیں رہی جس طرح اُدھر کمپ بنایا ہوا ہوتا تھا یہ تمام چیزیں ان کی dislodge ہو گئی ہیں۔ وہ اپنی کمزوری کو چھپانے کے لیے اس طرح کا کوئی بڑا واقعہ کر لیتے ہیں خود کش تو ماشاء اللہ انہوں نے فیکٹریاں بنا رکھی ہیں پتہ نہیں ہمارا کون سا اسلام ہے کہ آج اس طریقے سے آگئے ہیں۔ اب کس کس کو روکیں گے even ہم کسی کو اپنے آفس میں بھی تلاشی نہیں لے سکتے کہ ایک معتبر آدمی آئے ملاقات کے لئے اور ہم اُس کی تلاشی شروع کر دیں۔ جس لیول پر انکو support ہے جس لیول پر ان کو پیسے ملتا ہے پھر بد قسمتی سے 79ء سے ہم سب اُسکو motivate کر رہے ہیں اُس کا سارا زور اب آگیا ہے کوئٹہ کے اوپر کوئٹہ کے لیے کوئی extra ordinary اور special measures لینے ہوں گے۔ اُس میں میں چیف منسٹر صاحب سے کہوں گا۔ کہ اس پر اسپیشل کمیٹی میننگ بلا کر کے پھر اس کے لیے کوئی ترتیب بنائی جائے۔ اس میں صرف ہماری پولیس نہیں ہماری پولیس کو بھی ہم لوگوں نے activate کرنا ہے۔ کراچی اتنا بڑا شہر ہے یہی ان کا جو ہے اُدھر خود کش وغیرہ کی threat نہیں ہے اُدھر صرف target killing والے تھے۔ وہ ذرا مختلف حالات میں ہے اُدھر ذرا اور مشکل حالات ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے تھے اور جیسا اب نواب صاحب نے کہا کہ یہ نہیں کہ ہمیشہ جدھر آپ کی سوچ ہوگی وہ جو سوچیں گا دشمن وہ اُس سے مختلف وار کرے گا۔ ہم کو سیکورٹی کے لیے اس وقت اللہ کرے کہ انٹرنیشنل حالات یا ملکی حالات یا دوسرے جو ہمارے آس پاس کے حالات ہیں

یہ تھوڑا بہتر ہو جائیں۔ اُس وقت تک ہم حالت جنگ میں ہیں ہمیں رہنا بھی حالت جنگ میں ہوگا۔ یہ ہمارے گھروں سے تھے یہ ہمارے ہی بچے تھے جن کو شہید کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ گورنمنٹ جتنی دادرسی کر سکتی ہے کرے گی۔ لیکن آگے کے لیے ہم نے prevent کرنا ہے ابھی جو ایک ترتیب ہم لوگوں نے بنائی ہے، ابھی انڈیا نے ایک کشمیر میں ساڑھے 5 لاکھ فوج ڈالی ہوئی ہے ہمارے لیے ہمارے پانچ، آٹھ ہزار لوگوں سے یہ نہیں ہوگا۔ ہمیں number of forces بڑھانا پڑے گا۔ کم از کم کوئٹہ شہر کے لیے 30 سے 40 ہزار فورس ڈالنی پڑے گی۔ اگر پنجاب والے جیسے ابھی میں بتا رہا تھا 12 سو پولیس والے دے سکتے ہیں تو ہمارا میرے خیال میں total strength اتنا ہوگا تو بقایا ایریا unattended رہ جائے گا۔ ہماری کچھ کمزوریاں ہیں کچھ ہماری بھی فورسز کی کمی ہے اُس کو بھی cover کرنا ہے وہ not in one day اور جو points ہماری نظر میں ہیں جو زیادہ خطرناک ہیں، پورا نہیں ہوگا۔ اُن کو ہم maximum protection کی طرف دیکھ لیں۔ لیکن اُس کے لیے ہم کو مزید security measures کو fool-proof بنانے کی کوشش کرنا ہوگی۔ اور اپوزیشن بھی یہی ہے حکومت بھی یہی ہے۔ نواب صاحب کے اپنے گھر کے ساتھ یہ ہوا ہے اُسکو بھی دکھ ہے۔ thank you

جناب چیئرمین: ہم سابق وزیر خزانہ اور چیئر مین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی مولانا عصمت اللہ جو اسپیکر بکس میں بیٹھے ہیں اُنکو خوش آمدید کہتے ہیں۔ تحریک التوا پر کوئی اور بحث کرنا چاہتا ہے؟ جی عبدالرحمن صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیران: شکر یہ جناب اسپیکر! یہ PTC کا جو واقعہ ہوا اس پر جتنا غم، جتنا دکھ جن علاقوں کے لوگ شہید ہوئے ہیں ہم بھی اتنے ہی اُنکے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ 60، 65 بچے ہمارے ہی بچے تھے، جن کے جنازے، خوشی خوشی اُنہوں نے ٹریننگ پر بھیجا، اُنہوں نے ٹریننگ مکمل کی واپس اپنے گھروں میں چلے گئے پھر اُن کو recall کیا گیا۔ اور واپسی میں پھر سوشل میڈیا پر اور میڈیا پر جناب اسپیکر صاحب! ہم سب نے دیکھا کہ کسی کی ماں کیسے اُنکے بوٹ چوم رہی تھی کسی کی ماں کسی کی تابوت پر بین کر رہی تھی وہ اُس کا بین نہیں تھا۔ جناب اسپیکر! وہ بلوچستان کا ہر بچے کا ہر گھر کا ہر باپ کا ہر ماں کا بین تھا ہر گھر کا ماتم تھا۔ blame game میں تو ہم جاسکتے ہیں بحیثیت اپوزیشن کہ جی ہم کہیں کہ blame game کہ جی فلاں کامیاب ہوا اور فلاں ناکام ہوا۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! بنیادی چیز کہ کہاں پر کہاں

سے یہ سلسلہ کمزور ہے کہ یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ رئیسانی کی گورنمنٹ اسی کو base بنا کر کے گورنر راج قائم کیا گیا۔ کیا یہ چیزیں رک گئیں؟ ڈاکٹر مالک نے take-over کیا major واقعات ہوئے سردار بہادر کی بچیاں۔ بچے اور عورتیں ہر معاشرے میں اُن کے لئے کچھ یہ سلسلہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ اسی طریقے سے ہماری law enforcement agencies کے سنبھل جیسے لوگ شہید ہوئے جنازوں پر یہ دہشتگردی کی گئی۔ گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر مالک صاحب تو ڈھائی سال گزار کے نکل گئے۔ کونسا ایسا اقدام کیا گیا جس پر ہم فخر کرتے ہیں کہ وہ جاتے جاتے ایک ایسا پروگرام دے کر کے گئے کہ ہم اُنکے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم law and order maintain کریں۔ PTC کا واقعہ ہے رات کو گیارہ سوا گیارہ بجے یہ سلسلہ چلا۔ جو تعریف کے لائق ہے یہاں تو میں اُسکی تعریف نہ کروں تو پھر یہ میری کم ظرفی ہوگی۔ سی ایم on-board تھا ساری رات۔ میں ایک دشمن دار جس کا بال بال اپنی قبائلی دشمنی میں جکڑا ہوا ہے ہوم سنٹر یہ on the spot پہنچا ہوا تھا مانیٹر کر رہا تھا جس طریقے سے اسکے بس کی بات تھی کہ جو کر رہا تھا تو میں ان دونوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! سوچنے کی بات ہے، تھوڑی سی ہمیں گہرائی میں جانا پڑے گا کہ کیوں ایسے ہو رہا ہے؟ جو واقعہ ہوتا ہے، ہم اُسکو سی پیک کی طرف لے جاتے ہیں۔ کیا یہ سی پیک بلوچستان کے لوگوں کی خوشحالی کا ذریعہ بنا ہے یا پورے پاکستان کے لیے ہے؟ یہ بات سوچنے والی ہے۔ کچھ دن پہلے میں دیکھ رہا تھا کہ سی پیک کے کھاتے سے گوجرانوالہ میں 900 آدمیوں کی پریڈ ہوئی، پولیس کے کمانڈوز، پتہ نہیں کیا کیا بھرتی ہو کے نکلے ہیں۔ یہ سی پیک کے حوالے سے بلوچستان کو کیا دیا گیا؟ لاشیں ہم اٹھا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ حیران ہونگے کہ اس وقت لاہور کی پوزیشن یہ ہے کہ اتنے Chinese وہاں آگئے کہ آپکو کرایہ کا مکان اور ملازم نہیں ملتا۔ وہاں تو ایک واقعہ بھی نہیں ہوتا ہے، بقول نواز شریف کے، کوئٹہ کی 13 گلیاں ہیں۔ اور ہم سے آج کوئٹہ کنٹرول نہیں ہوا۔ اُس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اُس وجہ میں ہمیں جانا پڑے گا۔ بہت ہو گیا، بہت لاشیں اٹھالیں۔ سوشل میڈیا، یہ ہمارے دوست جو اوپر کیمرے لگا کر کھڑے ہیں انکو موقع چاہیے کہ جی سی ایم، ہوم سنٹر، ہوم محکمہ۔ اب سی ایم بندوق اٹھا کے تو PTC کی حفاظت نہیں کر سکتا یا بیلچہ اٹھا کے اُس کی تعمیر تو نہیں کر سکتا۔ ایک پالیسی ہوتی ہے، پالیسی کے تحت آپ نے law enforcing agencies کا مورال up کرنا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اس وقت عجیب ایک سلسلہ ہے۔ ڈاکخانے چوک پر بلاسٹ ہوا رئیسانی دور میں میرا خیال ہے۔ اُس میں سکھیرا صاحب تھے اُس کا گھر تباہ ہوا۔ میرا خیال 4, 5, 6 سال سے ابھی تک وہ دُنیا جہان کا بلٹ پروف پتہ نہیں کیا پروف کیا پروف وہ گھر زیر تعمیر ہے، اُس کے شیشے بھی پتہ نہیں کیا بلا ہے۔ ہماری

پولیس کی جو اعلیٰ قیادت ہے وہ ساری چھاؤنی میں بیٹھی ہوئی ہے۔ چھاؤنی سے نکلتے ہیں بلٹ پروف گاڑی، بلٹ پروف جیکٹ، ہر چیز اُن کی بلٹ پروف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر سوئیر ہوں ایک گیدڑ اُنکی کمان کرے تو سوئیر گیدڑ بن جاتے ہیں۔ اور اگر ایک شیر ہو سو گیدڑ کی کمان کرے سوئیر بن جاتے ہیں۔ جب ہماری پورے کا پورا لاٹ بلٹ پروف گھروں میں بلٹ پروف جیکٹوں میں بلٹ پروف گاڑیوں میں بیٹھے گا تو ہمارے جو SHO صاحبان ہیں یا DSP یا اسی طریقے سے law enforcing کے جو چھوٹے لیول کے لوگ ہیں اُن کا مورال کہا جائے گا۔ بچے اپنے ہر ایک کو پیارے ہوتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! کس کو اپنی اولاد پیاری نہیں ہے۔ زندگی کس کو عزیز نہیں ہے۔ کیا چھاؤنی میں بیٹھا ہوا ایک اعلیٰ افسر اُس کو اپنی زندگی اور اپنے بچوں کی زندگی زیادہ عزیز ہے جو میزان چوک اور منان چوک پر کھڑا ایک سپاہی اُس کی زندگی 24 گھنٹے داؤ پر لگی ہے کیا اُس کی زندگی سے اُس کی زندگی افضل ہے؟ جناب اسپیکر! ہمیں سوچنا پڑے گا ہمیں عملی طور پر کام کرنا پڑے گا۔ ”جی CM فیل ہو گیا جی ہوم منسٹر فیل ہو گیا“۔ عوامی نمائندے تو ہمیشہ ہی فیل ہیں۔ کیونکہ سوشل میڈیا بھی ان کے خلاف ہے اور جس کو ایک site بنالیتا ہے سوشل میڈیا میں اخبارات میں پرنٹ میڈیا میں دھڑا دھڑا جی سی ایم پتہ نہیں کہا تھا ہوم منسٹر پتہ نہیں کہا تھا فلاں MPA کہاں تھا فلاں سویا ہوا تھا فلاں جاگ رہا تھا اسپیکر صاحب! پوزیشن یہ ہوتی ہے۔ آج تک اُنہوں نے یہ نہیں کہا کہ بھائی یہ جو آپ قلعے تعمیر کر رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ابھی اسمبلی کا ہے اسمبلی کا ایک گیٹ ادھر سے بند ہوتا ہے دوسرے دن یہ گیٹ کھلا ہے تیسرے دن وہ گیٹ کھلا ہے کیا یہ حل ہے؟۔ سائنس کالج کی دیواریں آسمان تک پہنچانے سے کیا دہشتگردی رُک جائیگی۔ 31 تاریخ سے لیٹر بازی ہو رہی ہے انٹیلیجنس رپورٹ دے رہی ہے IG کو، IG آگے لیٹر لکھ رہا ہے ہوم کو، چیف سیکرٹری صاحب اس کو endorse کر رہے ہیں کہ پہلی تاریخ کو کہ آج پانچ تاریخ تک کہ جی دہشت گرد آئے ہیں دو اُس کے سپوٹی ہیں ایجوکیشن پر جائیں گے۔ میرے بھائی! اتنا تو آپ کو پتہ ہے کہ وہ آگے گھس گئے ہیں آپ نے تدارک کیا کیا ہے؟ کہاں آپ نے رات کو گشت کیا ہے؟ گشت بھی سی ایم کرے گا۔ ہوم منسٹر کرے گا۔ آپ تنخواہیں کس لیے لیتے ہیں؟ آپ مراعات کس لیے لیتے ہیں؟ ہاں جی سوشل میڈیا پر بھی چلا دیا۔ یہ لیٹر ہے ایک ادھر پڑا ہوا ہے ابھی مجید خان نے بانٹا ہے اور میرے موبائل پر اس قسم کے چیف سیکرٹری صاحب کا لیٹر بھی ہے IG صاحب کا بھی لیٹر ہے even ابھی جو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے۔ رحیم زیارتوال کو پتہ ہوگا اُس نے بھی آپ نے ہیڈ ماسٹروں وغیرہ کو لکھا ہے کہ جی خاص خیال رکھو اپنا اور اپنے اسکولوں کا خیال رکھو اب آپ اُس پر کتنے آدمی کھڑے کریں گے جناب اسپیکر صاحب؟

- نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان): سوشل میڈیا کون سا ہے سردار صاحب؟
- سردار عبدالرحمن کھیتران: یہ جو site بنائی ہوئی ہے انہوں نے جو پتہ نہیں عجیب وہ غریب قسم کی۔
- قائد ایوان: اس کی حوصلہ افزائی آپ لوگ نہ کریں۔
- سردار عبدالرحمن کھیتران: ہم کبھی بھی نہیں کرتے۔
- قائد ایوان: اگر آپ حوصلہ افزائی کریں گے تو ہر کوئی اس طرح کا site بنا کر پھر شروع ہوگا۔
- جناب چیئرمین: اس قسم کی site وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔
- قائد ایوان: سوشل میڈیا یہ نہیں ہے یہ تو بلیک میلنگ کا ایک طریقہ ہے۔ سوشل میڈیا آپ کی facebook ہے سوشل میڈیا جس میں پوری دنیا کے لوگ comment بھی دیتے ہیں ہے۔ آج پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کے اس طرح سے بات کرتے ہیں سردار صاحب آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔
- سردار عبدالرحمن کھیتران: ابھی اس کو آپ کیا نام دینگے جناب سی ایم صاحب۔
- قائد ایوان: میں اس پر حیرانگی اُس نے اس کا page بنایا ہوا ہے۔
- جناب چیئرمین: اور وہ اُس page سے سارے messages کرتا ہے۔ آپ جس طرح یہ دیکھیں کہ facebook میں آیا تھا کہ تمام متین vans کے اوپر ہیں جس طرح دکھایا اسی طرح آپ یہ دیکھیں facebook میں یہ بھی آیا کہ باقاعدہ C130 میں اور ایبولینسز میں وہ ساری متین گئیں۔
- قائد ایوان: page پر یہ آیا کہ تمام کے تمام انہوں نے بھیجی ہے جو بلیک میلروں کا اب جو بھی ہے اور جو سوشل میڈیا ہے اُس پر یہ آیا ہے کہ C130 میں انہوں نے C130 ایک دو جتنے C130 ہوئے انہوں نے اُس میں بھیجا ہے اور باقاعدہ تصاویر کے ساتھ۔ آپ بہتر جانتے ہیں اُس کے وہ ہے۔
- جناب چیئرمین: میرا خیال میں سردار صاحب اس کو آپ ذرا سا مختصر کریں۔
- سردار عبدالرحمن کھیتران: اسپیکر صاحب! ہم تو IT کے اتنے ماہر نہیں ہیں۔
- قائد ایوان: اس طرح کے سردار صاحب بہت سارے بنے ہیں نہ۔ آپ اگر اس کو سوشل میڈیا کا نام دینگے تو پھر ہر کوئی یہ بنا لے گا۔
- سردار عبدالرحمن کھیتران: یہی عرض ہے نہ یہی بنایا ہوا ہے اور پھر وہ دھڑا دھڑ میں تو اس کو condemn کر رہا ہوں۔
- قائد ایوان: نہیں کیسے کوئی بھی آدمی اٹھا کر وہ کر لے اب آپ پارلیمنٹ کے ممبر ہیں پڑھے لکھے آدمی

ہیں فرق ہونا چاہیے آپ کو سوشل میڈیا میں اور ایک آدمی کا بلیک میٹنگ page پر۔  
 سردار عبدالرحمن کھیتران: سی ایم صاحب! میں اسی کو condemn کر رہا ہوں کہ یہ چیزیں غلط ہیں۔  
 جناب چیئر مین: جس طرح ابھی ہمارے منسٹر صاحب نے سرفراز صاحب نے واضح طور پر کہا کہ یہ نیوز جو  
 ہے وہ بالکل authentic نہیں ہے کہ اسکولز پر جو threat ہے اور twitter پر یہ messages چل  
 رہے ہیں کہ بڑے بڑے اسکولز کو بند ہو گئے ہیں مطلب یہ ایک غلط قسم کا message جاتا ہے اس سے  
 اور panic پھیلتا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: دیکھیں میں ٹاٹ کا پڑھا ہوا ہوں جناب اسپیکر صاحب! مجھے نہیں پتہ کہ اس کا  
 facebook کیا ہوتی ہے مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتی ہے۔ لیکن یہ sites کھلی ہوئی ہیں ان میں  
 message آجاتے ہیں میں نے تھوڑی دیر پہلے جناب سی ایم صاحب آپ کے کامران صاحب بیٹھے  
 ہوئے ہیں۔

جناب چیئر مین: ویسے آپ ماشاء اللہ سوشل میڈیا میں بہت active ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میری عرض سنیں کامران صاحب آپ کا DG کیا ہے میں اس کو ISPR کہتا  
 ہوں۔ اس کو میں نے کہا تم لوگ نہ ایک دوسرے کے ساتھ بات کرتے ہو ان کو shut up call یہ غلط ہے  
 میں نے آپ کے چیئر میں آپ کے DG سے میں نے یہی کہا کہ جو victimization ہے میں یہی سی ایم  
 صاحب یہی گزارش کر رہا ہوں کہ victimization عوامی نمائندوں کی ہو رہی ہے۔ قصور وار کون ہے  
 کیا سلسلہ ہے کہاں یہ loh pole ہے وہ ادھر پر کوئی بات کرنے کو تیار نہیں ہے۔ تو گزارش یہ ہے کہ اس پر آج  
 تک ہم کب سر جوڑ کے بیٹھ گئے۔ چاہے ہم یہ ایوان کے لوگ ہیں چاہے باہر جو notable ہیں ہم نے کس کے  
 ساتھ بیٹھ کے اس کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کیا ہے کہ جی یہ واقعات نہ ہوں۔ تعزیت افسوس مر گئے تعزیت کردی  
 افسوس کیا چوتھے دن سب بھول بھال گیا سب سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب میری تھوڑی دیر پہلے ہوم منسٹر سے بات  
 ہو رہی تھی میں نے کہا جی آج نہ قافلہ چلا اُس کا Chinese کے 44 کنٹینرز آ رہے تھے ساڑھے پانچ گھنٹے تک  
 قلعہ سیف اللہ اور مسلم باغ کے درمیان میں روڈ بند تھی۔ اب وہ آ رہا ہے آ رہا ہے تو اب وہ اچھا ہوم منسٹر سے میں  
 نے پوچھا کہ آپ کو کوئی علم، کہتا ہے کہ مجھے علم ہی نہیں ہے میرے پاس اختیار نہیں ہے۔ PTC کا واقعہ ہوا  
 کمانڈنٹ suspend جی DSP suspend کیا اُس کا کیا، suspension میں اُس کو پوری تنخواہ  
 ملے گی اور آرام سے وہ چھاوونی میں بیٹھ جائے گا۔ تدارک کیا ہے اُس کا سات سو نو سو آدمی پڑے ہوئے ہیں آپ

اُن کو ایک بندوق نہیں دے سکتے۔ اگر تین آدمی گھس کے وہاں موت کا کھیل کھیل رہے تھے اگر اُن کو نظر آرہی ہوتی کہ آگے بھی بندوق والے بیٹھے ہوں وہ کبھی نہ گھستے۔ آپ precautionary motive کے تحت اُن کو کیا، آپ نے اُن کو واپس بلا یا کس پر ذمے داری عائد کی ہے۔ ذمہ داری یہ letter ہے اب اس بندے سے کوئی explanation call بھی نہیں ہوئی ہے۔ چھوٹے level پر کمانڈنٹ فلاں وہ سارے suspend ہو گئے جی۔ گزارش یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ ہم سب کا سانجھا مسئلہ ہے اس میں خالی اپوزیشن اور ٹریڈری پنچر کی کوئی class نہیں ہے یہاں یہ ہم ہمارا غم ہے یہ تعزیت ہماری تعزیت ہے یہ دُکھ ہمارا دُکھ ہے یہ موت ہماری موت ہے۔ اس پر بسم اللہ کریں سی ایم صاحب ہیں، ہوم منسٹر ہیں، IG صاحب ہیں، چیف سیکرٹری صاحب ہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ وہ letter آگے forward کر دیتے ہیں۔ letter سے تو کچھ نہیں ہوگا۔ عملی اقدامات کی ضرورت ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم نے کیا عملی اقدامات ابھی تک ایسے کیے۔ تو میری گزارش ہے کہ ہم کسی پر تنقید نہیں کر رہے۔ ہم مل بیٹھ کے اس مسئلے کا حل چاہتے ہیں ہمارے دل بھی خون کے آنسو رو رہے ہیں آئیں مل کے یہ اس طرف یا اُس طرف کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پورے ایوان کا مسئلہ ہے۔ ہم نمائندگی کر رہے ہیں۔ اب ہماری حالت یہ ہے تھوڑی دیر پہلے میری فنانس سیکرٹری سے بات ہو رہی تھی، ایک ایم پی اے کی حفاظت کے لیے چار لیویز والے دیے ہوئے ہیں۔ اُن کی تین مہینے سے تنخواہیں بند ہیں وہ بھاگ گئے کہ جی اُن کے دوبارہ شناختی کارڈ پیش کرو پتہ نہیں کیا کرو۔ اب آپ کے منتخب نمائندے کو چار آدمی لیویز والے ملے وہ بھی تنخواہ کے بغیر 2 بھاگ جاتے ہیں پھر دوڑوٹھ کے بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم کیوں duty کریں۔ اسی طریقے سے آپ کے سپاہی چوکوں پر مر رہے ہیں آپ نے اُن کو well equipped کیا ہے۔ آپ کی پولیس ہے اس کو آپ صحیح طریقے سے ہتھیار، اختیار دے دیں آپ کو FC کی ضرورت نہیں ہے آپ کو چھاونی کی ضرورت نہیں ہے، آپ کو آرمی کی ضرورت نہیں ہے۔ جو FC میں لوگ ہیں بلوچستان کے وہی لوگ پولیس میں ہیں کیا FC میں جا کے وہ extra ordinary بہادر بن جاتے ہیں؟ یا جو آرمی میں ہیں، وہ اسی پاکستان کے ہیں۔ کیا آرمی والے extra ordinary بہادر اور اُن کا کوئی الگ سلسلہ ہے کہ وہ ساری چیزیں سنبھالیں گے؟ ہمیں اُن کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: conclude کریں۔

سر دار عبدالرحمن کھیتران: ہماری اپنی فورس ہے، قابل فورس ہے شہداء سے بھری ہوئی تاریخ ہے بلوچستان کی پولیس کی جناب اسپیکر صاحب! ہم ان کو صحیح طریقے سے سنبھال لیں ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں

پڑے گی۔ یہ بیچارے، وہ دس فائری ایک ہم لوگ چائنا رائفل بولتے ہیں وہ ہے وہ ایک کارتوس چلاتی ہے، 9 نکال دیتی ہے ویسے پھینک دیتی ہے۔ اب اُس کے ساتھ وہ ایک دہشت گرد جو well occupied ہے well trained وہ کیا لڑے گا۔ جو trained تھے اُن کو ہم نے بے موت مروادیا۔ مورال اُن کا اُن کے والدین کا مورال اس وقت zero پر چلا گیا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم نے اُن کا مورال up کرنا ہے۔ ہم نے اُن کو back up کرنا ہے۔ ہم نے اُن کو incentive دینے ہیں ہم نے اُن کو سہولتیں دینی ہیں۔ تب یہ واقعات بالکل نہیں ہونگے۔ اگر اسی طریقے سے ہم نے اُن کو محکوم رکھا، ہم نے FC پر انحصار کیا، ہم نے آرمی کے کمانڈوز، SSG پر انحصار رکھا، یہ چیز کبھی نہ رکنے والی ہے نہ کوئی اب اسکو روک سکتا ہے۔ سال ڈیڑھ سال یہ حکومت اپنا time گزار جائے گی آگے جو آنے والی جو ہوگی وہ face کرے گی اُس سے آگے آنے والی وہ face کرے گی۔ یہ نہ ختم ہونے والی دہشتگردی ہے۔ اور یہ انٹرنیشنل لیول پر ہے ہم نے اس کو minimise کرنا ہے۔ ہم ختم کا تو دعویٰ ہی نہیں کر سکتے، minimise آپ اس کو کتنا لے جا سکتے ہیں۔ ہوم منسٹر نے بیان دیا کہ جی جتنا نقصان ہونا تھا وہ اُس سے بچ گئے۔ میڈیا نے اس کو اتنا اچھا لاکہ جی یہ پتہ نہیں یہی ہوم منسٹر ساری رات وہاں کھڑا رہا on the spot جہاں یہ سلسلہ ہوا ہے اس کو کسی نے appreciate نہیں کیا۔ کیا اس کی زندگی نہیں تھی؟ وزیر اعلیٰ صاحب فون پر ساری رات بیٹھے رہے کیا اس کا کوئی appreciation نہیں؟ جناب اسپیکر! یہ چیزیں سوچنی والی ہیں ہم نے ان کو minimise کرنا ہے مل کے سانجھا مسئلہ ہے ٹریڈری اور اپوزیشن اس حد تک ایک دوسرے پر لیکن جہاں انسانی زندگی کا سوال آئے گا ہم ایک جان ہیں، ہمارے حضرت یہ تحریک التوا لائے ہیں اس پر قائد حزب اختلاف بیٹھ جائیں، قائد حزب اقتدار بیٹھ جائیں ادھر سے کچھ ساتھی اور ادھر سے کچھ ساتھی بیٹھ جائیں، سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اسکو serious لیں کہ جی ہم نے بلوچستان کے لوگوں کو تحفظ دینا ہے امن دنیا ہے، اب لوہے کے کنٹینر کو تو چھ گھنٹے پروٹوکول قلعہ سیف اللہ سے مسلم باغ کتنا فاصلہ ہے مولانا صاحب دو گھنٹے کا سفر ہے آپ کو اُس میں پانچ پانچ گھنٹے در بدر کرتے ہیں۔ یہاں انسانی جانوں کا سوال ہے، یہاں کچھ نہیں ہے، تو ان کو vip تین تین روٹس لگتے ہیں یہاں ہمارے بچے ہم صبح بھی لاشیں اٹھاتے ہیں شام کو بھی اٹھاتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں۔ thank you very much

جناب چیرمین: thank you جی اس تحریک پر کسی ممبر کو بحث کرنی ہے؟ جی رحیم زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ جناب چیرمین! آج جس تحریک التوا پر بحث ہے۔ اپوزیشن کی جانب سے لائی گئی تھی اور پورے ہاؤس کی جانب سے منظور ہوئی تھی۔ سب سے پہلے میں آپ کے توسط سے اپنے دوستوں کو، میرے خیال میں وقت ایسا آ گیا ہے سب کے سامنے

رکھنا چاہتا ہوں شاید ہم سچ کے ساتھ چل سکتے ہیں اور سچ کے بغیر ہمارا چلنا دشوار ہوگا۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے اسمبلی رولز ہیں، پریس میں آیا ہے، میڈیا میں کہ اپوزیشن کی جانب سے ریکورڈیشن داخل کی گئی ہے اور اُس پر دستخط تھے 9 معزز اراکین کے۔ اور ریکورڈیشن کرنے کیلئے چاہئے 17 ممبران کے دستخط یا تو ہمارے پاس آتے یا کسی اور کے پاس جاتے 17 ممبران کے دستخط مکمل کر کے اخبار میں دیتے تو well and good قانون اور آئین رولز کا جو طریقہ کار ہے آپ کی اسمبلی کے اُس پر جاتے۔ لیکن ایسا ہوا نہیں۔ اور ہماری اپنی اسمبلی کا بھی اجلاس due تھا۔ اور ہم نے ویسے بھی سمری پہلے سے نواب صاحب کو put-up کی تھی، نواب صاحب یہاں تھے نہیں، جیسے ہی وہ آئے، سمری پرسیاں کیا اور اجلاس بلا یا گیا۔ جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے۔ یہ انتہائی دردناک واقعہ تھا ہمارے صوبے کا۔ اور گورنمنٹ کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم لوگوں کو امن و امان دیں۔ کسی بھی سیاسی گورنمنٹ کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ لوگوں کو امن و امان دے۔ اب اس پر میں آتا ہوں کہ یہ صوبہ، جو الیکشن ہوئے کس حالت میں ہوئے یہ ہم سب کو معلوم ہیں۔ اور الیکشن سے پہلے امن و امان کی کیا صورتحال تھی یہ بھی سب کو معلوم ہے۔ اور جو بات میں رکھنا چاہتا ہوں ہم ایک conflict zone میں رہ رہے ہیں اور دہشتگردی ساری دُنیا کا مسئلہ بن گیا ہے۔ اور ہمارا جو یہ علاقہ ہے اسپیشلی پاکستان پھر ہمارے صوبے خصوصاً یہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا، اُس کے hit پر ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے ایسا کیوں ہے؟ ایسا کیوں ہوا؟ یہ سوال تاریخ والوں کے لئے چھوڑتے ہیں کہ ایسا کیوں تھا؟ اور اس میں کس کا ہاتھ تھا؟ اور کن لوگوں نے یہ جرم کیا تھا؟ کون لوگ اُن کو لے آئے تھے۔ کس نے تربیت دی کس نے اُن کو پالا تھا اور کہاں رکھا تھا اور مقاصد کیا تھے یہ بھی تاریخ کا سوال ہے۔ اگر کوئی پڑھنا چاہتا ہے دیکھنا چاہتا ہے، سمجھنا چاہتا ہے، books چھپ گئی ہیں بازار میں بک رہی ہیں اُس کا Author میں نہیں ہوں یہ اسمبلی کا شخص نہیں جنہوں نے یہ کیا جنہوں نے یہ books چھپا پی ہیں۔ جنہوں نے یہ سب کچھ کیا وہ اپنی جگہ۔ میں آتا ہوں اس پر کہ یہ جو واقعہ ہوا اس سے پہلے آپ کے صوبے کی جو صورتحال تھی، میں صرف دوستوں سے، اگر ہم realist بن کر بات کرتے ہیں تو well and good۔ دوستوں کے پاس یہ جو تحریک التوا ہے اس کی مطلوبہ تعداد اُن کے ساتھ نہیں تھی۔ ہم نے منظور کیا۔ ہم debate کرنا چاہتے ہیں۔ ہم جمہوری لوگ ہیں اور جمہوریت کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ جمہوریت میں پاکستان کی بقا ہے اور سب دوستوں کو معلوم ہے یہاں جو ہمارے دوست بیٹھے ہیں، وہ اس بات میں ہمارے ساتھ ایک page پر ہیں کہ جمہوریت۔ اب جمہوریت میں جمہوریت کے خلاف سازشیں، کھلاڑی اور مداری سب کے سامنے ہیں اور کس طریقے سے یہ سازشیں جاری ہیں۔ اور کس طریقے سے

آپ کی جمہوریت کو لپیٹنا چاہتے ہیں۔ ہم سب اس کے گواہ ہیں اور ایک page پر ہیں۔ اور میں دوستوں کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اُن کی لیڈرشپ نے ان سوال پر اپوزیشن میں ہوتے یہ role ادا کیا ہے۔ یہ سب کے لئے قابل تحسین ہے، میں اُن کو داد تحسین دیتا ہوں آفرین دیتا ہوں کہ پاکستان میں یہ سوچ پختہ ہوتی جا رہی ہے۔ اور جمہوریت کے خلاف کوئی بھی سازش کوئی بھی پارٹی وہ جہاں سے بھی ہو، سب نے مل کر اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ یہ یہاں تک ہے پھر اس کے بعد جناب چیئرمین! واقعہ ہوا۔ اس واقعہ سے پہلے جو گورنمنٹ بنی، میں دعوے سے آپ کے سامنے کہتا ہوں رکھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہوا۔ کہ فلاں روڈ کھل گئی فلاں روڈ پر ہم امن سے سفر کر رہے ہیں۔ یہ جو کام تھا یہ کریمنل کر رہے تھے۔ اُن کریمنل کو کنٹرول کرنا، اُن پولیس سے، اُن ایجنسیوں سے ہم نے اُنکو کنٹرول کرایا جو ہم سے پہلے demoralize تھے۔ آپ کی پولیس بالکل moral کھو چکی تھی۔ اور خوف و حشت اور دہشت کے اس عالم میں پھر کس طریقے سے ہم نے بحال کروایا ہے۔ اور کتنا بحال کروایا ہے؟ یہ ساری دُنیا کے سامنے ہے۔ اُس رات سرفراز صاحب سے ایک بجے میرا فون پر اُنکے ساتھ رابطہ ہوا وہ سنٹر کے اندر موجود تھے۔ اور میں نے اُن سے کہا کہ میں بھی آپ کے پاس آجاتا ہوں۔ اور CM ساری رات جاگ رہا تھا۔ تو ایسا نہیں ہے کہ ہمیں اس کا دکھ نہیں درد نہیں ہے اس کی تکلیف نہیں ہے یا یہ ہمارے لوگ نہیں تھے۔ وہ پاکستانی بھی تھے وہ بلوچستانی بھی تھے۔ اور واقعاً ہم نے فورس کے طور پر اُن کو تیار کرنا تھا۔ اور اُن کو ٹریننگ دینی تھی اور ٹریننگ بھی اُن کو دی گئی۔ اور جو lapses آئے ہیں یہاں رکھنا چاہتا ہوں اُن lapses پر باقاعدہ کارروائی ہوگی انکو آئری ہوگی جس بھی عدالت جس بھی کورٹ سے جس بھی ادارے سے، جس بھی ایجنسی سے کروانا چاہتے ہیں بالکل ہم تیار ہیں گورنمنٹ کے طور پر۔ انکو آئری ہو اگر ایسی کوئی چیز ہے، غفلت، کوتاہی، نظر اندازی اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے۔ کسی ارادے کی اگر ثابت ہو جاتی ہے اُس کی کیا سزا ہوتی ہے پھر اُن لوگوں کو جو ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے انکو سزا ملے گی۔ ایسا نہیں ہوگا لیکن بات یہ ہے کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کا ہم سب کو واقعاً دکھ، درد اور تکلیف بھی ہے۔ مشکل میں بھی ہیں۔ یہ واقعہ اور وکلاء والا واقعہ دونوں اور اس کے علاوہ دوسرے جو چھوٹے چھوٹے واقعات تھے سیٹلائٹ ٹاؤن میں پولیس والوں پر جو حملہ ہوا یہ سارے آپ کے صوبے کے لوگ تھے۔ اور اُن سب کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے یا جو کچھ ہوتا چلا آیا ہے۔ میں صرف اتنا رکھ سکتا ہوں اپنے دوستوں کے سامنے کہ ہم اس سے انکاری نہیں ہیں اور ہم بھاگے ہوئے نہیں ہیں۔ ہم میدان میں ہیں اور اپنی فورسز کے ساتھ آپ کی اس گورنمنٹ کی اُن کو مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔ ہم سپورٹ کر رہے ہیں اگر کوئی کہتا ہے کہ نواب صاحب وہاں جا کر فائرنگ کریں نواب صاحب کا یہ کام نہیں ہے۔ آئی جی صاحب اور اُن کی

ٹیم کا، آئی جی ایف سی صاحب ان کے سپاہیوں کا اور اسی طریقے سے آرمی کے جتنے بھی دوست ہیں یہ ان کا کام ہے یہ آپ ان سے قائم کریں گے۔ اب جب ان سے امن قائم کر چکے تھے۔ اُس دن یہ پروپیگنڈہ ہو رہا تھا کہ اس میں صوبائی حکومت کا کیا کردار ہے یہ کام تو فورسز نے کیا ہے اور جب ناکامی آ جاتی ہے، اب جب اس قسم کی lapses آ جاتی ہیں یا کوئی واقعہ ہو جاتا ہے پھر کہتے ہیں کہ صوبائی حکومت ذمہ دار ہے۔ کسی کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ سب کے ساتھ تعلق ہے تعلق ہونا چاہئے جو پہلے ہوا ہے جو کنٹرول سسٹم ہے جو باتیں کی گئی ہیں جو رکھی گئی ہیں صوبائی حکومت کی ہدایت پر۔ وزیر اعلیٰ اُس کے ہیڈ ہے اور وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر صوبائی کابینہ کی ہدایت پر ہم جو coalition partner ہیں ہم سب اس میں شریک ہیں اگر کوئی ذمہ داری ہے ہم لینے کیلئے تیار ہیں یہ کسی کے گلے نہیں ڈالتے ہیں کہ یہ ذمہ داری فلاں کے گلے میں ڈال دو۔ اگر کوئی باہر کی ایجنسی اسمیں involved ہے اُس ایجنسی کا بھی جواب دینا ہمارا کام ہے گورنمنٹ کا کام ہے۔ یہ بھی ہم کسی کو طعنہ نہیں دیتے ہیں کہ یہ فلاں نے کیا ہے یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ کہ جو بھی کام ہوا ہے جس طریقے سے ہوا ہے ہماری ذمہ داری ہے ہم اس کو کنٹرول کریں اُس کو ٹھیک کریں۔ میں صرف اس پر وہ کرنا چاہتا ہوں کہ اتنی سی جو باتیں ہیں، جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ تو وہ اس طریقے سے ہیں پھر اُس کے علاوہ جناب چیئرمین! انکوائری کی بات میں نے دو لفظوں میں کہہ دی، انکوائری جس لیول کی ہوگی، ہم انکوائری کرنے کے لئے تیار ہیں، بالکل انکوائری ہو، ہم ذمہ داری لینے کیلئے تیار ہیں۔ کیا ہوا ہے، کس طریقے سے ہوا ہے، کس نے کیا ہے؟ وہ اپنی جگہ پر۔ لیکن پھر اس کے علاوہ یہ جو تجویز ہے، اپوزیشن لیڈر مولانا واسع صاحب کی کہ ان کیمرہ سیشن ہو، بالکل ہو۔ میں اُس کو اپنے آپ سے علیحدہ نہیں سمجھتا۔ یہ ہماری ایوان ہے ہم جمہوری لوگ ہیں جو کچھ ہمارے پاس معلومات ہیں جو معلومات مجھے دی جاتی ہیں وہ مولانا واسع صاحب کو، زمر کو ہوں، تمام اپوزیشن کو ہوں اور اس میں یہ چیزیں debate کرنا چاہتے ہیں۔ اُس کی debate بھی ہو۔ اور جو input وہ دینا چاہتے ہیں وہ دیں۔ اور جو کچھ ہم سے لینا چاہتے ہیں وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں کوئی ایسی وہ نہیں ہے اس کے علاوہ جناب اسپیکر! ہم اُس ادارے میں بیٹھے ہیں جس کو مقننہ کہا جاتا ہے۔ پاکستان کے آئین میں پہلی حیثیت مقننہ کو حاصل ہے دوسری حیثیت عدلیہ کو اور تیسری حیثیت انتظامیہ کو حاصل ہے۔ ان تین pillars پر آئین پاکستان ہے۔ اب میڈیا کو بھی لوگ ڈالتے ہیں۔ ڈالتے ہیں نہیں ڈالتے ہیں وہ اپنی جگہ پر لیکن آپ کی State کے pillars ہیں۔ اب مقننہ کو کوئی بھی شخص کسی بھی طریقے سے اگر بے حیثیت بنانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اداروں کی ٹکراؤ کی طرف لینے جانے کی کوشش ہوگی۔ میں اُس کو یہ سمجھوں گا۔ ہر ادارہ مثال کے طور پر

کوئی کیس عدالت کے پاس چلا جاتا ہے انتظامی امور کے حوالے سے ہو، جس بھی حوالے سے ہو۔ وہ ہمیں recommend کر سکتا ہے، صوبائی حکومت کو اُس کی recommendation کی جاسکتی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 130, 129 یہ آپ کی کاہنہ کے بارے میں، یہ آپ کے وزیر اعلیٰ کے بارے میں ہیں۔ اُن کے اختیارات کے بارے میں ہے۔ یہ ایگزیکٹو اختیارات ہمیں حاصل ہیں۔ یہ اس حکومت کو حاصل ہیں۔ اور یہ آئین پاکستان ہمیں فراہم کرتا ہے۔ اور اس آئین پاکستان کی پابندی، اس آئین پاکستان پر عملدرآمد، سب کی ذمہ داری ہے۔ ہمارے اختیارات میں مداخلت، کسی بھی ادارے کی، کسی بھی ایجنسی کی جانب سے ہو ہم اسکی مذمت کریں گے۔ اور تمام دوستوں سے کہیں گے کہ اس میں ہمارے ساتھ دو یہ جمہوریت کے فروغ کے لئے، یہ فیڈریشن کو مستحکم کرنے کیلئے ہیں اور یہ فیڈریشن اور جمہوریت کو آگے لے جانے کیلئے ہیں، اس پر ہمیں سوچنا ہوگا۔ اس پر ہم دوستوں سے معاونت بھی چاہتے ہیں۔ اور دوستوں سے یہ request کرنا چاہتے ہیں کہ ایسی چیزوں میں جیسے کہ آپ کر رہے ہیں ملکی سطح پر آپ کی پارٹیاں، آپ کی لیڈرشپ، اُس میں آپ کی معاونت چاہئے۔ اور جہاں جہاں خرابی ہے most welcome ہم خندہ پیشانی سے، جو ہماری کمزوریاں ہیں۔ جمہوریت اور آمریت میں فرق کیا ہے؟ فرق صرف یہ ہے کہ یہاں جوابدہی کا ایک سسٹم ہے۔ وہاں جوابدہی کا سسٹم نہیں ہوتا۔ فرد واحد اپنے اختیارات جس طریقے سے استعمال کرتا وہ کسی بھی ادارے کے سامنے جوابدہ نہیں ہے۔ اتنا سا فرق ہے۔ اب جب میں مولانا واسع کے لئے جوابدہ نہیں ہوں پھر تو میں بھی آمر بن جاؤں گا۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جمہوریت کے جو فوائد ہیں جمہوریت کی جو روایات ہیں۔ ایک اور بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جمہوریت کے خلاف جو سازشیں ہیں۔ اور کہتے یہ ہیں کہ سابق آمری چیف نے کہا کہ پاکستان کے لئے جمہوریت سوٹ نہیں کرتا آمریت کا ہونا چاہئے۔ مہینہ ڈیڑھ پہلے بھی اُس نے کہا۔ آئین پاکستان کے تحت یہ قابل گرفت عمل ہے۔ اُسکو کسی بھی صورت میں نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔ وہ جو باہر گیا ہے اُس نے یہاں آمریت کی، اُس نے کورٹ کا مذاق اڑایا تھا، اُس نے عوام کے اختیارات کا مذاق اڑایا تھا، اُس نے جمہوریت کا مذاق اڑایا تھا۔ اُنہوں نے ہمارے اختیارات کو چیلنج کیا تھا۔ اور آپ کے آئین پاکستان کی پہلی شق میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت عوام کے ووٹ سے بنے گی۔ جو بھی حکومت فارم ہوگی یہ آئین پاکستان کا پہلا فقرہ ہے کہ عوام کے ووٹ سے بنے گی۔ اب عوام کے ووٹ کو کس نے چیلنج کیا تھا۔ وہ آج بھی ایسا ہی پھر رہا ہے۔ خیر وہ اپنی جگہ پر۔ میں اب اس پر آتا ہوں کہ جمہوریت اور آمریت میں جو فرق ہے اُس کو اور اداروں کے درمیان، تمام اداروں سے میری request یہ

ہے۔ عدلیہ سے بھی یہ ہے اور دیگر جو ادارے ہیں سب سے request یہ ہے کہ اگر ہم جمہوریت پر عمل کریں گے جمہوریت کو مضبوط کریں گے یہ پاکستان کے فائدے کی بات ہوگی۔ اور دوستوں سے ہمارا گلہ یہ ہے کہ جمہوریت کی مضبوطی میں ہمارے ساتھ دو۔ باقی چیزیں ہمارے اور آپ کے درمیان چلتی رہیں گی۔ لیکن جمہوریت کی مضبوطی میں اگر آپ ہمارے ساتھ ہوں گے تب، اور میں ایک مرتبہ پھر مشکور ہوں اُن تمام سیاسی جمہوری پارٹیوں کا کہ گزری ہوئی 2 تاریخ کو جو ڈرامہ رچایا جانا تھا اسلام آباد میں، وہ عوام کی طاقت سے سیاسی اور جمہوری پارٹیوں نے اُس کو پھر پسپائی پر مجبور کیا ہے۔ یہ کریڈٹ ہے پاکستان کے جمہوری لوگوں کا۔ اور جہاں تک ہماری جمہوریت کی بات ہے۔ اب تک امریکہ جمہوریت مکمل نہیں ہے جس کو شاید ساڑھے تین سو سال ہو گئے ہیں برطانیہ کا شاید اس سے بھی زیادہ عرصہ ہوا ہے۔ تو وہاں جو جمہوریت ہے وہ بھی آج تک مکمل نہیں ہے۔ اب میں یہاں جو کھڑا ہوں نواب صاحب جو یہاں بیٹھے ہیں یا دوست یہاں بیٹھے ہیں۔ اُن کی جمہوریت کتنی complete ہوگی اُس میں کتنی خامیاں ہوں گی۔ اور جو لنگڑی ہماری جمہوریت ہے اُس پر بھی صبح و شام حملے ہیں اور ہم دفاع میں لگے ہوئے ہیں۔ تو ان چیزوں کو سامنے رکھ کر میں کہنا یہ چاہتا ہوں ہم سب کی ذمہ داری اس ایوان کی ذمہ داری ہے۔ اور دوسرا جو ڈرامہ اُس وقت چل رہا تھا، یہ واحد اسمبلی تھی اس ملک کی کہ چار پانچ مرتبہ اُس ڈرامے کے خلاف یہاں قراردادیں لائی گئیں اور پاس کی گئیں۔ اور جمہوریت کے دفاع پر ہم سب ایک page پر تھے۔ میں اپنے دوستوں سے جو بیٹھے ہیں جہاں بھی بیٹھے ہیں اُن کو شاباش دیتا ہوں، آفرین دیتا ہوں۔ احسان بھی مانتا ہوں۔ اُنہوں نے ہم پر اور جمہوریت پر احسان کیا ہے۔ اپوزیشن میں جا کے جو کہنا ہے کہہ دو، نہیں۔ اپوزیشن میں ہوتے ہوئے اُنہوں نے جمہوریت کے ساتھ نبھایا ہے۔ اُنہوں نے جمہوریت کا دفاع کیا ہے۔ اُنہوں نے جمہوری قوتوں کا دفاع کیا ہے۔ میں اُن کو داد دیتا ہوں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: جناب چیئرمین! اسلام آباد میں ناچ و گانے بھی ہو رہے ہیں، وہاں زندگی معمول پر جا رہی ہے۔ اسلام آباد ہو پنجاب ہو ادھر تو خیر خیریت ہے۔ ہمیں بلوچستان کا فکر ہے سیکورٹی lapse ہو رہی ہے۔ امن و امان کی بات کرنی ہے یہاں کی بات کریں۔ ادھر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم یہاں تنگ ہو جاتے ہیں اسلام آباد جاتے ہیں۔ ادھر چار پانچ دن گزارنے کے لئے۔ ادھر پچاس ہزار کا جلسہ ہو رہا ہے۔ وہاں ایک ایک مہینے دھرنے دیتے ہیں۔ پھر بھی کچھ نہیں ہوتا ایک پٹا خا بھی نہیں پھٹتا ہے۔ یہاں کی بات کرو جمہوریت کو کیا کرنا ہے۔ جو ہم تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ ہمارے بچے اڑ رہے ہیں یہاں ہمیں شہداء مل رہے ہیں۔ ہم نے کیا کرنا ہے اس جمہوریت کو۔ ادھر کچھ بھی نہیں وہاں خیر خیریت ہے ادھر کیا کبھی پٹا خا پھٹا ہے اُس کو چھوڑ دو۔ آپ

نے ٹی وی پر دیکھا ہوگا وہاں ناچ گانے ہو رہے ہیں ڈھول بج رہے ہیں ڈانس ہو رہے ہیں۔  
جناب چیئر مین: زیارتوال صاحب کو اُنکی بات مکمل کرنے دیں۔

وزیر تعلیم: زمرک صاحب! یہاں کی بات کر رہا ہوں۔ پچاس ہزار کی بات نہ کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: رحیم صاحب! آپ ہمیشہ قانون کی بات کرتے ہیں۔ جب چیئر مین آف

پینل کا اعلان ہوا تھا اُس میں top پر مجید خان تھا۔ آج آپ آئے ہیں کیوں آئے ہیں؟

وزیر تعلیم: میں آچکوتا ہوں۔ یہاں جو زبان استعمال ہوگی وہ پارلیمانی ہوگی۔ میں پارلیمانی زبان

میں بات کروں گا۔ اور ذمہ دار آدمی کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔ وہاں پچاس ہزار کا کوئی جلسہ نہیں ہوا ہے۔

پانچ ہزار کرسیاں تھیں اگر آپ اُسکو بڑھانا چاہتے ہیں تو let them.

انجینئر زمرک خان اچکزئی: زیارتوال صاحب! میں اُسکو بڑھانا نہیں چاہتا۔ صرف آپ ایک چیز کا اور

جواب دے دیں آپ قانون کو جانتے ہیں اسمبلی رولز کو بھی جانتے ہیں۔ آپ پہلے اجلاس میں تھے؟

وزیر تعلیم: بالکل تھا۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: چیئر مین آف پینل میں top پر کس کا اعلان ہوا تھا۔ مجید خان ہوا تھا۔ پھر یہ

change کیوں ہوا؟ یہاں پر اعلان ہوتا ہے یہاں اسکا جواب دیں۔

وزیر تعلیم: جواب آپ کو مل جائیگا۔ یہ آپ اسمبلی اسٹاف کے بارے میں پوچھنا چاہ رہے ہیں۔ مجھے نہیں

پتہ ہے کہ مجید خان اُس وقت آئے تھے، نہیں آئے تھے، جو اُنکو بریفنگ دی گئی تھی یا بریفنگ دی گئی ہے، بریف

کرنا پڑتا ہے۔ تو وہ اپنا جواب خود دے دیں گے اسمبلی اسٹاف کے حوالے سے۔ آپ اُن کے چیئر مین رولز کے

حوالے سے اُن سے پوچھ سکتے ہیں۔ رولز کا مجھے پتہ ہے۔ یہ بات آپ چیئر مین اسپیکر صاحبہ سے پوچھ سکتے ہیں

زیارتوال سے نہیں۔ اسمبلی اسٹاف کے حوالے سے یہ آپ کے رولز ہیں۔

جناب چیئر مین: اسپیکر صاحبہ کی یہ تحریری طور پر اس پر یہ ہے کہ مجید خان اُس وقت speech کر رہے

تھے۔ اس لئے اسپیکر صاحبہ نے یہ decision لیا۔

وزیر تعلیم: ایک اور بات کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس چھاؤنی میں بیٹھی ہوئی ہے۔

پولیس لائن چونکہ چھاؤنی میں ہے۔ اس کے علاوہ دوستوں نے بات رکھی ہے کہ وہاں راستہ بند کیا تھا۔ اور

سی پیک کی گاڑیاں چائنا سے آرہی ہیں۔ یہ تو ہمارے لئے خوشی کی بات ہے۔ ہم سب بشمول مجھ یہ کہہ رہے تھے

کہ ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے۔ اب اگر وہاں سے پہلی کانوائے وہاں سے چلتی ہے اور مغربی روٹ سے چلتی ہے تو

ہم سب کو اس پر خوش ہونا چاہئے۔ یہ تو تسلیم ہونا پڑا جس نے بھی کیا ہے کہ مغربی روٹ سب سے موزوں روٹ ہے شارٹ اور فائدہ مند روٹ ہے۔ اور ہم سب کا مطالبہ ہے کہ اس روٹ پر ہو اور پہلی جو کانوائے آرہی ہے وہ مغربی روٹ سے آرہی ہے۔ باقی جو جہاں بنانا چاہتے ہیں، وہ بنائیں اپنی جگہ پر۔ لیکن بات یہ ہے کہ توجہ کی ضرورت ہے کہ مغربی روٹ اُن کیلئے بھی سب سے اہم ترین روٹ ہے۔ چائنا کیلئے بھی اور گوادر ٹوکاشغرا سکا جو قدرتی راستہ ہے وہ یہی ہے۔ اس پہ ہمیں خوش ہونا چاہئے باقی لاء اینڈ آرڈر کی جو صورت حال ہے یقینی بات ہے کہ اگر کیا ہوگا تو اس نکتہ نظر سے کیا ہوگا۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ ہمیشہ کے لئے اس طریقے سے ہوگا پہلی مرتبہ جب وہ آرہے ہیں تو ان کو سیکورٹی دینا ہوگی۔ ہمیں زیادہ پتہ نہیں یہاں دوستوں نے اس مسئلے کو اٹھایا۔ اُس کو بھی دیکھ لیں گے کہ کتنی فورس تھی کیا تھا کیا نہیں تھا۔ لیکن ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم نے یہ کام کرنا ہے۔ توسی پیک، اُسکا مغربی روٹ اور natural, shortest اور اس کا sub-corridor جو وسط ایشیا اور افغانستان سے ہو کے جاتے ہیں، ایران وسط ایشیا۔ اُس میں افغانستان کو ایران کو سب کو حصہ دار بنا کے یہ پورے خطے کیلئے ایک معنی میں وہ ہے۔ تو یہ جو چیزیں ہیں یہ اس طریقے سے ہیں۔ اب وہ اگر مغربی روٹ پر چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر مشرقی روٹ پر چلنا شروع کرتے ہیں تو چیخنا چلانا ہوتا ہے۔ تو چیزوں کو دیکھ کر سمجھ کر سامنے رکھیں ہم وہ لوگ ہیں یہاں جو بیٹھے ہیں اور آپکا پورا صوبہ ایک کروڑ کی یا اسی لاکھ کی آبادی ہے۔ جو بھی آبادی اُن سب کی توقعات ہم دوستوں سے ہیں۔ اپوزیشن میں ہو یا حکومت میں ہو ہم سب پر ذمہ داری ہے اور ہم سب کو یہ ذمہ داری نبھانا ہوگی۔ اور ہماری جو انٹریسٹ ہے۔ صوبے کے حوالے سے، اُس انٹریسٹ کے حوالے سے میں ایک دن بھی مولانا واسع صاحب زمرک صاحب، سردار صاحب کو معاذ اللہ صاحب کو ایک منٹ کے لئے بھی نظر انداز نہیں کروں گا۔ یہ ہمارے اسمبلی ممبران ہیں ان کی اپنی حیثیت ہے۔ اور ہم ایک ساتھ چل کے شاید غریب لوگ ہیں، کمزور لوگ ہیں، بات سننے والے نہیں، اگر ہم کچھ حاصل کر سکتے ہیں تو ان کے ذریعے سے ہم سب مل کے حاصل کرنے کیلئے request کرینگے ہر وقت کرینگے اور اُس کو آگے لے جائیں گے۔ تو ان چیزوں میں خصوصاً سیاسی معاملات یا انتظامی معاملات میں یا ڈیپارٹمنٹل اُس میں اگر کہیں پر lapse آ جاتا ہے اگر کوئی تنقید آتا ہے اُس کے لئے ہم تیار ہیں۔ البتہ جو واقعہ ہو یا واقعات ہوئے ہیں وہ افسوسناک ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کریمنٹل کا ہم نے قلع قمع کر دیا ہے۔ اور وہ بات جو انہوں نے رکھی ہے کہ وہ فقرہ نکال کے لوگ انخواہور ہے ہیں۔ وہ میں نے اس بنیاد پر نہیں کیا کہ انخواہ بالکل نہیں ہے بلکہ سب کچھ ہوگا۔ وہ صرف یہ تھا کہ آپ جو تحریک التوالا تے ہیں کسی خاص واقعے پر۔ تو وہ اُسکے حوالے سے تھی اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا اور کوئی

ارادہ میرا نہیں تھا میں صرف دوستوں کو بتانا چاہ رہا تھا تو کہنے کا مقصد یہ کہ یہ چیزیں اس طریقے سے ہیں۔ اور اس میں جو تحریک التوادوستوں کی جانب سے آئی ہے۔ یہ تحریک التوا اہمیت کی حامل ہے اور تمام دوستوں نے اس پر رائے بھی دی ہے۔ اور اُس رائے میں جن کی جو بھی معلومات تھیں، جس طریقے سے تھیں وہ ایوان کے ساتھ شیئر کیا ہے۔ اور یہ اس ایوان کا اس اجلاس کا حصہ بن گیا ہے، history کا حصہ بن گیا ہے۔ اور آگے چل کے انشاء اللہ و تعالیٰ اہم کوشش کریں گے جو لوگ آئے ہیں پتہ نہیں ٹیلیوژن پر یہ بیٹیاں چلی ہیں۔ اب اُس کا پوچھنا پڑے گا نواب صاحب ابھی آگئے ہیں کہ کس کی طرف سے یہ انفارمیشن ہے۔ اور وہ انفارمیشن نواب صاحب سے میں آج ملا نہیں ہوں اگر وہ انفارمیشن وہ شیئر کرتے شاید وہ خود آپ دوستوں کو ایوان کو بتادیں گے کہ وہ انفارمیشن کہاں سے آئی تھی کس ایجنسی کی تھی۔ اور کس طریقے سے ہم اس کو counter کریں گے اس پر ہم کام کریں گے۔ thank you very much۔

جناب چیئرمین: میرا خیال تحریک التوا کو نمٹانے کے پھر point of order پر بعد میں آتے ہیں۔ جی۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): پوائنٹ آف آرڈر پر میں بولتا ہوں پھر بعد میں نواب صاحب اور ہوم منسٹر صاحب وہ کر لیتے ہیں۔ میرے خیال میں زیارتی نواب صاحب نے جو بات کی تو خوشی ہے کہ قافلہ ادھر سے گزر جائے۔ اس طرح نہ ہو کہ وہ سارے خود کش، دہشتگرد وغیرہ انکے پیچھے ایسے لگے ہوئے ہیں وہ ہمارے کھاتے میں آجائیں اور وہ ادھر جائیں سی پیک۔ تو اگر خوشی بھی ہماری راستے سے آئیگی تو پھر ہم بھی خوش ہیں۔ دوسری بات میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ امتحان والا معاملہ میرے خیال میں سی ایم صاحب کل بھی ہم نے بات کی۔ آج بھی تمام ممبروں نے بات کی لیکن اب یہ واضح نہیں ہوا ہے کہ کونسا امتحان انہوں نے مؤخر کر دیا نہیں کر دیا کیا کر دیا۔ اس پر سی ایم صاحب کا واضح اعلان چاہیے کہ سی ایم صاحب اعلان کر لے تاکہ بچوں کے اندر یہ تشویش ختم ہو جائے۔ یونیورسٹی والا اور پبلک سروس کمیشن والا اور دوسری گزارش یہ ہے میں وزیر تعلیم صاحب سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ریڈیٹیشنل کالجز جو ہیں یہ سارے بند ہیں اور یہ ہمارے بہترین ادارے بھی ہیں اور خاص کر جو لورائی ہمارے سب سے بہتر ادارہ ہے اور وہ بھی بند ہے اور ان کے کچھ مسائل ہیں اب تک اس پر غور نہیں ہو رہا میرے خیال میں ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے ان کو بجٹ مل جاتا ہے صرف گرانٹ کی بجائے اگر ہم ترمیم کر کے اس کو باقاعدہ کے لفظ آئیں ہم ترمیم کر کے پھر مسئلہ حل ہو جاتا ہے کیوں ہمارے ایسے مایہ ناز اداروں کو بند کرنے میں میرے خیال ویسے بھی ہماری تعلیمی پسماندگی پہلے سے بہت ہے اگر یہ بھی بند ہوں تو ہمارے لئے ادھر رہے گا کیا، یہ دو باتیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی زمرک خان!

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اسپیکر صاحب! ایک چیز اگر آپ نوٹ کر لیں۔ وہ پالیسی بھی انہوں نے بند کر دی ایک ہی گریڈ میں وہاں کے اساتذہ پندرہ پندرہ، بیس بیس سال سے وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر پھر بھی کوئی تمام کالجوں کو مل رہا صرف انکو نہیں مل رہا ہے اور اس کے باوجود وہ کہتے ہیں اگر ہمیں ٹائم اسکیل بھی دیا جائے تو ٹائم سے یہ ہوتا ہے کہ انکی پروموشن ہو جائے لیکن تنخواہ انکو ملے۔ لیکن باقی جب وہ سیٹیں خالی ہونگی تو وہ پروموٹ ہوتے رہیں گے۔ اور یہ جو بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ سال میں دو دفعہ ہوتی ہے۔۔۔

قائد ایوان: نہیں نہیں زمرک خان! یہ ابھی اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ نے اسمبلی میں اسکو اٹھا لیا۔ مولانا صاحب اور آپ لوگ آجائیں منسٹر ایجوکیشن کو میں بلاتا ہوں آفس میں بیٹھ کے اس پر ہم تفصیلی بات کرتے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: وہ اسٹرائیک پر ہیں بہت پریشان ہیں۔

جناب چیئرمین: زمرک خان! یہ بہتر طریقہ ہے، جنو اب صاحب آپ لوگوں کو کہہ رہے ہیں۔ وزیر تعلیم: کل ہم ان کو تحریری طور پر دیدیں گے۔ پبلک سروس کمیشن کے جو امتحان ہیں، وہ 10 دسمبر کے بعد جو یونیورسٹی کے امتحان ختم ہو جاتے ہیں، اُسکے بعد schedule ہوگا۔ جو date sheet جاری کیا ہے وہ cancel ہوگا اور نیا شیڈول ہوگا۔ اور جو بات زمرک صاحب کہہ رہے ہیں میں ان دوستوں سے ملا ہوں۔ ہم نے سمری move کی ہے۔ 75% جو انکو مل رہے تھے ہم نے منجمد نہیں کیا ہے۔ آپ کے لوگوں کے دور میں وہ منجمد ہوا ہے ہم اُسکو دوبارہ دے رہے ہیں سمری put up کی ہے۔ آج نواب صاحب آپ کے پاس پہنچ جائیگی۔ اور دوستوں سے request یہ کی تھی کہ یہ ہاسٹل جب آپ بند کریں گے تو بچے گھروں کو چلے جائیں گے۔ آپ انکو زحمت نہ دیں اور امتحان کے دن ان پر آ رہے ہیں آپ لوگ بند نہ کریں ہم اس پر لگے ہوئے ہیں نواب صاحب نہیں تھے۔ تو وہ کل تک انشاء اللہ و تعالیٰ اس کو کروا دیں گے۔ وہ بھی ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے انشاء اللہ وہ بھی ہو جائیگی۔ شکر یہ۔

جناب چیئرمین: The Floor is with Sarfraz Bugti Sahib- جی نواب صاحب!

قائد ایوان: میں ایک چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں مولانا صاحب! ادھر ہیں بہت سارا آج میں نے مواد منگوایا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ لوگ وہ کریں تو ان کیمرہ میں آپ لوگوں کو وہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہاں سے میں چاہتا ہوں وہ نہیں ہو لیکن آپ دیکھیں گے یہ سارا میں لے کے آیا ہوں کہ ہم نے

کیا کیا ہے کس کس دہشتگرد کو جو گھنے کی کوشش کرتے ہیں، کن کن کو ہم نے پکڑا ہے، کن کن کو ہم نے مارا ہے، کن کن کو ہم نے کیفر کردار تک پہنچایا ہے کہاں کہاں ہیں پوری تفصیل میں لے کے آیا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کو ان کیمرہ اگر آپ لوگ بیٹھیں تو میں تسلی کیساتھ آپ لوگوں کو بتا دوں۔ ٹھیک ہے؟ باقی ہوم منسٹر آپ سے وہ کر دیں گے۔ یہ آپ کو بتا دوں کہ ہم ذمہ دار لوگ ہیں اس august House کی وجہ سے جو کچھ بھی ہے ہمارا سب سے مقدس ایوان یہ ہے اس میں ہم، میں جیسے آپ کو بتا رہا ہوں ہم سب جو بھی مسئلے مسائل ہونگے انکو مل بیٹھ کر ہم کوشش کریں گے حل کرنے کی۔ اور یہ جو مسئلے ہو رہے ہیں ایک تو واقعات ہوئے ہیں بڑے افسوسناک واقعات ہیں۔ کوئی نہیں چاہتا ہے ہم بھی نہیں چاہتے ہیں۔ کونسا بد بخت چاہے گا کہ میری گورنمنٹ میں میرے بچے مارے جائیں لیکن ہم آ پکو جب ان کیمرہ بریفنگ دیں گے ہم آپ کو بتائیں گے کہ ان پر کتنا ہمارے اوپر پریش ہے اور کس طرح ہم وہ کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو کہاں پکڑ رہے ہیں کس طرح ہم ان کیساتھ لڑ رہے ہیں ہم نے بھی آنکھیں بند نہیں کی ہوئی ہیں ہم ان کے ساتھ وہ کر رہے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو 8 اگست کا سانحہ ہے اس پر کمیشن بیٹھا ہوا ہے جناب جسٹس قاضی فائز عیسیٰ صاحب کی سربراہی میں ان کی جو سفارشات ہونگی۔ ہم نے اپنی تین کمیٹیاں اس پر بنائی ہوئی ہیں۔ جو بھی رپورٹ آئیگی پی ٹی سی کے حوالے سے، میں اس august House کے حوالے سے آپ کو بتانا چاہتا ہوں فلور آف دی ہاؤس پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو بھی ذمہ دار ہونگے چاہیے جو بھی ہوں ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ باقی یہ پھر میں آپ کو تفصیلاً ان کیمرہ بریفنگ دوں گا اور اس کا جلدی سے میرا صاحب! آپ kindly اس کا اگر انتظام کروادیں۔

میرسرفراز احمد گئی (وزیر داخلہ و قبائلی امور و جیل خانہ جات): میری تو یہ suggestion ہے آپ کی اجازت سے اور اسپیکر صاحب کی اجازت سے کہ تمام ممبرز ادھر ہیں ہم ابھی آپ کے چیئرمین آتے ہیں اگر irrelevant لوگ باہر نکال دیتے ہیں آپ ساری تفصیل بتادیں۔

قائد ایوان: نہیں، آنا چاہیے اُس میں۔ ہوم سیکرٹری ہونا چاہیے۔ اُس میں آئی جی کو ہونا چاہیے۔ چیف سیکرٹری کو ہونا چاہیے۔ یہ جو لوگ ہیں وہ سب ہونا چاہیے۔ کوئی اور date رکھ لیں۔ وزیر داخلہ و قبائلی امور و جیل خانہ جات: ٹھیک ہے سر! کوئی اور date رکھ دیں گے۔ جناب چیئرمین: کوئی مناسب ایک date ہو ان کیمرہ بریفنگ کیلئے۔

مولانا عبدالواسع: کیونکہ یہ سیکورٹی کی بنیاد پر، ظاہر بات ہے کہ ہمارا مطالبہ یہی تھا کیونکہ پہلے بھی ہم نے یہ مطالبہ کیا ہوا تھا کہ ہم نے سیکرٹری کو بھی ملحوظ خاطر رکھ کر اپنی سیکورٹی کو آگے بڑھانے کیلئے ہمیں کوشش کرنا

ہوگی۔ لیکن ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ساری اس طرح معلومات اوپن ہو جائیں تاکہ ہمارے لئے بنانے کی بجائے بگاڑ پیدا ہو جائے۔ تو اسی سے ہم اتفاق کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ساتھیوں کی بھی یہ خواہش کی اگر ابھی سے یہاں سے نکل جاتے ہیں اور وہاں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ابھی آپ کے چیمبر میں وہ جاتے ہیں اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ اگر آپ ابھی تھکے ہوئے ہیں کوئی دوسرا ٹائم آپ رکھنا چاہتے ہیں تو ابھی آپ کی مرضی ہے۔ لیکن ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ ہو جائے۔

قائد ایوان: ہمارے ایجنسیوں کے لوگ آجائیں، ہمارے پولیس کے سب آجائیں۔ سارے لوگ آئیں یہاں آئیں details کیساتھ۔ ٹھیک ہے 10 تاریخ کو رکھ لیں۔ ٹھیک ہے تاریخ رکھ کر کے آپ کو بتادیں گے، ٹھیک ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر مال و ٹرانسپورٹ): وہ details اور بریفنگ تو ہمارے law enforcement agency والوں کو اپنی details بتانی ہوگی جیسے آپکو سارے کیے ہیں۔ تو definitely پہلے بھی جو قومی اسمبلی کو بھی دیا تھا آپ کے ڈی جی، آئی ایس آئی اور جو concerned جنرل تھے ادھر۔ ادھر بھی وہ جو آئیں گے جو اس چیز کا زیادہ ذمہ دار ہیں یا زیادہ باخبر ہیں یقیناً وہی بریفنگ دیں گے۔ چیف منسٹر صاحب تو آپ کو اعتماد میں لے کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ یہ ہم لوگوں نے کیا ہے۔ لیکن details وہ زیادہ بتا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ویسے آئیں جو قاعدہ ہے قاعدہ 210 کے تحت قائد ہیں وہاں کی جانب سے اسپیکر اپنی صوابدید پر کوئی دن نشست رکھ سکتی ہیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و جیل خانہ جات: جناب اسپیکر! ویسے تو نواب صاحب نے جو بات کہی کہ وہ ان کیمرہ جو بریفنگ ہوگی ظاہر ہے اسمیں بہت details میں جائیں گے۔ میں اس واقعہ پر اس معزز ایوان کو چند حقائق سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو اس واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اور اسکو دہشتگردی کا بدترین واقعہ سمجھتا ہوں اور جس طرح ہمارے لوگوں کو نارگٹ کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی قابل مذمت دہشتگردی کا واقعہ تھا۔ یقیناً کوئی شک نہیں اسمیں کہ ہماری طرف سے اسکو آپ security lapse کہہ سکتے ہیں۔ اور ان ذمہ داروں کو ہم نے ذمہ دار ٹھہرایا ہے مزید جس طرح چیف منسٹر نے کہا ہے کہ مزید جو ہماری enquiries ہو رہی ہیں جہاں کوئی شخص اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائیگا اس کو یقیناً سزا ملے گی۔ اور ہم اپنی accountability ضرور کرتے ہیں۔ ہم اپنی یہ exercise ضرور کرتے ہیں کہ کہاں کس کا قصور ہوا

ہے اس کو ذمہ دار ضرور ٹھہرایا جائیگا۔ جناب اسپیکر! اس واقعہ میں دو تین important چیزیں ہیں وہ میں ضرور اس august House کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو اس کی fake responsibility claim کی ہے داعش نے۔ یہ کیوں claim کی گئی ہے کہ پاکستان کو internationally isolate کیا جائے۔ یہ واقعہ خالصتاً لشکر جھنگوی العالم اسلامی جس کا ہیڈ افسانستان میں اسپین بولڈک میں بیٹھا ہوا ہے، علی بن ابوصفیان اُسکا نام ہے اُس کی کارروائی تھی suiciders اُسی نے provide کئے تھے۔ اور وہی آ کے افغانستان میں بیٹھ کے پورے آپریشن کی نگرانی کر رہا تھا۔ تو لہذا اسکی ایک یہ important چیز ہے جو بتانی ہے۔ اور یہ جو ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ ہم قطعاً اپنے آپکو بری الذمہ نہیں سمجھتے ہیں۔ یہ دہشتگردی کے خلاف جنگ ہے بڑی مشکل جنگ ہے۔ جناب اسپیکر! افغانستان میں نیٹو فورسز نے ایک ٹریلین ڈالر خرچ کر لیے ہیں لیکن وہ suiciders کو روک نہیں پائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں کوئی justification دے رہا ہوں کہ suicide یہاں ہوتے رہیں گے اور ہم بیٹھیں رہیں گے۔ بالکل ہم بیٹھے نہیں رہیں گے لیکن مشکل جنگ ہے اسکو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دسمبر 15 سے اب دسمبر 16 آ رہا ہے، تو last one year ہم نے جو (IBUs) آئی بی یوز کنڈکٹ کیے ہیں intelligence based operations کی تعداد 4956 ہیں۔ اُسکے نتیجے میں جو لوگ arrest ہوئے ہیں اُسکی تعداد بھی بہت بڑی ہے۔ اُس کے بعد جو مارے گئے ہیں چلو وہ ان کیمرہ آپ کو بتادیں گے جس تعداد میں دہشتگرد ہم نے مارے ہیں۔ تو لہذا میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب یہ مشکل جنگ ہے تو ظاہر ہے یہ مشکل strategies اپنی پڑہنگی decisions لینے پڑیں گے اور اُسکے لئے آپ کی حکومت، جس طرح نواب صاحب نے کہا بلکہ بالکل سونہیں رہے ہیں۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ ہم یہ جو کہہ دیتے ہیں ”را“، ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے بری الذمہ بالکل نہیں ہونا چاہتے ہیں نہ ہم ”را“ کہہ کے اُسکے بعد بری الذمہ ہیں۔ ہم صرف قوم میں consensus پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کونسی قوتیں ہیں جو پاکستان کو destabilise کر رہی ہیں؟ وہ کونسی قوتیں ہیں جو بلوچستان میں اپنا کھیل کھیل رہی ہیں؟ اور اُنکے آلہ کار کون ہیں؟ وہ کونسی RAW funded لشکر ہے۔ ابھی دیکھیں پاکستان میں یا کوئٹہ کی اگر ہم بات کریں تو میں آج آپکو کہہ دوں کہ لشکر جھنگوی کے خلاف ہم نے بہت بڑا کریک ڈاؤن کیا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کے knowledge میں ہے کہ آپ کی حکومت نے سیف اللہ کرد کو یہاں مارا جو لشکر جھنگوی کا ایک ہیڈ تھا۔ محمود الرحمن رند یہیں پر مارا گیا۔ وہی لشکر جھنگوی کا اُسکے بعد ہیڈ بنا۔ اس طرح اُنکے بہت سارے لوگ تھے جو مارے گئے۔ اب کیا ہے کیونکہ neighbouring ملک ہے ہمارا افغانستان کے

ساتھ کیونکہ میرا domain نہیں ہے میں foreign office کو represent نہیں کرتا ہوں فیڈرل گورنمنٹ اس پر سوچ و بچار کر رہی ہوگی۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ افغانستان کی سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ یہ ground reality ہے کہ ہماری فورس، بارڈرز ہیں۔ یہ ground reality ہے کہ border management نہیں ہے ہمارے پاس۔ نہیں ہم بارڈر کو manage کر پائے ہیں اور ہمیں کرنا چاہیے۔ یہ صرف صوبائی گورنمنٹ کا کام نہیں ہے۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ بارڈر کی management کرے۔ لیکن ظاہر ہے ground reality یہ ہے کہ بڑا مشکل کام ہے۔ ہزاروں کلومیٹر پورس بارڈرز آپ کے پاس موجود ہے۔ کبھی دہشتگرد ایران کے بارڈر سے اندر آ جاتے ہیں۔ افغانستان میں روزانہ چن کے بارڈر سے بارہ ہزار لوگوں کی ادھر سے آمد و رفت ہے بغیر چیننگ کے بغیر proper کاغذات کے۔ دنیا کے کسی کونے میں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ پھر بارڈر پر divided villages ہیں۔ جناب اسپیکر! آدھا گاؤں افغانستان میں ہے آدھا پاکستان میں۔ پھر tribal society ہے۔ آپ کس طرح اسکو divide کر سکتے ہیں اس society میں جس میں وہ رہ رہے ہیں اس طرف بھی وہی قبیلہ آباد ہے اس طرف بھی وہی قبیلہ آباد ہے۔ تو یہ وہ ground realities ہیں یہ وہ مشکلات ہیں جو حکومت بلوچستان face کر رہی ہے۔ جہاں تک پولیس ڈیپارٹمنٹ کی بات ہے یہ سب سے important time ہے کہ اپنی فورسز کو demoralize نہیں ہونے دینا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر negligence ہے اگر کسی کی کوتاہی ہے تو یہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کوتاہی والے سے آپ کہہ دیں کہ جی بس ٹھیک ہے کیونکہ آپ demoralize ہو رہے ہیں تو ہم آپکو کچھ نہیں کہیں گے۔ ہماری حکومت بالکل یہ نہیں کرنے جا رہی ہے۔ ہم نے initially جو کمانڈنٹ تھا جو ڈپٹی کمانڈنٹ تھا اسکو suspend کر دیا ہے آئریبل چیف منسٹر کے آرڈرز پر۔ جو پہلی انکوائری آئی تھی، جو 24 hours کے اندر پولیس ڈیپارٹمنٹ نے خود وہ انکوائری کی۔ اس کے بعد اب تین اور کمیٹیز بنی ہیں۔ اور ہم سارے ایوان کو welcome کرتے ہیں پورے بلوچستان کو welcome کرتے ہیں ان کمیٹیز میں جو بھی input ڈالنا چاہتے ہیں جو بھی اپنا input دینا چاہتا ہے ہم اس کو welcome کریں گے جو positive input ہوگا ہم اسکو welcome کریں گے۔ اور اس کو اس کا حصہ بنالیں گے۔ اب میں پہلے دن سے یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ حکومت کے بس کی بات نہیں ہے اس دہشتگردی کی جنگ اکیلے لڑنا۔ یہ بلوچستان گورنمنٹ کم سے کم یہ۔ ابھی یہ ایک international phenomena بن چکا ہے۔ دیکھئے ترکی استنبول میں دھماکے ہوئے ہیں۔ جرمنی میں دھماکے ہوئے ہیں۔ وہاں response وہ

ہماری civil society کی ہماری میڈیا کی، وہ نہیں ہوتا ہے جو ہمارے ملک میں ہے۔ کچھ چیزیں ہیں بد قسمتی سے جو صرف ہمارے ملک پر انکی practices ہوتی ہے۔ دنیا کے اور کسی کونے میں نہیں ہوتی۔ اور ابھی یہ ایک international phenomena بن گیا war and terrorism اُس کو اسی طرح سوچنا پڑیگا اُسکو ہم isolation میں نہیں سوچ سکتے ہیں کہ صرف کوئٹہ کو سامنے رکھ لیں، صرف بلوچستان کو سامنے رکھ لیں۔ تو لہذا میری یہ آپ سے گزارش ہے کہ ہماری ذمہ داری ہے ہم اپنی ذمہ داری سے بالکل بری الذمہ نہیں ہیں ایک دوست نے کہا کہ مستعفی ہونے کی بات ہے اگر دیکھیں مستعفی ہونے سے معاملات حل ہو جاتے ہیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے اس سیٹ پر چپکارہنے کا میں آج مستعفی ہو جاتا ہوں۔ رییسٹانی صاحب کی گورنمنٹ اس بنیاد پر ختم ہوگئی کہ کیا اس کے بعد معاملات ٹھیک ہو گئے؟ آج ہماری گورنمنٹ کا اگر آج چلی بھی جائیگی پانچ سال ہم نے ساری زندگی یہ کوئی میراث تو نہیں ہے میرے باپ دادا کی جاگیر تو نہیں ہے میں نے اس پر نہیں ہونا ہے کل کسی اور نے آجانا ہے۔ کیا اس کے بعد یہ حالات ٹھیک ہو جائیں گے؟ یہ ایسے نہیں ہوگا جناب چیئر مین! بہت سارے decisions ہیں جو اب انٹرنیشنل لیول پر لینے کی ضرورت ہے۔ بہت سارے اور ہمارے مدر سے ہیں ان کا بہت۔۔۔ (مداخلت) جی قائد ایوان! میں اُس پر آ رہا ہوں۔ میں terrorisms کی بات دو منٹ لوں گا باقی جو حالات ٹھیک کرنے کی ہم بات کرتے ہیں وہ کیا ہے وہ measures کیا ہوتے ہیں اور statistics کیا تھے میں اُس پر ضرور آؤں گا۔ پہلے میں terrorisms پر بات کر لوں جو اسلام کے نام پر ایک دہشتگردی ہے، اس کا کیا اسلام سے تعلق ہے کیا لشکر جھنگوی کا اسلام سے تعلق ہے؟ جھنگ میں شیعہ کافر نہیں ہے، کوئٹہ میں آکر کافر ہو جاتا ہے وہاں تو شیعہ killings نہیں ہو رہی ہیں۔ کیوں کوئٹہ میں ہو رہی ہیں؟ کوئٹہ میں بڑی خبر بنتی ہے کوئٹہ یا بلوچستان لائٹ لائٹ پر ہے، فرنٹ لائن پر ہے war and terror پر پہلے دن سے ہم کہہ رہے ہیں ہم conflict zone پر ہیں اور پھر بہت ساری ایسی چیزیں ہیں بہت ساری administrative ہمارے ہاں problems ہیں۔ بات ہو رہی تھی دیوار کی۔ دیکھیں یہ ایک بیورو کریٹک چینل ہے اس کو ہم چیلنج کر سکتے ہیں ہم ان رولز میں amend کر سکتے ہیں اُس کو فالو کرنا ہے چیف سیکرٹری کو فالو کرنا ہے اے سی ایس کو نہیں ہو سکتا ہے میری بہن بات کر رہی تھی کہ بادشاہت میں یہ ایک طریقہ کار ہوتا ہے ایک سسٹم ہے اس کو فالو کرنا ہے۔ اگر آپ آج اپنے رولز کو فالو نہیں کرتے ہیں کوئی بلڈنگ کھڑی کرنے کے لئے کل آپ پر نیب آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ so we have to think ہم نے دوبارہ سوچنا ہے کہ موجودہ بیورو کریٹک چینل میں کیا چیزیں ہم speedy کر سکتے ہیں اس ایوان کا کام ہے یہ ایوان

سوچے قانون سازی کرے ہم نے ہوٹل پر قانون سازی کی ہوٹل پر steps ہیں ہم نے جو کرائے پر مکان ہے، اُن پر کی ہے۔ ہم دہشتگردی کے خلاف بہت ساری یہاں اس ایوان کی کامیابی ہے انہوں نے قانون سازی کی مزید ضرورت ہے کوئی positive input آتا ہے میں ہر وقت حاضر ہوں یہ ایوان حاضر ہے۔ ہوم سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں ہم ہر وقت حاضر ہیں ہم قانون سازی کر کے اس دہشت گردی کی جنگ لڑ سکتے ہیں۔ اب جہاں تک ہم بات کرتے ہیں کہ ہم نے حالات ٹھیک کر لیے۔ ہم نے یہ دعویٰ کبھی بھی نہیں کیا کہ ہم دودھ اور شہد کی نہریں بلوچستان میں بہا دیئے دیکھیں جب law and order کی situation develop ہوتی ہے تو کیا ہوتا ہے تین قسم کے کرائم ہوتے ہیں جس کا چینج ہوتا ہے organized crimes ہیں جس میں kidnapping for ransom ہے۔ highway robbery ہے street crimes ہیں target killing ہے ایک بلوچ کے نام so called Baloch میں اُنکو کہتا ہوں وہ تو ابھی براہمدغ گاندھی بن چکا ہے یہ لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو RAW funded لشکر ہے اور وہ آ کے اس کو کیا کہتے ہیں جو دہشتگردی پھیلا رہے تھے اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی کامیابیوں سے نوازا ہے آج آپ دیکھیں کہ کتنی بڑی تعداد میں لوگ آ کے آپ کے چیف منسٹر کے سامنے انہوں نے ہتھیار ڈالے ہیں۔ what is that mean? کہ وہ آپ پر trust کر رہے ہیں، اس ایوان پر trust کر رہے ہیں، اپنے system پر trust کر رہے ہیں، واپس آ رہے ہیں، تھک گئے ہیں، reality سے پتہ چل گیا ہے۔ اتنے سادہ لوح لوگ تھے جو لوگ آج اُس تقریب میں موجود تھے، آئینہ چہل منسٹر خود وہاں تھے کہ اُنکو یہ نہیں پتہ تھا چیکس کس طرح لینے ہیں وہ لافناہ کس طرح لینا ہے۔ ان سادہ لوگوں کو پہاڑ پر بھیج دیا بندوق پکڑا دی جو آباؤ اجداد سے اُنکا پیشہ ہے اور وہ negative side پر ان کو پیسے لیکر RAW funded لشکر بنا کر اور RAW اُنکو پیسے دیتی ہے۔ پیسے حیرت اور براہمدغ کھا جاتے ہیں اور اس غریب کو بھیج دیا ہے۔ ایک بگٹی سے میں نے پوچھا اُس سے کہ ہاں بھائی تم نے جو بلوچستان آزاد کرنے گیا تھا کیا لیکر آئے ہو؟ کہتا ہے سر ایک بکری ہے میرے پاس اور کچھ نہیں ہے۔ تو براہمدغ کے ساتھ تو وہ بڑی luxury-life گزار رہا ہے حیرت، جاوید مینگل، زامران یہ سارے بڑی luxury life گزارے ہیں۔۔۔ (مداخلت) جی سر یہ اکاؤنٹ کاش پاکستان میں ہوتا پھر۔ اچھا! تو یہ دس ارب روپے ہیں جو اُسکی زمینیں ہیں ڈیرہ بگٹی کی وہ بند پڑی ہیں۔ تو یہ دس ارب روپے اُسکے کہاں سے آگئے ہیں؟ ظاہر ہے یہ چیزیں ہیں۔ تیسرا جو important چیز ہوتی ہے، وہ تھی organized crime۔ یہ جو ہم کہتے ہیں ناں زمرک خان صاحب! دیکھیں قطعاً آپ کی بات سے میں hundred percent agree

کر رہا ہوں کہ اگر میری highways کھلی بھی ہوں، میرا بچا اسکول نہیں جا رہا ہو تو میں نے travel کر کے کیا کرنا ہے۔ بات آپ کی بالکل درست ہے لیکن اُسکو اُسکے ساتھ relate نہ کیا جائے۔ وہ ایک علیحدہ crime تھا۔ کیا ہم اس روڈ پر travel نہیں کر پاتے تھے۔ ہم جیک آباد کی روڈ پر travel کر پاتے تھے ہم چمن کی روڈ پر travel نہیں کر پاتے تھے۔ ہم ژوب کے روڈ پر travel نہیں پاتے تھے۔ وہ کون لوگ تھے؟ وہ criminals تھے جس کا دہشتگردی سے تعلق نہیں تھا، وہ organized criminals تھے۔ organized crime کرتے تھے۔ آج کی kidnapping for ransom میں بلوچستان پولیس نے جو کردار ادا کیا ہے ہم جتنی مرضی اُن سے کہہ لیں وہ بڑا قابل تحسین ہیں۔ اُنہوں نے بڑا اس پر ایک سیل بنایا باقاعدہ وہ kidnapping for ransom کے واقعات ہوئے ہیں سردار مصطفیٰ ترین کے بیٹے کا اغوا ہے۔ نواب صاحب کا وہ ہے نواب ظاہر کاسی کا اور بڑے بڑے واقعات ہوئے تھے۔ لیکن بہت سارے ایسے ہیں جو ہم نے ایک بھی unearth نہیں چھوڑا ہے۔ ہم نے اُن سب واقعات کو earth کیا ہے۔ ہم اُنکے اُس تک گئے ہیں۔ facilitators تک گئے ہیں۔ لوگ پکڑے گئے ہیں۔ لوگ مقابلوں میں مارے گئے ہیں۔ تو میرے کہنے کا مطلب ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حالات ٹھیک کئے ہیں تو ہم اس طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ دو چیزوں میں positivity ہے یہ ایک معاملہ پہلے کچھ بہتر تھا لیکن اب کیونکہ اسکی ایک international scenario ہے اب یہ بڑھ گیا ہے بلوچستان میں اب آئیے ہم نے مل کے اس کا مقابلہ کرنا ہے ہم سب دیکھیں زمرک خان I don't want to میں کسی blame game میں نہیں جانا چاہتا ہوں جتنی بڑی قربانی اے این پی نے کے KP میں دی ہے اُس دہشتگردی کے خلاف اس وقت تو ان میں سے کسی نے مستعفی ہونے کا مطالبہ نہیں کیا۔ ہر ایک نے یہ کہا کہ میاں افتخار تیرا بیٹا شہید ہوا لیکن تو شیروں کی طرح کھڑا رہا ہے تجھے شاباش ہے بشیر بلور شہید ہوا لیکن باقی اُس کا خاندان کھڑا رہا پوری پارٹی کھڑی رہی دہشتگردی کے خلاف جنگ یہ تو کسی نے نہیں کہا KP میں بلوچستان سے زیادہ دھماکے ہوتے تھے وہاں sitting minister دھماکے میں مارا گیا۔ وہاں sitting minister کا بیٹا مارا گیا لیکن یہ مستعفی ہونے سے معاملات حل نہیں ہونگے معاملات حل ہونے ہیں ایک resolve سے ایک mind set کے خلاف ہم نے جنگ لڑنی ہے۔ دیکھیں! آپ یہ سوچیں کہ maximum دنیا میں کسی بھی punishment کیا ہے جناب چیئر مین! That is death sentence! اس سے بڑی تو کوئی punishment نہیں ہے۔ اور وہ death sentence کو مان کے آرہے ہیں آپ سے لڑنے کے لئے۔ وہ اُسکو تسلیم کر کے آرہا ہے۔

جو آپ نے اُسکو سب سے زیادہ punishment دینی ہے وہ اس کے لئے خود تیار ہو کے آرہے ہیں۔ تو جب آپ ایسے دشمن کے ساتھ لڑ رہے ہوتے ہیں تو آپیشل حالات ہوتے ہیں آپیشل measures ہوتے ہیں اور آپ کی حکومت انشاء اللہ و تعالیٰ وہ measures لے رہی ہے، capacity کے مطابق لے رہی ہے ہماری سیکورٹی فورسز، فرنٹیئر کور، ایٹلیٹکس ایجنسیز کہاں کہاں آپریشنز کہاں کہاں، ابھی جو ہمارے کپتان شہید ہوئے ہیں اُنکو خراج تحسین حکومت بلوچستان کی طرف سے بلکہ اس ایوان کی طرف سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اُس جو انمرد نے کس طرح جا کے اُس دہشتگرد کو سینے سے لگایا ہے، کتنے لوگوں کو مزید بچایا ہوگا۔ اور جو میں یہ بات اگر میرے سے منسوب کی بھی گئی ہے تو میں اس کو بتا دیتا ہوں وضاحت کر دیتا ہوں ویسے تو ضرورت نہیں ہے کیونکہ میڈیا کی وضاحت دینا بڑا مشکل کام ہے۔ چونکہ یہ زور آور لوگ ہیں، دنیا کے کسی کئی میڈیا اس نام پر آزاد نہیں ہیں جو آزادی انہوں نے ایک so called self called ایک آزادی لی ہوئی ہے اس طرح دنیا میں کئی، CIA جو آپریشنز کرتی ہے وہ کیا میڈیا میں discuss ہوتے ہیں؟ جو باقی دنیا میں RAW جو کچھ کر رہی ہے کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے کیا وہ اس طرح discuss ہوتا ہے جس طرح ہمارے میڈیا چینلز میں ہماری چیزیں discuss ہو رہی ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی میں اسکی وضاحت کرنا چاہوں کہ اگر ہم یہ آپریشن نہ کرتے۔ آپ انڈین کی مثال لے لیں، انڈین ایک کمپاؤنڈ میں دہشتگرد گھسے ہیں اور وہاں وہ اُنکو 72 hours لگے ہیں اُس کمپاؤنڈ کو خالی کرنے میں۔ اور ہم نے تین گھنٹے میں اُس کمپاؤنڈ کو خالی کیا۔ مزید لوگ وہاں موجود تھے مزید کلنگ، یہ تو جو 60 لوگ مرے ہیں میرے بچے تھے میرے بھائی تھے۔ مجھ سے زیادہ کس کو دکھ ہے میں قطعاً یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ نقصان نہیں ہے۔ بہت بڑا نقصان ہے۔ کیا یہ نقصان چار سو بھی تو ہو سکتا تھا پانچ سو بھی ہو سکتا تھا۔ اگر سیکورٹی فورسز بیٹھی رہتی۔ آئی جی پولیس وہاں نہیں ہوتا۔ آئی جی ایف سی وہاں نہیں ہوتا۔ کور کمانڈروہاں نہیں ہوتا۔ میں اپنی humble capacity میں وہاں نہیں ہوتا اور ہم کہتے اچھا صبح دیکھیں گے۔ رات کا اندھیرا بالکل گھپ میں وہاں پر موجود تھا میں خود دیکھ رہا تھا میں ایک قبائلی آدمی ہوں میں جنگ لڑنا جانتا ہوں لیکن میں حقیقت آپکو بتا رہا ہوں کہ سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ یہ کیا ہے۔ اور نہ ہم نے وہ کمپاؤنڈ کو دیکھا ہوا تھا کہ وہ کمپاؤنڈ اندر سے کس طرح ہے۔ تو اس طرح کے حالات ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ بہت زبردست تحریک التوا ہے مزید اس پر بحث ہونی چاہیے۔ بہت اہم مسئلہ ہے دہشتگردی کا۔ یہ دہشتگردی کی جنگ ایک resolve کے ساتھ لڑی جاسکتی ہے۔ اس کو ختم تب ہی کیا جاسکتا ہے کہ ایک mind-set جس کو ہم نے change کرنا ہے۔ وہ ہمیں lower level سے لیکر highest level تک یہ consensus

built کرنا پڑیگا۔ اُس کے بعد ہم اس دہشتگردی کے خلاف جنگ لڑیں گے۔ لیکن میں آپ کو یہ یقین ضرور دلانا چاہتا ہوں حکومت بلوچستان کی طرف سے اس اسمبلی کی طرف سے آزیبل چیف منسٹر کی طرف سے، اپنے آفیسرز کی طرف سے کہ We are not afraid to terrorism ہم دہشتگردوں سے ڈرتے نہیں ہیں نہ ہم ڈریں گے۔ ایک قدم بھی ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ٹھیک ہے ہمارے بہت معصوم لوگ انہوں نے شہید کر دیئے، مجھ پر خود بہت حملے ہوئے۔ لیکن ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔ نواب صاحب آپ کے سامنے بیٹھے ہیں۔ وہ جوان بیٹا دے کے اُسکے بعد آ کے دوبارہ زندگی کو اُسی طرح چلانا یہ چھوٹی بات نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! جن کے گئے ہیں اُنکو پتہ ہے کہ لخت جگر دینا کیا ہوتا ہے۔ اُس کے باوجود پہاڑ کی طرح اس دہشتگردی کے سامنے کھڑے ہو جانا یہ وہ resolve مانگتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم تمام اسمبلی، تمام بلوچستان میں یہ resolve جب آجائے گا میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ و تعالیٰ بلکہ پورے پاکستان میں ہم انشاء اللہ و تعالیٰ اس دہشتگردی کی جنگ جیت کے رہیں گے۔ اور جب ایک دہشتگرد بھی یہاں رہیگا ہم لڑیں گے ضرور۔ دیکھیں وہ اس ہاؤس میں آپ کو بتا دیں گے کہ ہم نے لڑائی میں کیا حاصل کیا ہے ٹھیک انہوں نے بھی تو ہمارے، initiative اُنکے پاس ہے۔ وہ آرہے ہیں میں نے آپکو پہلے بتایا کہ death sentence قبول کر کے وہ آرہا ہے۔ اُسکے پاس initiative ہے وہ آجاتا ہے۔ وہ اسی لئے آرہا ہے میں مرنے آرہا ہوں ایک مارلوں بھی میں کامیاب دس مارلوں بھی میں کامیاب۔ جو ہم نے کیا ہے جو ہماری سیکورٹی فورسز نے کیا ہے وہ ہم آپ کو اس ہاؤس میں بتائیں گے کہ What we have achieved? الحمد للہ ہم نے کتنے اس طرح کے دہشتگردانہ واقعات جو ہوتے تھے بلوچستان میں جو اس سے بھی بڑے ہولناک ثابت ہو سکتے تھے اُنکو بچایا ہے۔ انہیں سیکورٹی فورسز نے بچایا اسی پولیس نے بچایا ہے اسی لیویز نے بچایا ہے۔ اسی ایف سی نے، اسی آئی ایس آئی، ایم آئی نے بچایا ہے۔ تو وہ کیونکہ ہو جاتا ہے کہ یہ میدان ہے اور جنگ ہے۔ جو ایک goal ہو جاتا ہے وہ سب کو نظر آتا ہے جو گول کیپر 9 روکتا ہے وہ کسی کو نظر نہیں آتا ہے۔ یہ ایک phenomena ہے اس میں آپ لوگ بالکل حق پر ہیں۔ اور یہ آپکا حق ہے کہ آپ ہم پر تنقید بھی کریں ہماری اصلاح بھی کریں۔ ہم اُسکو کھلے دل سے welcome بھی کرتے ہیں اور آپ سے بڑا سیکھنے کو ملا ہے آپ بڑے seasoned politician ہیں۔ بڑے seasoned parliamentarian ہیں، honestly مجھے خود بہت کچھ سیکھنے کو مل جاتا ہے۔ اور آپ کی جو تجاویز آتی ہیں وہ ہم implement کرتے ہیں جب ہم in House discussions کرتے ہیں، ہم سب وہ discuss کرتے ہیں کہ اسکو اس طرح ہونا چاہیے۔ تو لہذا میں

ایک دفعہ پھر جناب چیئر مین! آپ کا شکر گزار ہوں اپوزیشن اور حکومتی مینجنگ کا شکر گزار ہوں کہ تمام لوگوں نے اس اہم issue پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں resolve دے کہ ہم اس دہشتگردی کی جنگ کو مزید جو امر دی کے ساتھ لڑیں۔ اور ان دہشتگردوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہیں کہ تم جتنی کوشش کر لو ہم اپنے اسکول بند ہونے نہیں دینگے تم جتنی مرضی کوشش کر لو ہم اپنی ڈیوٹی نہیں چھوڑیں گے ہمارا پولیس مین جو ایک شہید ہوا ہے اس کا دوسرا بھائی تیار ہے بھرتی ہونے کے لئے۔ میرے بگٹی شہید ہوئے ہیں ان کا خود بھائیوں نے مجھے فون کر کے کہا کہ جی ہم دوبارہ پولیس میں جانا چاہتے ہیں۔ یہ انشاء اللہ تعالیٰ resolve اس جنگ کا اور اس جنگ کا یہی نتیجہ ہوگا شکست ان کو ہوگی ہم حق پر ہیں حق انشاء اللہ تعالیٰ جیتے گا، شکر یہ جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: جی خالد جان!

میر خالد ہاپون لاگو: یہ انہوں نے سمیٹا، میں دوسرے issue پر بات کرنا چاہتا ہوں لیکن ذرا دومنٹ صرف اسی issue پر بھی۔

جناب چیئر مین: آپ اسی issue پر یا دوسرے پر؟

میر خالد ہاپون لاگو: مسئلہ ایک اور ہے میں اس issue پر بھی اگر دومنٹ بات کروں اگر آپ اجازت دیں۔

جناب چیئر مین: کیونکہ بہتر یہ ہے کہ یہ ابھی فائنل تحریک التوا جو ہم کر لیں، چلیں آپ بالکل کر لیں۔

میر خالد ہاپون لاگو: ایک تو جس issue پر میں بات کرنا چاہتا ہوں نواب صاحب بیٹھے ہیں سی ایم صاحب، چیف سیکرٹری صاحب، چیئر مین صاحب! میرے پاس کچھ اسٹوڈنٹس آئے تھے ایم اے کا امتحان ہو رہا ہے اور یہ کمیشن والا مسئلہ ہے۔

جناب چیئر مین: یہ بات ہوگئی ہے۔

میر خالد ہاپون لاگو: اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ دوسرا میں law and order کے حوالے سے بات ضرور کرونگا کہ یہ جو حالات پہلے تھے ہمارے علاقوں کے، ڈیرہ بگٹی اور کوہلو کے بعد میرے خیال میں سب سے زیادہ migration جو ہوئی تھی، وہ نواب صاحب کے حلقے میں، خضدار میں ہوئی تھی۔ اور یہ جو ہمارا علاقہ تھا لکپاس سے خضدار تک، یہاں شریف لوگ travel نہیں کرتے تھے۔ آج میرے خیال میں نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ لوگ جو migration کر کے چلے گئے تھے، وہ سب خضدار میں واپس آرہے ہیں۔ خضدار کی آدھی آبادی، اگر میں نہ کہوں چالیس فیصد لوگ چلے گئے تھے وہ اب واپس آگئے ہیں۔ بالکل

سو فیصد ہم حالات ٹھیک نہیں کر سکے ہیں نہ ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن مجھے یہ نہیں کہ ٹریڈری پنچر میں میں ہوں۔ لیکن میں آپ کو ایمان سے کہتا ہوں کہ اُس دن مجھے اتنا حوصلہ ملا ہمارا بہت بڑا نقصان ہوا، ہمارے 60 لوگ شہید ہوئے۔ لیکن مجھے اتنا حوصلہ ملا، میں ہسپتال میں تھا میں نے کہا کہ کاش میں بھی آزاد ہوتا اور وہاں جاتا کہ مجھے پتہ چلا کہ کمانڈر صاحب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ موقع پر گئے ہیں۔ آئی جی پولیس بھی گئے ہیں۔ میر صاحب بھی گئے ہیں۔ اور نواب صاحب بلکہ میں جب ڈاکٹر مالک صاحب وزیر اعلیٰ تھے تو میں نے کہا یہ عام آدمی ہے، یہ سب سے energetic ہوگا۔ بارہ بجے Live وہ مطلب on-board تھے۔ وہ سب connected تھے سب کے ساتھ۔ بارہ ساڑھے بارہ بجے ٹی وی پر Live تھے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و جیل خانہ جات: نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ آنا چاہ رہے تھے میں نے اُنکو زبردستی روکا کہ آپ اُدھر نہ آئیں میں وہاں آپ کی نمائندگی کر رہا ہوں حکومت کی نمائندگی کر رہا ہوں آپ نہ آئیں کہ threat کس ٹائم کا ہو سکتا ہے، کس طرح ہو سکتا ہے میں نے اُنکو روکا کہ وہ خود آنا چاہ رہے تھے۔ میر خالد ہمایون لاگو: تو ساڑھے بارہ بجے میں سن رہا تھا، نواب صاحب Live ٹی وی پر انٹرویو دے رہے تھے اور حالات سے آگاہ کر رہے تھے تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ ہماری حکومت کوشش کر رہی ہے نقصان واقعی بہت بڑا سا تھا لیکن انشاء اللہ و تعالیٰ اگر اسی طرح اسی عزم کے ساتھ اسی بہادری اور جرأت کے ساتھ اچھے اقدامات کے ساتھ انشاء اللہ ہم اس ناسور پر قابو پالیں گے۔

جناب چیئرمین: اب میرے خیال میں تحریک التوا کو windup کرتے ہیں۔ سب ممبران نے ماشاء اللہ بہت ہی اچھی discussion کی ہے۔ اور تمام ان پہلوؤں پر غور کیا ہے، جو lapses ہیں، چیزیں ہیں۔ نواب صاحب نے ماشاء اللہ بہت ہی مطلب ان کیمرہ بریفنگ دی ہے، انٹیریور فیسٹر نے اپنی ساری پوری آپ کے سامنے نے picture رکھی ہے۔ اور سب کا خاص طور پر اپوزیشن کا بھی input اس پر جو تحریک آپ لائے اور بالکل اپوزیشن اور حکومت اس معاملے میں ایک page پر ہیں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 10 نومبر 2016 بوقت سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 7 بجکر 43 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆